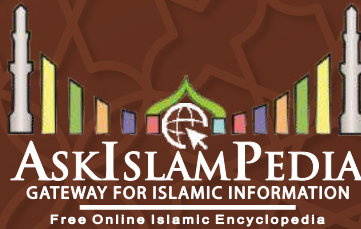


سُورَةُ الْأَعْلَى

تفسير أشدق

مترجم

ڈاکٹر حفصہ ظفر اشرفی شریعتی مدنی و فقہی



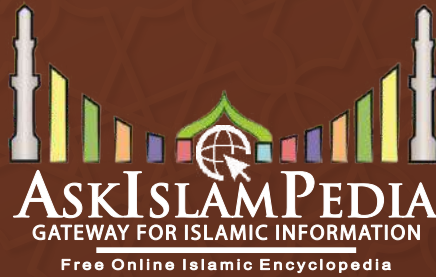
COPYRIGHT محفوظة
All Rights Reserved جميع الحقوق

2025

سُورَةُ الْأَعْلَى تفسير آرشدي

د. الطير حفظه الله وآرشاد شيخه عمري مازني مازني رحمه الله

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadanicom



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

هَٰذَا الْقُرْآنُ يُهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔"

سُورَةُ الْاِسْرَاءِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الرِّكَنِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخِرِينَ

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو

اوپر کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا کر دیتا ہے۔"

زَوَاةُ مُسْلِمٍ

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
2	❖ مقدمہ
2	• سورۃ الاعلیٰ سے سورۃ الزلزال تک: داعی کی تربیت کا ہار
2	• سورتوں کا مختصر خاکہ
3	❖ پیش لفظ: حصہ 2
3	• قرآن کی منزل من اللہ کے ثبوت
3	❖ پیش لفظ: حصہ 3
3	❖ پیش لفظ: حصہ 4
3	• سماجی اصلاح
4	❖ پیش لفظ: حصہ 5
4	• دورِ حاضر کے مسائل کا حل
4	❖ مقدمہ 2
4	• سورۃ الاعلیٰ سے لے کر سورۃ الزلزال تک کا مضمون ایک ہار کی طرح پرودیا گیا

پہلا حصہ (سورۃ الاعلیٰ کا عمومی جائزہ)

8	❖ بعض اہداف
8	❖ سورۃ الاعلیٰ: تعارف، موضوعات اور باہمی ربط
8	❖ تعارف اور ساخت
9	❖ موضوعاتی انداز اور مقاصد

- ❖ پچھلی اور اگلی سورتوں سے ربط 10
- ❖ یونٹ کے اعتبار سے دیکھیں گے 10
- ❖ سورۃ الغاشیہ میں بیان کئے چار اہم ٹاپکس 12
- ❖ سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کے مضامین میں تعلق اور یکسانیت 12

دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)

- تفسیری ترجمہ (قرآن کے معانی کا ترجمہ) 15

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)

- ❖ حصہ اول: کتاب "السرائح" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح 22
- ❖ حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ 23

چوتھا حصہ (سورۃ الاعلیٰ کے موضوعات اور عنوانات)

1. تسبیح الہی اور عظمت 43
2. تخلیق، تقدیر اور ہدایت 44
3. دنیا کی عارضیت، آخرت کی بقا 44
4. وحی، قرآن، رسالت اور اس کی حفاظت 45
5. تذکیر، نصیحت اور اس کا اثر 46
6. نیک و بد کا انجام (آخرت) 47
7. دنیا و آخرت کی ترجیح، تزکیہ اور عبادت 48
8. وحی کا تسلسل: صحفِ ابراہیم و موسیٰ 49
9. ہدایت بطور مقصد وحی 50

پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

53 تفسیر بالقرآن

چھٹا حصہ (سورۃ الاعلیٰ کی آیات سے متعلق احادیث کا مجموعہ)

55 ❀ وہ احادیث کا مجموعہ جس کو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں

56 ❀ علمی نکات

57 1. سورۃ الاعلیٰ کی فضیلت

57 1. توحید (Tawheed)

57 2. رسالت (Risalat)

57 3. آخرت (Akhirat)

57 4. تزکیہ (Tazkiyah)

58 5. وحی (Wahi)

58 6. ہدایت (Hidayat)

58 7. نصیحت (Naseehat)

58 8. قرآن کی حفاظت (Preservation of Quran)

58 9. اللہ کی عظمت (Glory of Allah)

59 10. اللہ کا علم (Ilm of Allah)

59 11. آسان شریعت (Easy Shariat)

59 12. اچھے اور برے لوگوں کا انجام (Destination of Good and Bad People)

59 13. آخرت کی تیاری (Preparation for Akhirat)

59 14. جنت و جہنم کی تفصیل (Jannah and Jahannam Description)

60 ❀ تذکیر، دنیا و آخرت، فلاح و تزکیہ

1. ذکر سے فائدہ اٹھانے والے دل 60
2. بد بخت وہ جو نصیحت سے اعراض کرے 60
3. جہنم میں نہ مکمل موت، نہ حقیقی زندگی 60
4. "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى" کا مفہوم 60
5. تزکیہ نفس اور صدقہ فطر 61
6. ذکرِ رب اور نماز 61
7. دنیا کو ترجیح دینا، آخرت کھونا 61
8. آخرت بہتر اور باقی ہے 62
9. صحفِ ابراہیم و موسیٰ، توحید و رسالت 62
10. تمام انبیاء کا ایک ہی اصل پیغام 62
11. ابراہیم و موسیٰ کی کتابوں کا اجمالی ذکر 62
12. ہر امت میں نذیر بھیجا گیا 63
13. توحید، رسالت، آخرت: دین کی بنیاد 63

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث)

- تفسیر بالحدیث: وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں 65

آٹھواں اور نواں حصہ ("تفسیر صحابہ و تابعین" - "تفسیر بالرأی محمود")

- حصہ اول (مختصر تفسیر) 69
- سورۃ الاعلیٰ (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (سبح اسم ربک الاعلیٰ) کے بارے میں) 69
 - اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى) کے بارے میں 70
 - اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى) کے بارے میں 70

- اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ)۔۔۔ 70
- اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ) (۶)۔۔ الخ، کے بارے میں 70
- اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ) کے بارے میں 70
- اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ) کے بارے میں 70

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

- ❖ حصہ دوم: تفصیلی تفسیر 73
- سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر 73
- ❖ فتح القدر اور احسن البیان سے چند نکات (سورۃ اعلیٰ) 96

گیارہواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

- ❖ بعض موضوعات 100
- ❖ بعض اسباق 100
- ❖ مناسبت / لطائف التفسیر 101
- ❖ آیات اور حدیث 102

(بارہواں حصہ) عمومی معلومات

- ❖ سورۃ الاعلیٰ: عمومی معلومات، مباحث اور رود 110
- لسانی اور علمی نکات 110
- 1. لفظ "سَبَّح" کا معنی 110
- 2. "غُثَاءً أَحْوَىٰ" کی تشریح 110
- 3. "إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ" کا مفہوم 110

- جدید و قدیم شکوک و شبہات کا رد 111
- تقدیر اور ہدایت پر اعتراض 111
- خاتمہ: سورۃ الاعلیٰ کی عصری اہمیت 111
- غلط عقائد اور جدید شکوک کا رد 111
- اسائنمنٹ 112
- طلبہ و طالبات کے لئے 3 اسائنمنٹ 112
- بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر: 8-12 سال) 112
- بالغوں / بڑوں کے لیے اسائنمنٹ 113
- **مضمون 1:** یوٹیوب پر بیان کے مفرغات نوٹس بعنوان 114
- سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کے چھ اہم ٹاپکس --- 115
- سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر 118
- قرآن کا تفسیری ترجمہ ہوتا ہے 119
- شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول: اللہ تعالیٰ ذات اور صفات دونوں اعتبار سے اعلیٰ ہے 121
- تسبیح تین معانی پر مشتمل ہے تنزیہ، تقدیس، اور تعظیم 122
- لفظ "قدر" کے پانچ معانی 123
- ہدایت کے اقسام: ہدایت جبلی، ہدایت ارشاد اور ہدایت توفیق 125
- ایک اعتراض اور اس کا جواب 129
- لفظ "یُسْرَى" کے دو معنی: زندگی میں آسانی، شریعت میں آسانی 131
- پچھلے صحیفوں میں بھی کونسے مضامین موجود تھے؟ 136
- **مضمون 2:** تزکیہ نفس کے اسلامی طریقے 137
- تزکیہ نفس کے اسلامی طریقے 137

- 137 مقدمہ اور تعریف
- 138 نفس کی صفائی کی مثال
- 138 جنگل اور باغ میں فرق
- 138 صحتمند دل اور اس کی خصوصیات
- 139 کامیابی دنیا اور آخرت میں
- 139 اخلاق محمودہ اور مذمومہ
- 140 ذکر اور نماز کی اہمیت
- 140 دنیا کو ترجیح دینے کا خطرہ
- 140 زہد کا مطلب اور تعریف
- 140 دنیا اور آخرت میں توازن
- 141 دنیا کو ترجیح دیتے ہوئے عمل
- 141 رہبانیت کی غلطی
- 141 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ
- 142 آخرت کی فضیلت
- 142 ذرہ برابر عمل کا حساب
- 142 قدیم صحائف میں تزکیہ
- 143 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن
- 143 نبوی مقاصد کی تفصیل
- 143 قرآن کی تلاوت
- 143 تزکیہ اور تعلیم کا تعلق
- 144 علم سے پہلے ادب

- یہود و نصاریٰ کی تاریخی غلطی 144
- علم اور عمل کا توازن 145
- انعام یافتہ لوگوں کی خصوصیات 145
- نبی اکرم ﷺ کے چار اہم کام 145
- علماء کا اہتمام 145
- قدیم محدثین کی کتابیں 146
- معاصر علماء کا کردار 146
- علماء کا خصوصی اہتمام کیوں 146
- ابن قیم اور دل کی تطیب 146
- معاصر کتابیں 147
- شیخ السعدی اور قواعد فقہیہ 147
- قواعد فقہیہ کی تشریح کی تاریخ 147
- تزکیہ کے اہم موضوعات 147
- توحید کی حفاظت 147
- شیخ السعدی کے اشعار 148
- علم کا سب سے بڑا ہدیہ 148
- قواعد فقہیہ کی اہمیت 149
- قواعد فقہیہ کا مجموعہ 149
- قواعد فقہیہ کی تفصیلی کتاب 149
- تزکیہ نفس کے طریقے 149
- طریقہ اول: اخلاص اور اتباع 149

- 150 طریقہ دوم: اتباعِ نبوی
- 151 طریقہ چہارم: طالبِ علم اور معلم کے آداب
- 151 طریقہ پنجم: دلوں کی حالتیں اور اقسام
- 151 قلبِ سلیم
- 151 مردہ دل
- 152 بیمار دل
- 152 شیطان کے داخلے کے راستے
- 152 جن اور شیطان کا داخلہ
- 152 موسیقی میں شیطان
- 153 شیطان سے نجات
- 153 ظاہر و باطن کا توازن
- 153 چار بنیادی رکاوٹیں
- 153 حسد، غصہ، شہوت، تکبر
- 153 ان سے بچاؤ
- 153 کنٹرول اور تزکیہ
- 154 بیمار دل کی علامتیں
- 154 صحتمند دل کی علامتیں
- 154 دل کی بیماریوں کی وجوہات
- 154 دل کی بیماریوں کے اسباب
- 155 مومن کا طریقہ
- 155 توازن اختیار کریں

- وقت اور ترتیب 155
- دل کی بیماریوں کا ذریعہ 155
- زیادہ کھانا 156
- صحابہ کی مصروفیت 156
- دلوں کی زندگی کا حساب 156
- صحتمند دل کی خصوصیات 156
- درود اور قرآن 156
- ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ 157
- عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قرآن کی تلاوت 157
- رمضان میں کثرت سے تلاوت 157
- عام دنوں میں قرآن 157
- تلاوت اور فہم کو الگ رکھیں 157
- سمجھنے کا درست طریقہ 157
- قیام اللیل 157
- نفس مطمئنہ 158
- نفسِ لوامہ کی تعریف 158
- عدالتوں کا تصور 158
- فرشتہ اور شیطان 158
- نفسِ امارہ سے بچاؤ 158
- طریقہ ہفتم: خود احتسابی 158
- احتسابی کے فوائد 158

- 159 نفس کو تباہ کرنے والی چیزیں
- 159 تکبر کے اسباب اور علاج
- 159 عاجزی کی اہمیت
- 159 عجب پسندی سے بچاؤ
- 159 کامیابی کو اللہ کی طرف منسوب کریں
- 159 طریقہ ہشتم: توبہ اور استغفار
- 160 نماز کے بعد استغفار
- 160 نبی اکرم کی سیرت
- 160 بڑے عالموں کی سیرت
- 160 متعلقہ کتابیں
- 160 طریقہ گیارہ: صبر اور شکر
- 160 طریقہ بارہ: خوف اور امید
- 160 توازن کی ضرورت
- 161 طریقہ تیرہ: اللہ پر بھروسہ اور توکل
- 161 طریقہ چودہ: تقدیر پر رضامندی
- 161 طریقہ پندرہ: اللہ کی محبت
- 161 اللہ کے ناموں پر غور
- 161 شکور کی فضیلت
- 161 شکور کا مطلب
- 161 اللہ شکور ہے
- 161 اللہ سے محبت کا سبب

- دنیوی نعمتیں 162
- زبان کا صحیح استعمال 162
- توحید 162
- طریقہ سولہ: موت کی تیاری 162
- دعا اور اختتام 162



سورة الأجل

مقدمہ

سورة الاعلیٰ سے سورة الزلزال تک: داعی کی تربیت کا ہار

11 کی سورتیں:

(الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد، الشمس، اللیل، الضحیٰ، الشرح، التین، العلق، القدر،

اور مدنی سورتیں مصحف مدینہ کی تحقیق کے مطابق 1 البینہ، 2 الزلزال ہیں)

پیش لفظ: حصہ 1

کئی دور کا پس منظر

- ❖ چیلنج: قریش کا مخالفانہ رویہ، مسلمانوں پر ظلم، معاشرتی بائیکاٹ۔
- ❖ دعوت کا مرکز: توحید، رسالت، آخرت اور اخلاقی اصلاح و تزکیہ۔
- ❖ وحی کا کردار: مظلوم مسلمانوں کی تسلی (سورة الضحیٰ: 3:93) اور کفار کو انداز (سورة الغاشیہ: 2:88-7)۔
- ❖ اور مدنی دور میں مخالفین میں منافقین، اہل کتاب کا تذکرہ ہے

سورتوں کا مختصر خاکہ

سورة	کل آیات	مرکزی موضوع
الاعلیٰ	19	تزکیہ نفس + توحید
الغاشیہ	26	قیامت کے مناظر
الفجر	30	سابقہ قوموں کا انجام
البلد	20	انسانی آزمائش
الشمس	15	نفس کی پاکیزگی
اللیل	21	نیکی و بدی کا انجام
الضحیٰ	11	نبوی ﷺ تسلی
الشرح	8	مشکلات میں آسانی

التين	8	انسان کی فضیلت
العلق	19	علم کی اہمیت
القدر	5	قرآن کا نزول
البیئة	8	اہل کتاب کی غلطیاں
الزلزال	8	قیامت کی ہولناکی

پیش لفظ: حصہ 2

قرآن کی منزل من اللہ کے ثبوت

1. سائنسی معجزہ:

❖ سورة الطارق (86:7): "پشت اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے" - جدید ایمریولوجی کی تصدیق۔

2. تاریخی پیشگوئی:

❖ سورة البیئة (98:1): اہل کتاب کی ہٹ دھرمی کی پیشین گوئی۔

پیش لفظ: حصہ 3

سائنسی تنقید کا جواب

❖ اعتراض:

"سورة الزلزال (99:1-2) میں زمین کے لرزے کا غیر سائنسی بیان"۔

❖ جواب:

جدید سائنس (پلیٹ ٹیکٹونکس) کے مطابق زمین کی تہیں حرکت کرتی ہیں۔ (تفسیر الطنطاوی)

پیش لفظ: حصہ 4

سماجی اصلاح

❖ انسانی حقوق: سورة البلد (90:13): "غلام آزاد کرنا" - غلامی کے خاتمے کی بنیاد۔

- ❖ معاشی انصاف: سورة الليل (92:5): "جو دے اور پرہیز گاری اختیار کرے۔"
- ❖ تعلیم کی اہمیت: سورة العلق (96:1): "پڑھ اپنے رب کے نام سے۔"

پیش لفظ: حصہ 5

دورِ حاضر کے مسائل کا حل

جدید مسئلہ	قرآنی حل	سورة / آیت
ذہنی دباؤ	اللہ پر توکل	الضحیٰ (93:3): "تیرا رب نہ تو تجھے چھوڑا ہے نہ ناراض ہوا"
معاشی بحران	زکوٰۃ و صدقات	اللیل (92:5): "جو دے اور پرہیز گاری کرے"
سکون	نفس کی پاکی	الشمس (91:9-10): "جس نے اس کی (نفس) پاکی کی وہ کامیاب ہوا"

خاتمہ

- یہ 13 سورتیں داعی کے لیے ایک "تربیتی کورس" ہیں:
- (1) ذاتی تیاری: تزکیہ نفس (سورة الشمس: 91:9)۔
 - (2) دعوت کی حکمت: نرمی و حکمت لست علیہم بمصیطر۔
 - (3) ثابت قدمی: ظلم میں صبر (سورة الفجر: 27:89-30)۔
 - (4) اللہ پر بھروسہ: مشکلات میں تسلی (سورة الشرح: 5:94)۔
- حوالہ جات: تفسیر ابن کثیر، صحیح بخاری، زمین کی تہوں کی حرکت پر جدید تحقیقات (USGS)۔

مقدمہ 2

سورة الأعلى سے لے کر سورة الزلزال تک کا مضمون ایک ہار کی طرح پرو دیا گیا

(الأعلى، الغاشية، الفجر، البلد، الشمس، الليل، الضحیٰ، الشرح، التین، اقرأ و قدر، بینہ و زلزال) سورة الأعلى سے سورة الزلزال تک: ایک مربوط ہار:

سورۃ الاعلیٰ سے لے کر سورۃ الزلزال تک کی یہ 13 سورتیں (الاعلیٰ، الغاشیہ، الفجر، البلد، الشمس، اللیل، الضحیٰ، الشرح، التین اور العلق و قدر، بینہ و زلزال) ایک خوبصورت ہار کی مانند ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ ان سورتوں میں داعی کی تربیت، کفار کی طرف سے پیش آنے والی مشکلات اور ان کا سامنا کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ اہل ایمان کو جہاں تسلی اور حوصلہ دیا گیا ہے، وہیں کافروں کو سخت وارننگ بھی سنائی گئی ہے۔

ان سورتوں میں حق اور باطل کی حقیقت کو سمجھانے کے لیے تاریخی مثالیں اور واقعات پیش کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی اسلام کے بنیادی اصول، جنہیں اصول ثلاثہ (توحید، رسالت، آخرت) کہا جاتا ہے، کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے پر اس کی بے شمار نعمتوں کا بھی ذکر موجود ہے۔

سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ میں "تذکیر" یعنی نصیحت اور یاد دہانی کا بیان ہے۔ یہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ تذکیر صرف ایک ذمہ داری ہے، نہ کہ کسی پر زبردستی مسلط کرنا۔ داعی کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔

سورۃ الفجر، البلد، الشمس اور اللیل میں تاریخی شواہد اور فطری دلائل کے ذریعے حق و باطل کے فرق کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان سورتوں میں انسان کی فطرت، اس کے اعمال اور ان کے نتائج کو بھی نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ الضحیٰ میں نبی کریم ﷺ کو نبوت سے قبل عطا کی جانے والی نعمتوں کا ذکر ہے، جبکہ سورۃ الم نشرح میں نبوت کے بعد اور ہجرت کے موقع پر عطا کی جانے والی نعمتوں کا بیان ملتا ہے۔

سورۃ التین میں حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی نبوت اور ان پر نازل ہونے والی وحی کا تذکرہ اشارۃً ہے۔

❖ "تین" سے اشارہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صحیفے

❖ "زیتون" سے اشارہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل

❖ "طور سینا" سے اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات

❖ "یہ شہر امن" (هذا البلد) سے مراد مکہ مکرمہ اور قرآن مجید ہے۔

سورۃ التین میں مختلف انبیاء پر وحی کے ذکر کے بعد، سورۃ العلق و قدر و بینہ میں "اقْرَأْ" کہہ کر اس وحی کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کے نزول کا ذکر دراصل سرکش لوگوں پر اتمام حجت کے لیے ہے اور بینہ ہے، کیونکہ قرآن اپنی دلیل اور پیغام میں بالکل واضح ہے، اس لیے اس کے بعد کسی کے لیے عذر باقی نہیں رہتا۔ آخر میں، اتمام حجت کے بعد کیا انجام ہو گا، اس کی وضاحت سورۃ الزلزال میں کی گئی ہے۔ اس سورت میں قیامت کے دن کی ہولناکی اور زمین کے زلزلے کا نقشہ کھینچ کر سب کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھنا پڑے گا۔

یوں یہ 13 سورتیں ایک مربوط سلسلے کی مانند ہیں، جن میں دعوت، نصیحت، تسلی، وعید، تاریخی شواہد، اصول دین، نعمتوں کا بیان اور انجام کار سب کچھ نہایت حکمت اور ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔



ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پہلا حصہ

(سورة الاحقاف کا عمومی جائزہ)

پہلا حصہ (سورة الألى کا عمومی جائزہ)

سورة الألى کی تفسیر 12 حصوں میں (Tafseer of Surah AL-A'ALA in 12 Segments) یہ پہلا حصہ سورة الألى کا عمومی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں سابقہ اور آئندہ سورتوں کے ساتھ تعلق کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس میں سورہ کے موضوعاتی انداز اور مقاصد کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔

نوٹ: سورتوں کے مقاطع اور باہمی تعلق کی اکائیاں۔

(87) سورة الألى

Al-A'laa

The Most High

سب سے بلند

مقام نزول: مکہ

بعض اہداف

- ❖ داعی کی تربیت والی سورت جس میں عبادت، تزکیہ، توحید، آخرت اور رسالت کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔¹
- ❖ اس سورت میں اللہ کی صفات، قدرت اور وحدانیت کے دلائل ملتے ہیں۔²
- ❖ اس چھوٹی سی سورت میں توحید، رسالت اور آخرت تینوں کا ذکر آگیا جو کہ مکی سورتوں کا محور ہے۔³

سورة الألى: تعارف، موضوعات اور باہمی ربط

تعارف اور ساخت

- ❖ سورة الألى (سب سے بلند) قرآن کی 87 ویں سورة ہے، جو مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں 19 آیات ہیں۔ اس سورة کا نام پہلے ہی آیت سے لیا گیا ہے: "الألى" یعنی "سب سے بلند"۔ یہ "المسجات" میں شامل ہے یعنی وہ

¹ مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (التصفیة والتربیة وحاجة المسلمین إلیہما: محمد ناصر الدین الألبانی)

² مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (أسماء اللہ وصفاته وموقف أهل السنة منها: محمد بن صالح العثیمین)

³ مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (العقیدة الصحیحة وما یضادها ونواقض الإسلام: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز)

سور تیں جو اللہ کی تسبیح سے شروع ہوتی ہیں۔

اس سورۃ کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- (1) پہلا حصہ (آیات 1-10): اللہ کی حمد و تسبیح، اس کی تخلیقی قدرت اور نبی ﷺ کی رسالت کا بیان۔
- (2) دوسرا حصہ (آیات 11-19): نصیحت قبول کرنے اور انکار کرنے والوں کا انجام، اور پچھلی آسمانی کتابوں کا حوالہ۔

موضوعاتی انداز اور مقاصد

1. اللہ کی تسبیح اور اس کی کامل قدرت
 - ❖ سورۃ کی ابتدا اللہ کے نام کو بلند کرنے کے حکم سے ہوتی ہے، جو اس کی عظمت اور ہر نقص سے پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے۔
 - ❖ اللہ کو خالق، ہر چیز کو درست بنانے والا، تقدیر مقرر کرنے اور رہنمائی دینے والا بیان کیا گیا ہے، جو زمین سے زندگی نکالتا ہے۔
2. وحی اور ہدایت کی اہمیت
 - ❖ سورۃ میں قرآن کو ہدایت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور اللہ نے اس کے محفوظ رہنے کی ضمانت دی ہے۔
 - ❖ نبی ﷺ کو پیغام پہنچانے کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا کہ جو نصیحت قبول کرے گا وہ فائدہ پائے گا، اور جو روگردانی کرے گا وہ نقصان میں رہے گا۔
3. دنیا کی عارضی حیثیت اور آخرت کی حقیقت
 - ❖ سورۃ الاعلیٰ دنیا کی فانی اور آخرت کی دائمی حقیقت کو بیان کرتی ہے۔
 - ❖ نیک لوگوں (جو پاکیزگی اختیار کرتے اور اللہ کو یاد رکھتے ہیں) اور بد بختوں (جو انکار کرتے ہیں) کے انجام کا ذکر ہے۔
 - ❖ بتایا گیا کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔
4. پیغام کی تسلسل
 - ❖ سورۃ کے آخر میں اس بات کی تصدیق ہے کہ اس کا پیغام پچھلی آسمانی کتابوں (صحیفہ ابراہیم و موسیٰ) سے ہم آہنگ ہے، جو وحی کی وحدت اور تسلسل کو ظاہر کرتا ہے۔

پچھلی اور اگلی سورتوں سے ربط

سورة الطارق (86) سے تعلق:

- ❖ سورة الطارق میں کائناتی نشانیاں (آسمان، چمکتا ستارہ)، اللہ کی قدرت اور قیامت کی یقین دہانی بیان ہوئی۔
- ❖ سورة الاعلیٰ اس کائناتی عظمت سے اللہ کی ذات کی طرف توجہ دلاتی ہے، جو سب سے بلند ہے۔
- ❖ جہاں الطارق قرآن کو "تفریح" یا "مذاق" قرار دینے والوں کا رد کرتی ہے، وہاں الاعلیٰ اللہ کی تسبیح اور اس کی کامل عظمت کو بیان کرتی ہے۔

اگلی سورة (الغاشیہ، 88) سے تعلق:

- ❖ سورة الاعلیٰ کا اختتام آخرت اور نصیحت قبول یار د کرنے والوں کے انجام پر ہوتا ہے۔
- ❖ سورة الغاشیہ اسی موضوع کو آگے بڑھاتی ہے، قیامت کے ہولناک مناظر، نیکیوں کی جزا اور غافلوں کی سزا کو بیان کرتی ہے۔

یونٹ کے اعتبار سے دیکھیں گے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الّٰعْلٰی (1) شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الّٰعْلٰی (1) الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی (2) وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی (3) وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی (4) فَجَعَلَهُ غُثّٰا اَحْوٰی (5) اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر [1] جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا [2] اور جس نے (ٹھیک ٹھاک) اندازہ کیا اور پھر راہ دکھائی [3] اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی [4] پھر اس نے اس کو (سکھا کر) سیاہ کوڑا کر دیا۔ (سورة الاعلیٰ: 5-1/87)

پہلے یونٹ یعنی ابتداء میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا کہ سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسٰی (6) اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یُعَلِّمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی (7) وَیُؤَسِّسُكَ لِیُسْمٰی (8) ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا [6] مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے [7] ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کر دیں گے [8] (سورة الاعلیٰ: 8-6/87)

دوسرے یونٹ میں غور کریں جس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، وحی، قرآن مجید کی عظمت اور حفاظت کے ٹاپک پر گفتگو ہو رہی ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعْتَ الذِّكْرَىٰ (9) سَيَذَكِّرْكَ مَنْ يُخْشَىٰ (10) وَيَتَجَبَّبُهَا الْأَشْغَىٰ (11) الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ (12) ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (13)

تو آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت کچھ فائدہ دے [9] ڈرنے والا تو نصیحت لے گا [10] (ہاں) بد بخت اس سے گریز کرے گا [11] جو بڑی آگ میں جائے گا [12] جہاں پھر نہ وہ مرے گا نہ جیے گا، (بلکہ حالت نزع میں پڑا رہے گا) (سورۃ الاعلیٰ: 13-9/87)

یہاں ایک اہم ٹاپک یہ ہے کہ انسانوں کو تذکیر کی جائے، اللہ کی یاد دلائی جائے، آخرت کی یاد دہانی کرائی جائے، اور اللہ رب العزت کی عظمت اور توحید کا واضح تعارف پیش کیا جائے۔ پھر رسالت کا تعارف کرایا جائے۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ کچھ دل سے نصیحت قبول کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ باوجود وضاحت اور دلائل کے فائدہ نہیں اٹھاتے اور اپنی غفلت پر جمے رہتے

یہاں پر ایک اور ٹاپک شروع ہو رہا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ (14) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ (15) بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْتَعَىٰ (17) إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ (18) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ (19) بیشک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا [14] اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا [15] لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو [16] اور آخرت بہتر اور بہت بقاء والی ہے [17] یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں [18] (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔ (سورۃ الاعلیٰ: 19-14/87)

اس سورت میں پہلا یونٹ وہ ہے جس میں توحید کی عظمت شروع میں بیان کی گئی دوسرے یونٹ میں رسالت کی عظمت بیان کی گئی ہو اور درمیانی یونٹ میں وعظ اور نصیحت کی اہمیت بتائی گئی اور نیکوکار اور بدکار کا انجام بتایا گیا اور آخری یونٹ یعنی ٹاپک میں آخرت کو ترجیح دینا اور فکر آخرت کی اہمیت بتائی گئی۔ آپ اس سورت کو اس طرح چار یونٹس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

سورۃ الغاشیة میں بیان کئے چار اہم ٹاپکس

سورۃ الغاشیہ کے مضمون کو چار بڑے یونٹس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- (1) پہلا یونٹ وہ ہے جس میں جہنم کا description اور اس کے عذاب کا تفصیلی ذکر آتا ہے، کہ جہنم کی کیفیت کیا ہوگی جہنم کی صفات کیسی ہیں اور وہاں لوگوں کو کس طرح کے عذاب دیئے جائیں گے۔
- (2) دوسرا یونٹ جنت کے تذکرے پر مشتمل ہے، جس میں جنت کی صفات اور اہل ایمان کے لیے تیار کی گئی نعمتوں، سکون اور خوشیوں کا خوبصورت منظر پیش کیا گیا ہے۔
- (3) تیسرا یونٹ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، یعنی کائنات میں پھیلی نشانوں کے ذریعے توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کو سمجھنا تاکہ انسان اپنے رب کی قدرت اور حکمت کو پہچان سکے۔
- (4) اور چوتھا اور آخری یونٹ رسالت کے بیان پر مشتمل ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کا position بتایا گیا ہے کہ آپ کسی کو زبردستی کلمہ نہیں پڑھا سکتے ہیں بلکہ آپ ایک مذکر reminder ہے۔

سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ کے مضامین میں تعلق اور یکسانیت

سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ میں اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا ٹاپک ایک ہی ہے: توحید، رسالت اور آخرت۔ دونوں سورتوں میں یہ تینوں موضوعات موجود ہیں اور درمیان میں تذکیر اور نصیحت بھی ہے۔ یعنی موضوعات ایک جیسے ہیں، لیکن انداز بیان مختلف ہے۔ علماء اسے "تنوع" کہتے ہیں۔ تنوع کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایک ہی چیز کو مختلف انداز میں سمجھے۔ جیسے کھانا کھانے میں انسان کو تنوع پسند ہے کبھی بریانی، کبھی کوئی دوسری ڈش، کبھی کوئی پھل اور کبھی کوئی دوسرا پھل۔ اسی طرح انسان کے مزاج اور فطرت میں یہ کیفیت ہے کہ وہ علم بھی مختلف اسالیب کے ذریعے بہتر طور پر سمجھتا ہے۔ اسی لیے قرآن میں بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ اگر سورۃ اعلیٰ کو دیکھیں تو وہاں پہلے توحید، پھر رسالت اور پھر آخرت کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ غاشیہ میں ترتیب کچھ مختلف ہے۔ پہلے آخرت، پھر توحید اور رسالت کا ذکر آتا ہے۔

اس ترتیب کا پیغام یہ ہے کہ اگر انسان سچے دل سے توحید اور رسالت کو سمجھ لے اور قبول کر لے تو آخرت کا مرحلہ اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

اس کے اندر ایک پیغام ہے وہ یہ کہ جتنا انسان آخرت پر مضبوط ایمان رکھے گا اتنی ہی اس کی توحید اور رسالت پر ایمان مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ آخرت کا پختہ عقیدہ انسان کو کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑنے پر آمادہ کرتا ہے۔ جس کے دل میں آخرت کی جواب دہی کا احساس زیادہ ہوگا، اس کے لیے دنیا میں کتاب و سنت کو فالو کرنا اتنا ہی آسان ہوگا۔ یعنی عمل کی پختگی کا تعلق آخرت پر یقین کی پختگی سے ہے۔ جب انسان آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو غیب کی باتوں کو ماننا، اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو تسلیم کرنا، اور عملی زندگی میں ان پر ثابت قدم رہنا اس کے لیے سہل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عقیدے کے زاویے سے دیکھا جائے تو اگر توحید اور رسالت کا ایمان صحیح اور مضبوط ہو تو بندہ آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا۔ لیکن اگر یہاں شرک، بدعت، کفر یا نفاق پیدا ہو جائے تو پھر آخرت میں انسان کے لیے سخت خسارہ اور مشکلات ہوں گی۔

الغرض، دونوں رخ سے غور کریں—چاہے آخرت کے یقین سے شروع کیا جائے یا توحید و رسالت کے ایمان سے—سورت الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ دونوں ہمیں ان تین بنیادی عقائد: توحید، رسالت اور آخرت کے نہایت اہم اسباق پائے جاتے ہیں۔

دوسرا حصہ
(تفسیری ترجمہ)

دوسرا حصہ (تفسیری ترجمہ)

قرآن کے معانی کا ترجمہ پیش کرتا ہے، جس کے ساتھ آیت بہ آیت تشریح شامل ہوتی ہے

سورة الاعلى (The Most High) - عربی، ترجمہ اور وضاحت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

1. سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو جو سب سے بلند ہے۔

ترجمہ:

قرآن کا تفسیری ترجمہ ہوتا ہے؟

وضاحت:

یہاں غور کیجیے کہ ابن تیمیہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ نے اس آیت کے مفہوم کی جو وضاحت فرمائی، اگر اسے اردو میں منتقل کیا جائے تو معنی کچھ یوں بنتا ہے: "اپنے رب کی تسبیح بیان کرو دل سے بھی اور زبان سے بھی۔" میں نے یہاں دل اور زبان کو add اس لیے کیا ہے کہ میں لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ تفسیری ترجمہ پیش کر رہا ہوں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ سمیت اہل علم نے اس طرز کی ترجمانی کی ترغیب دی ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں: "اپنے رب کی تسبیح بیان کرو دل سے اور زبان سے۔" اس رب کی جو ذات و صفات کے اعتبار سے اعلیٰ ہے۔"

بظاہر ترجمہ طویل محسوس ہوتا ہے، حالانکہ عربی الفاظ مختصر ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مفہوم پورا اسی وقت ادا ہوتا ہے جب ترجمہ کرنے والا حق معنی ادا کرے، صرف الفاظ کی نقل نہ کرے۔ تفسیری ترجمے کا یہی تقاضا ہے کہ مفہوم پوری وضاحت کے ساتھ منتقل ہو۔

تسبیح تین معانی پر مشتمل ہے تازیہ، تقدیس، اور تعظیم

جب بندہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے تو اس کے اندر تین معانی پائے جاتے ہیں: تازیہ، تقدیس اور تعظیم۔ بعض معاصر مفسرین۔ جن میں شیخ خالد اور دیگر محقق علماء شامل ہیں۔ وضاحت کرتے ہیں کہ تسبیح کے یہ تین معنی ہمیشہ ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی جب ہم "سبحان اللہ" کہتے ہیں تو اس کا مطلب

صرف زبان سے ایک لفظ ادا کرنا نہیں، بلکہ ایک عقیدہ اور یقین کا اعلان کرنا ہوتا ہے کہ: اللہ ہر عیب اور ہر کمی سے پاک ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کا نقص، کمزوری نہیں ہے اور اسے محتاجی یا کمی لاحق نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی ذات انتہائی مقدس اور عظیم ہے۔ وہ ہر برائی، ہر گندگی اور ہر غلط چیز سے بلند و برتر ہے۔ اللہ انتہائی عظمت اور بڑائی والا ہے۔ اس کی شان میں کسی قسم کی گستاخی، بے ادبی یا بے توقیری برداشت نہیں۔

2. الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى

ترجمہ: جس نے پیدا کیا اور درست انداز میں بنایا۔

وضاحت: جس نے پیدا کیا درست پیدا کیا ہر چیز کو صحیح سالم بنایا

3. وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ

ترجمہ: اور جس نے تقدیر بنائی اور پھر ہدایت دی

وضاحت: اللہ نے نہ صرف ہر چیز کو پیدا کیا بلکہ اس کی تقدیر بھی بنائی اور ہدایت بھی دی۔ انسانوں اور دیگر مخلوقات کو۔ تاکہ ہر ایک اپنا مقصد پورا کرے۔

4. وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ

ترجمہ: اور وہ جس نے چارا اگایا،

وضاحت: اللہ سبزہ کو نکالتا ہے، جو زندگی کو برقرار رکھتا ہے، اس کی قدرت اور رزق کی نشانی دیتا ہے۔

5. فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ

ترجمہ: اور پھر اسے کالے پھوس میں بدل دیا،

وضاحت: چراگاہ کے پھلنے پھولنے کے بعد اللہ اسے سوکھ کر کالے پھوس میں بدل دیتا ہے، زندگی اور موت کے چکر اور تبدیلی کی ناگزیریت کی مثال دیتا ہے۔

6. سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى

ترجمہ: ہم آپ کو پڑھائیں گے، (اے محمد ﷺ)، اور آپ بھول نہیں جائیں گے،
وضاحت: اللہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ انہیں قرآن سکھائے گا اور اسے یاد رکھنے کی توفیق دے گا، سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔

7. إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى

ترجمہ: سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ بے شک وہ ظاہر اور چھپے ہوئے کو جانتا ہے۔
وضاحت: اللہ کا علم مکمل ہے، ظاہر اور چھپے ہوئے ہر چیز کا احاطہ کرتا ہے۔

8. وَنُنَيِّرُكَ لِالْيُسْرَى

ترجمہ: اور ہم آپ کو آسانی کی طرف آسانی سے پہنچائیں گے۔
وضاحت: اللہ وعدہ کرتا ہے کہ نبی کی رسالت اور راہِ راست کو اس کے لیے آسان بنائے گا۔ (یسری: آسان شریعت اور آسان زندگی)

9. فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى

ترجمہ: تو نصیحت کرو، اگر نصیحت فائدہ مند ہو،
وضاحت: نبی کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو اللہ کا پیغام یاد دلائیں، خاص طور پر جب اس سے فائدہ ہونے کا امکان ہو۔
تفسیر احسن البیان میں ہے کہ: یعنی وعظ و نصیحت وہاں کریں جہاں محسوس ہو کہ فائدہ مند

ہوگی۔ یہ وعظ و نصیحت اور تعلیم کے لئے ایک اصول اور ادب بیان فرما دیا۔ (ابن کثیر) امام شوکانی کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ آپ نصیحت کرتے رہیں، چاہے فائدہ دے یا نہ دے۔ کیونکہ انذار و تبلیغ دونوں صورتوں میں آپ کے لئے ضروری تھی۔ یعنی اَوْ لَمْ تَنْتَفِعْ يِهَاهَا مَخْذُوفٌ هِيَ۔

10. سَيَذَكِّرُ مَنْ يَحْشَى

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرے گا۔

وضاحت: صرف وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

11. وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى

ترجمہ: لیکن بد بخت اس سے کترائے گا

وضاحت: جو لوگ غافل اور بدکار ہیں وہ نصیحت سے منہ موڑ لیں گے۔
الأشقی وہ ہے جو شقاوت میں انتہا کو پہنچ جائے اور وہ کافر ہے۔

12. الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى

ترجمہ: وہ جو سب سے بڑی آگ میں جھلسے گا،

وضاحت: پیغام کو مسترد کرنے والوں کی سزا سب سے شدید آگ میں ہوگی۔

13. ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَا

ترجمہ: پھر نہ وہاں مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔

وضاحت: ان کی تکلیف آگ میں مسلسل ہوگی وہ نہ مرے گا اور نہ آرام پائے گا۔
تفسیر احسن البیان میں ہے کہ: ان کے برعکس جو لوگ صرف اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے

عارضی طور پر جہنم میں رہ گئے ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ ایک طرح کی موت دے دے گا۔ حتیٰ کہ وہ آگ میں جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انبیاء و غیرہ کی سفارش سے ان کو گروہوں کی شکل میں نکالے گا، ان کو جنت کی نہر میں ڈالا جائے گا، جنتی بھی ان پر پانی ڈالیں گے، جس سے وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے پر دانہ اگ آتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار)۔

14. قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى

ترجمہ: بے شک وہ کامیاب ہو گیا جو پاک ہو گیا،

وضاحت: کامیابی ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے آپ کو ایمانی، روحانی اور اخلاقی و مالی طور پر پاک کرتے ہیں۔

15. وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

ترجمہ: اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا

وضاحت: حقیقی کامیابی میں اللہ کو یاد کرنا اور عبادت کرنا بھی شامل ہے۔

16. بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

ترجمہ: لیکن تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو،

وضاحت: یہ ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو آخرت پر اس فانی دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔

17. وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

ترجمہ: حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے

وضاحت: آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے، اور مومنوں کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔

18. إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى

ترجمہ: بے شک یہ پہلے کی کتابوں میں بھی ہے،

وضاحت: توحید، ہدایت اور جو ابدهی کا پیغام پہلے کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

19. صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى

ترجمہ: ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

وضاحت: قرآن کی تعلیمات انبیائے ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) پر نازل شدہ کتابوں سے مطابقت رکھتی ہیں۔

تيسر احصه
(لغوى تشرح)

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)

حصہ اول: کتاب "السراج" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح

ترتیباً 87... سورة الأعلى... آیاتہا 19... مکیہ
الآیة... الكلمة... معناها

انگریزی میں معنی	اردو میں معنی	عربی میں معنی	قرآنی الفاظ	شمار
Translation in English	Translation in Urdu	Translation in Arabic	Quranic Words	No.
Exalt the name of your Lord	اپنے (رب) اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر	ربك ذاكرا	سبح اسم ربك	1 5826
The Most High		الذي له علو الذات،	الأعلى	2 5827
Then proportioned	صحیح سالم	أتقن وأحسنه	فسوى	3 5828
[Then] guided	پھر راہ دکھائی	يسر له ما يناسبه	فهدى	4 5829
The pasture	تازہ گھاس	الكلأ الأخضر	المرعى	5 5830
Stubble	سکھا کر	هشيمًا جافًا	غشاء	6 5831
Black	سیاہ کوڑا کر دیا	متغيرًا	أحوى	7 5832
Except what Allaah will	مگر جو کچھ اللہ چاہے	إلا ما أراد الله أن ينسخه، وينسكه، وإياه	إلا ما شاء الله	8 5833

Toward ease	لليسرى 9 5834	للطريقة الميسرة	في شريعتك، آسانی وحياتك
Will [enter and] burn in the fire	يصلى النار 10 5835	يدخلها، وبقاسي حرها	جو آگ میں جائے گا
Succeeded	أفلح 11 5836	فاز، ووظفر بالمطلوب	فلاح پاگیا
Who purifies (himself)	تزكى 12 5837	... طهر نفسه من المعاصي، وبالطاعة	جو پاک ہو گیا
Indeed, this is	إن هذا 13 5838	أي: من قوله: ﴿قد أفلح من تزكى﴾	یہ باتیں

حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ۔

سورة کا تفصیلی تجزیہ (آیت بہ آیت)، جس میں الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔ اس تجزیہ میں اسماء کے واحد اور جمع، تمام مشتقات کے ماضی، مضارع، مجرد اور مصدر، اور ان کے معانی شامل ہیں۔ یہ عمل ہمیں قرآن کے گہرے معانی میں مزید غوطہ لگانے کے قابل بناتا ہے۔

آیت 1: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

1. سَبِّحْ:

❖ نوع: فعل امر (باب تفعیل)

❖ مصدر: تَسْبِيحٌ

- ❖ ماضى: سَبَّحَ
- ❖ مضارع: يُسَبِّحُ
- ❖ معنى: پاکی بیان کرنا۔
- 2. اسْمَ:
- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: اسْمٌ
- ❖ جمع: أَسْمَاءٌ
- ❖ معنى: نام۔
- 3 رَبِّكَ:
- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: رَبٌّ
- ❖ جمع: أَرْبَابٌ
- ❖ معنى: رب، پروردگار۔
- 4. الْأَعْلَى:
- ❖ نوع: اسم تفضیل
- ❖ واحد: أَعْلَى
- ❖ معنى: بلند ترین۔

آیت 2: الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى

1. الَّذِي:

- ❖ نوع: اسم موصول

❖ واحد: الَّذِي

❖ جمع: الَّذِينَ

❖ معنى: جو۔

2. خَلَقَ:

❖ نوع: فعل ماضى (باب نَصَرَ يَنْصُرُ)

❖ مصدر: خَلَقٌ

❖ مضارع: يَخْلُقُ

❖ معنى: پیدا کرنا۔

3. فَسَوَّى:

❖ نوع: فعل ماضى (باب فَعَّلَ)

❖ مصدر: تَسْوِيَةٌ

❖ مضارع: يُسَوِّي

❖ معنى: درست کرنا، ہموار کرنا۔

آیت 3: وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ

1. قَدَّرَ:

❖ نوع: فعل ماضى (باب فَعَّلَ)

❖ مصدر: تَقْدِيرٌ

❖ مضارع: يُقَدِّرُ

❖ معنى: تقدیر بنانا، اندازہ لگانا۔

2. فَهَدَىٰ:

❖ نوع: فعل ماضی (باب صَرَبَ يَصْرِبُ)

❖ مصدر: هِدَايَةٌ

❖ مضارع: يَهْدِي

❖ معنی: راہنمائی کرنا۔

آیت 4: وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ

1. أَخْرَجَ:

❖ نوع: فعل ماضی (باب أَفْعَلَ)

❖ مصدر: إِخْرَاجٌ

❖ مضارع: يُخْرِجُ

❖ معنی: نکالنا۔

2. الْمَرْعَىٰ:

❖ نوع: اسم

❖ واحد: مَرْعَىٰ

❖ معنی: سبزہ / ہری گھاس۔

آیت 5: فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ

1. جَعَلَهُ:

❖ نوع: فعل ماضی (باب فَتَحَ)

❖ مصدر: جَعَلٌ

❖ مضارع: يَجْعَلُ

❖ معنی: بنانا، قرار دینا۔

2. عُثَاءٌ: 4

❖ نوع: اسم

❖ واحد: عُثَاءٌ

❖ معنى: سو كھاپتے، کوڑا۔

3. أَحْوَى: 5

❖ نوع: صفت مشبہ

❖ واحد: أَحْوَى

❖ معنى: سیاہی مائل۔

4 عُثَاءٌ: (اسم)

عُثَاءٌ : جمع عُثَاءَةٌ

عُثَاءٌ: (اسم)

الجمع : أَعْثَاءٌ

العُثَاءُ : ما يحملهُ السَّيْلُ من رَغْوَةٍ ومن فُتاتِ الأشياءِ التي على وجه الأرضِ واحدته: عُثَاءَةٌ

عُثَا: (فعل)

عُثَا، يَعْثُو، مصدر عَثْيٌ، عَثْيَانٌ

عَثَّتْ نَفْسُهُ: إِضْطَرَبَتْ وَجَاسَتْ وَتَهَيَّأَتْ لِلْقِيَامِ

عَثَّتِ السَّمَاءُ بِالسَّحَابِ: عَجَمَتْ

عَثَا الكَلَامَ: خَلَطَهُ

عثا: (فعل)

عثا يَعْثُو، اعْثُ، عَثُوًا وَعُثُوًا، فهو عَثِيٌّ

عثا الوادي: كثر فيه العُثَاءُ، وهو فتات الأشياء وورق الشجر التي كان يحملها السَّيْلُ

عثا السَّيْلُ: رمى ما يحمله من زبدٍ وقدر

عَثَّتْ نَفْسُهُ: تحرَّكت وتَهَيَّأت للقيءِ

° أَحْوَى: (اسم) صفت مشبہ

الجمع: حَوٌّ، المُوْنِثُ: حَوَّاءٌ، والجمع للمُوْنِثِ: حَوٌّ

مَنْ أَوْ ما شاب حمرةً أو خضرته سواداً

آيت 6: سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى

1. سَنُقَرِّئُكَ:

❖ نوع: فعل مضارع (باب أفعل)

❖ مصدر: إقراءً

❖ ماضى: أقرأ

❖ معنى: يقرأه.

2. تَنْسَى:

❖ نوع: فعل مضارع (باب سمع يسمع، نسي يَنْسَى)

❖ مصدر: نسياناً

❖ ماضى: نسي

❖ معنى: يسهو.

آيت 7: إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى

1. شَاءَ:

❖ نوع: فعل ماضى (، شَاءَ يَشَاءُ)

❖ مصدر: مَشِيئَةً

❖ مضارع: يَشَاءُ

❖ معنى: يهوى.

2. يَعْلَمُ:

❖ نوع: فعل مضارع (باب سمع يسمع)

❖ مصدر: عِلْمٌ

❖ ماضی: عَلِمَ

❖ معنی: جاننا۔

❖ ۳ الجہر:

❖ نوع: اسم

❖ واحد: جَهْرٌ

❖ معنی: ظاہر۔

❖ یَخْفَى:

❖ نوع: فعل مضارع (باب سماع یسمع ، خَفِيَ یَخْفَى)

❖ مصدر: خَفَاءٌ

❖ ماضی: خَفِيَ

❖ معنی: چھپ جانا۔

آیت 8: وَنُيْسِرُكَ لِلْيُسْرَى

1. نُيْسِرُكَ:

❖ نوع: فعل مضارع (باب تفعیل ، فَعَّلَ)

❖ مصدر: تَيْسِيرٌ

❖ ماضی: يَسَّرَ

❖ معنی: آسان کرنا۔

2. لِلْيُسْرَى:

❖ نوع: اسم

❖ واحد: يُسْرَى

❖ معنی: آسانی۔

آیت 9: فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى

1. ذَكِّرْ:

❖ نوع: فعل امر (باب تفعیل)

❖ مصدر: تَذَكَّرٌ

❖ ماضی: ذَكَّرَ

❖ مضارع: يُذَكِّرُ

❖ معنی: یاد دلانا۔

2. نَفَعَتِ:

❖ نوع: فعل ماضی (باب فتح یفتح)

❖ مصدر: نَفَعٌ

❖ مضارع: تَنْفَعُ

❖ معنی: فائدہ پہنچانا۔

3. الذِّكْرَى:

❖ نوع: اسم

❖ معنی: نصیحت۔

آیت 10: سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى

1. سَيَذَكِّرُ:

❖ نوع: فعل مضارع (باب تَفَعَّلَ)

❖ مصدر: تَذَكَّرٌ

❖ ماضى: تَذَكَّرَ

❖ معنى: یاد کرنا۔

❖ 2. يَحْشَى :

❖ نوع: فعل مضارع (باب سمع يسمع ، حَشِيَ يَحْشَى)

❖ مصدر: حَشِيَّةٌ

❖ ماضى: حَشِيَ

❖ معنى: ڈرنا۔

آیت 11: وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى

❖ 1. يَتَجَنَّبُهَا:

❖ نوع: فعل مضارع (باب تَفَعَّلَ)

❖ مصدر: تَجَنَّبٌ

❖ ماضى: تَجَنَّبَ

❖ معنى: پچھا، کترانا۔

❖ 2. الْأَشْقَى:

❖ نوع: اسم

❖ واحد: أَشْقَى

❖ معنى: بد بخت۔

آیت 12: الَّذِي يَصَلَّى النَّارَ الْكُبْرَى

❖ 1. يَصَلَّى:

❖ نوع: فعل مضارع (باب سمع يسمع ، صَلَّى يَصَلَّى)

❖ مصدر: صَلَّيْ

❖ ماضى: صَلَّيْتُ

❖ معنى: جلنا۔

2. النَّارَ:

❖ نوع: اسم

❖ واحد: نَارٌ

❖ جمع: نَيْرَانٌ

❖ معنى: آگ۔

3. الْكُبْرَى:

❖ نوع: صفت

❖ واحد: كُبْرَى مَوْتٌ

❖ معنى: سب سے بڑی۔

آیت 13: ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَا

GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION: 1. يَمُوتُ:

❖ نوع: فعل مضارع (باب نصر ينصر، مَاتَ يَمُوتُ)

❖ مصدر: مَوْتُ

❖ ماضى: مَاتَ

❖ معنى: مرنا۔

2. يَحْيَا:

❖ نوع: فعل مضارع (باب سمع يسمع، حَيَّيَ يَحْيَا)

- ❖ مصدر: حَيَاةٌ
- ❖ ماضى: حَيِي
- ❖ معنى: زنده رہنا۔

آیت 14: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى

1. أَفْلَحَ:

- ❖ نوع: فعل ماضى (باب أَفْعَلَ)

❖ مصدر: إِفْلَاحٌ

❖ مضارع: يُفْلِحُ

❖ معنى: کامیاب ہونا۔

2. تَزَكَّى:

- ❖ نوع: فعل ماضى (باب تَفَعَّلَ)

❖ مصدر: تَزَاكَى

❖ مضارع: يَتَزَكَّى

❖ معنى: پاک ہونا۔

آیت 15: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

1. ذَكَرَ:

- ❖ نوع: فعل ماضى (باب نَصْرِنَصْر)

❖ مصدر: ذِكْرٌ

❖ مضارع: يَذْكُرُ

❖ معنى: یاد کرنا۔

2. صَلَّى:

- ❖ نوع: فعل ماضى (باب تفعيل)
- ❖ مضارع: يُصَلِّي
- ❖ معنى: نماز پڑھنا۔

آیت 16: بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

1. تُؤَثِّرُونَ:

- ❖ نوع: فعل مضارع (باب افعال, آثَرَ يُؤَثِّرُ)
- ❖ مصدر: إِثَارٌ
- ❖ ماضى: آثَرَ
- ❖ معنى: ترجیح دینا۔
- 2. الْحَيَاةُ:
- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: حَيَاةٌ
- ❖ معنى: زندگی۔

3 الدُّنْيَا: Free Online Islamic Encyclopedia

- ❖ نوع: اسم مونث
- ❖ واحد: دُنْيَا اسکا مذکر ہے ادنی
- ❖ معنى: دنیا۔

آیت 17: وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

1. الْآخِرَةُ:

- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: آخِرَةٌ
- ❖ معنى: آخرت -
- 2. حَيْرٌ:
- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: حَيْرٌ
- ❖ جمع: حَيْرَاتٌ
- ❖ معنى: بهتر -
- 3. أَبْقَى:
- ❖ نوع: اسم تفضيل
- ❖ واحد: أَبْقَى
- ❖ معنى: زياده پائيدار -

آيت 18: إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى

1. الصُّحُفِ:

- ❖ نوع: اسم
- ❖ واحد: صَحِيفَةٌ
- ❖ جمع: صُحُفٌ
- ❖ معنى: كتابين، صحيفه -
- 2. الْأُولَى:
- ❖ نوع: صفت

❖ واحد: اُولیٰ

❖ معنی: پہلی۔

❖ مذکر اول

آیت 19: صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوسٰى

1. اِبْرٰهِيْمَ:

❖ نوع: اسم علم

❖ معنی: حضرت ابراہیم۔

2. مُوسٰى:

❖ نوع: اسم علم

❖ معنی: حضرت موسیٰ۔

چوتھا حصہ

(سورۃ الاعلیٰ کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

چوتھا حصہ (سورة الاعلیٰ کے موضوعات اور عنوانات)

قرآن کی ان آیات کا مجموعہ جو کسی خاص موضوع یا عنوان سے متعلق ہیں۔ اس حصے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم کس طرح قرآن کی دیگر متعلقہ آیات کے ذریعے بہتر سمجھ سکتے ہیں اس موضوع کو۔

یہ طریقہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب ہم کسی موضوع یا عنوان پر غور کرتے ہیں تو قرآن کی مختلف آیات کو جمع کر کے، ان کے درمیان تعلق کو سمجھ کر، ہم اس موضوع کی گہرائی میں جاسکتے ہیں اور اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی موضوع پر قرآن کی مختلف آیات کو جمع کرنا، اس موضوع کی مکمل اور جامع تفہیم میں مدد دیتا ہے۔

سورة الاعلیٰ کی آیات کو قرآن کی دیگر متعلقہ آیات کے ساتھ سمجھنے کے لیے، ہر آیت کے تین متعلقہ آیات کا مجموعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ آیات اسی موضوع یا تصور کو مختلف زاویوں سے واضح کرتی ہیں:

1. سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ

❖ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (الواقعة: 74)

• اللہ کے عظیم نام کی تسبیح کا حکم۔

2. الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ

❖ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق: 2)

• انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔

❖ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (الأنعام: 101)

• آسمانوں اور زمین کا خالق۔

❖ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان: 2)

• ہر چیز کو پیمانے کے ساتھ پیدا کیا۔

(3). وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ - (4). وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ

❖ وَأُنْبَتَ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (فصلت: 11)

- زمین میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔
- ❖ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاَهَا (الجن:6)
- زمین کو پھیلا یا۔
- ❖ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا (النبا:24)
- زمین میں اناج اگایا۔

5. فَجَعَلَهُ عُثَاءً أَحْوَى - (6). سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى

- ❖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (القيامة:17)
- قرآن کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

7. إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى

- ❖ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (الانسان:30)
- اللہ کی مشیت کے بغیر تمہاری کوئی خواہش نہیں۔
- ❖ إِنَّ اللَّهَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرة:20)
- اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
- ❖ وَهُوَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (النساء:41)
- وہ ہر چیز کا گواہ ہے۔

8. وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى

- ❖ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرة:185)
- اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے۔
- ❖ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل:89)
- قرآن ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے۔

9. فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى

❖ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذاريات: 55)

• نصیحت مؤمنین کو فائدہ دیتی ہے۔

❖ وَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (الغاشية: 21)

• تم صرف نصیحت کرنے والے ہو۔

10. سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى

❖ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر: 28)

• اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

❖ وَالَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمُ (الزمر: 18)

• جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

11. وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى

❖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالَهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ (النور: 39)

• کافروں کے اعمال صحرا کی سراب کی طرح ہیں۔

12. الَّذِي يَصَلَى النَّارَ الْكُبْرَى

❖ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا

• جہنم گھات لگائے بیٹھی ہے۔

❖ وَسَاءَتْ مُسْتَقَرًّا

• وہ بری ٹھکانے والی ہے۔

13. ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (14) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى

❖ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (الشمس: 9)

- یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔
- ❖ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشمس: 10)
- اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کیا۔
- ❖ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (المؤمنون: 1)
- یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے۔

15. وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

- ❖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: 2)
- پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔
- ❖ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (طہ: 14)
- اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔
- ❖ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ (البقرة: 277)
- جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

16. بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

- ❖ زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ (آل عمران: 14)
- لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت مزین کر دی گئی۔
- ❖ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (آل عمران: 185)
- دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔
- ❖ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ (الرعد: 26)
- یہ دنیا کی زندگی صرف ایک فائدہ ہے۔

17. وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

- ❖ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (الاعلیٰ: 17)
- اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے (یہی آیت تکراراً)۔
- ❖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى
- اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی ہے۔
- ❖ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى
- اور آخرت ان کے لیے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

18. إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

- ❖ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى (النجم: 36-37)
- کیا اسے اس کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں ہے؟
- ❖ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ (الاعلیٰ: 18)
- بے شک یہ پہلی کتابوں میں ہے (یہی آیت تکراراً)۔
- ❖ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ (الاحزاب: 7)
- اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا، تم سے، نوح، ابراہیم اور موسیٰ سے۔

یہاں سورۃ الاعلیٰ کے مرکزی موضوعات (توحید و تسبیح، تخلیق و تقدیر و ہدایت، وحی و رسالت، تذکیر و مواعظت، دنیا کی فناء اور آخرت کی بقاء، وحی کا تسلسل) سے مناسبت رکھنے والی 50 آیات دی جا رہی ہیں۔

1. تسبیح الہی اور عظمت

1- سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

اپنے سب سے بلند رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔

الا علی 1:87

2. يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، جو بادشاہ، نہایت پاک، غالب، حکمت والا ہے۔

الجمعة 1:62

3. يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اسی کے لیے بادشاہی اور حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

التغابن 1:64

4. فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ

سو اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

الواقعة 74:56

5. سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى

اپنے بلند رب کے نام کی پاکی بیان کرو، جس نے پیدا کیا اور درست بنایا۔

الا علی 1:87-2

2. تخلیق، تقدیر اور ہدایت

6- الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ

جس نے پیدا کیا اور درست ٹھہرایا، اور جس نے اندازہ مقرر کیا پھر راہ دکھائی۔

الا علی 2:87-3

7. الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے۔

الملک 2:67

8. الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ

جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت عطا کی، پھر اسے (مطلوبہ) راہ دکھائی۔

طہ 50:20

9. الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ

جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے درست بنایا، پھر تجھے برابر کیا، جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

الانفطار 82:7-8

10. وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ

اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔

النور 24:45

3. دنیا کی عارضیت، آخرت کی بقا

11. بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

الا علی 87:16-17

12. اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوَ ... وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ

جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے... اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔

الحمدید 20:57

13. وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهُوَ وَلِلدَّارِ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ

دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں، اور آخرت کا گھر متقین کے لیے بہتر ہے۔

الانعام 32:6

14. وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوَ وَلِعِبٍ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ

یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر ہی (اصل) زندہ زندگی ہے۔

العنکبوت 64:29

15. تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

تم دنیا کا فائدہ چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آخرت چاہتا ہے۔

الانفال 67:8

16. قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى

کہہ دو دنیا کا سامان تھوڑا ہے، اور آخرت پرہیزگار کے لیے بہتر ہے۔

النساء 77:4

17. بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

(دوبارہ بطور تاکید)

الاعلیٰ 17-16:87

4. وحی، قرآن، رسالت اور اس کی حفاظت

18. سَنَقِرُّكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى

ہم تمہیں (قرآن) پڑھائیں گے، پھر تم نہیں بھولو گے، مگر جو اللہ چاہے، بے شک وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔

الا على 87:6-7

19. إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

بے شک ہم ہی نے یہ ذکر اتارا ہے، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

الحجر 15:9

20. لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿۲۰﴾ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ

آپ اپنی زبان کو (قرآن کے ساتھ) جلدی کے لیے حرکت نہ دیں، اس کو جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

القیامۃ 75:16-17

21. وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ

یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے، جسے روح امین آپ کے دل پر لائے، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔

الشعراء 26:192-194

22. كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ

ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے، پس جس نے چاہا اسے یاد کیا، وہ معزز صحیفوں میں ہے۔

عبس 80:11-13

23. وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ

اور یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا، بابرکت، پس اس کی پیروی کرو۔

الانعام 6:155

5. تذکیر، نصیحت اور اس کا اثر

24. فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى سَيَذَكِّرْ مَنْ يَخْشَى وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى

پس نصیحت کرو اگر نصیحت نفع دے، وہی نصیحت حاصل کرے گا جو ڈرتا ہے، اور بدبخت اس سے دور رہے گا۔

الا على 87:9-11

25. فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ

پس نصیحت کیجیے، آپ تو صرف یاد دلانے والے ہیں۔

الغاشية 21:88

26. وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ

اور نصیحت کرتے رہیے، یقیناً نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔

الذاريات 55:51

27. وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ

اور اس (قرآن) کے ذریعے نصیحت کیجیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی جان اپنے کسب کے سبب ہلاک کر دی جائے۔

الانعام 70:6

28. فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَيْدِ

جو میرے وعید سے ڈرتا ہے اسے قرآن کے ذریعے نصیحت کیجیے۔

ق 45:50

29. وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ

اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

القمر 17:54

30. سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى

جو ڈرے گا وہ ضرور یاد رکھے گا۔

الاعلى 10:87

6. نیک و بد کا انجام (آخرت)

31. الَّذِي يَصَلَّى النَّارَ الْكُبْرَى ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى

وہ جو بڑی آگ میں داخل ہوگا، جہاں نہ وہ مرے گا نہ جیے گا۔

الا علی 13-12:87

32. قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

بے شک کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی اختیار کی، اور اپنے رب کا نام یاد کیا، پھر نماز پڑھی۔

الا علی 15-14:87

33. إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ

بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے، اور بدکار دوزخ میں۔

الانفطار 14-13:82

34. إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ

نیک لوگ نعمت میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے

اور بدکار جہنم میں ہوں گے۔

المطففين 32-29,26-22:83

35. فَأَمَّا مَنْ طَعَى وَأَثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى

پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

النازعات 39-37:79

36. وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى

اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

النازعات 41-40:79

7. دنیا و آخرت کی ترجیح، تزکیہ اور عبادت

37. قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا

بے شک فلاح پائی جس نے نفس کو پاک کیا، اور نامراد ہوا جس نے اسے دبا دیا۔

الشمس 9:91-10

38. مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً

جو نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت، اور وہ مؤمن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

النحل 16:97

39. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ النَّعِيمِ

جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں۔

لقمان 8:31

40. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

الاحزاب 33:41-42

41. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

اور نماز قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔

طہ 20:14

8. وحی کا تسلسل: صحف ابراہیم و موسیٰ

42. إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

بے شک یہی باتیں پہلی صحیفوں میں بھی ہیں، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

الا علی 87:18-19

43. أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ

کیا اسے اس بات کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں ہے جس نے (عہد) پورا

کیا؟

النجم 53:36-37

44. شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ...

اس نے تمہارے لیے دین میں وہی راہ مقرر کی جس کا نوح کو حکم دیا، اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی کی۔

الشوریٰ 13:42

45. قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ ...

کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ پر، اور جو ہماری طرف اتارا گیا، اور جو ابراہیم، اسمعیل وغیرہ پر اتارا گیا۔

البقرة:2:136

9. ہدایت بطور مقصد وحی

46. ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، متقین کے لیے ہدایت ہے۔

البقرة:2:2

47. قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی، اللہ اس کے ذریعے مومنوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے۔

المائدة:5:15-16

48. هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بیان ہے اور متقین کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

آل عمران 3:138

49. إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

بے شک یہ قرآن اس راستے کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔

الاسراء 9:17

50. وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ

جو اللہ پر ایمان لاتا ہے، اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

التغابن 11:64



ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پانچواں حصہ
(تفسیر بالقرآن)

پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

قوله تعالى (وَتُيسِّرُكَ لِلْيُسْرَى)

انظر سورة البقرة آية (١٨٥) وفيها حديث: "يسروا ولا تعسروا"، حديث: "خير دينكم أيسره". وسورة مريم آية (٩٧) وسورة الليل آية (٧)، قوله تعالى (فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى (٩) سَيِّدَ كُرْمٍ مِّنْ يَّحْشَى (١٠) وَيَتَجَبَّبَهَا الْأَشْقَى (١١) الَّذِي يَصَلَّى النَّارَ الْكُبْرَى) وقد ذكر الله عز وجل أشياء من صحف موسى و صحف إبراهيم في ثماني عشرة آية من سورة النجم من الآية (٣٦-٥٤) من قوله تعالى (أم لم ينبأ بما في صحف موسى وإبراهيم الذي وفى) . . . إلى قوله تعالى (فعشاها ما غشى).

چھٹا حصہ

(سورۃ الاعلیٰ کی آیات سے متعلق احادیث کا مجموعہ)

چھٹا حصہ (سورة الأعلیٰ کی آیات سے متعلق احادیث کا مجموعہ)

وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں

آیت 1: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾

1. حدیث:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَىٰ».⁶

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ آیت "سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ" پڑھتے تو فرماتے: "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَىٰ"۔

2. حدیث:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: «تَعَلَّمْتُ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ».⁷

(ترجمہ: میں نے سورة الأعلیٰ نبی ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے سیکھ لی تھی۔)

آیت 3:

﴿وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ﴾

آیت 6: ﴿سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَنْسَىٰ﴾

1. حدیث:

قَوْلُهُ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ [القيامة: ١٦]، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفْتَيْهِ، فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا

⁶ [سنن أبي داود: ٨٨٣، صححه الألباني]

⁷ [صحیح البخاری: ٣٩٩٥]

أَحْرَكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا تُحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (١٦) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ [القيامة: ١٦، ١٧] قَالَ: جَمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرُوهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ [القيامة: ١٨] قَالَ: فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمِعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهُ.⁸
(ترجمہ: نبی ﷺ وحی کے نزول کے وقت کوشش کرتے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔)

آیت 14-19: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾

1. حدیث:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾».⁹

2. حدیث:

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ﴾».¹⁰

علمی نکات

1. سورة الأعلیٰ کی فضیلت

نبی ﷺ جمعہ، عیدین اور وتر میں اس سورت کی تلاوت کرتے تھے۔

صحابہ کرام نے ہجرت سے پہلے بھی اسے یاد کیا۔¹¹

⁸ خلاصة حكم المحدث: [صحيح] الراوي: عبدالله بن عباس | المحدث: مسلم | المصدر: صحيح مسلم | الصفحة أو الرقم:

448: |التخريج: أخرجه البخاري(4928) باختلاف يسير

⁹ [سنن الترمذي: ٣٦٣، صحيح]

¹⁰ [صحيح مسلم: ٨٤٨]

¹¹ [البخاري: ٣٩٩٥]

ہر موضوع پر ایک ایک صحیح حدیث عربی اور اردو متن کے ساتھ پیش خدمت ہے:

1. توحید (Tawheed)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «أفضل ما قلتُ أنا والنبيون من قبلي: لا إله إلا الله وحده لا شريك له...»¹²

اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے افضل کلمہ جو میں اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا: لا إله إلا الله وحده لا شريك له..."

2. رسالت (Risalat)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «إنما بُعثتُ لأتمم مكارم الأخلاق»¹³

اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے صرف اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں عمدہ اخلاق کو مکمل کروں۔"

3. آخرت (Akhirat)

عربی: قال النبي ﷺ: «من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليصمت»¹⁴

اردو: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔"

4. تزکیہ (Tazkiyah)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم، ولكن ينظر إلى

قلوبكم وأعمالكم»¹⁵

اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہاری شکلوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔"

¹² [موطأ امام مالک 2731، صحیح]

¹³ [موطأ امام مالک 1614، صحیح]

¹⁴ [صحیح البخاری 6018]

¹⁵ [صحیح مسلم 2564]

5. وحی (Wahi)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «أحياناً يأتيني مثل صلصلة الجرس وهو أشده عليّ...»¹⁶
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کبھی کبھی میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے..."

6. ہدایت (Hidayat)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «من دل على خير فله مثل أجر فاعله»¹⁷
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کسی کو بھلائی کی طرف رہنمائی کرے، اسے کرنے والے جتنا اجر ملے گا۔"

7. نصیحت (Naseehat)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «الدين النصيحة»¹⁸
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دین خیر خواہی ہے۔"

8. قرآن کی حفاظت (Preservation of Quran)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «أنزل القرآن على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسر منه»¹⁹
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن سات احرف پر نازل ہوا ہے، پس جو آسان ہو وہ پڑھو۔"

9. اللہ کی عظمت (Glory of Allah)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «إن لله تسعة وتسعين اسماً، مائة إلا واحداً، من أحصاها دخل الجنة»²⁰

اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

¹⁶ صحیح البخاری [2]

¹⁷ صحیح مسلم [1893]

¹⁸ صحیح مسلم [55]

¹⁹ صحیح البخاری [4992]

²⁰ صحیح البخاری [2736]

10. اللہ کا علم (Ilm of Allah)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «مفاتيح الغيب خمس لا يعلمهن إلا الله...»²¹
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غیب کی کنجیاں پانچ ہیں، انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا..."

11. آسان شریعت (Easy Shariat)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «إن الدين يسر، ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه...»²²
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک دین آسان ہے، اور جو اس میں سختی کرے گا وہ اس پر غالب آجائے گا..."

12. اچھے اور برے لوگوں کا انجام (Destination of Good and Bad People)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «أول زمرة يدخلون الجنة على صورة القمر ليلة البدر...»²³
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا..."

13. آخرت کی تیاری (Preparation for Akhirat)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل»²⁴
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا میں ایسے رہو جیسے تم اجنبی یا راہ چلتے مسافر ہو۔"

14. جنت و جہنم کی تفصیل (Jannah and Jahannam Description)

عربی: قال رسول الله ﷺ: «إن في الجنة باباً يقال له الريان لا يدخله إلا الصائمون»²⁵
 اردو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جسے 'ریان' کہا جاتا ہے، اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔"

²¹ صحیح البخاری 4627

²² صحیح البخاری 39

²³ صحیح البخاری 3245

²⁴ صحیح البخاری 6416

²⁵ صحیح البخاری 1896

تذکیر، دنیا و آخرت، فلاح و تزکیہ

1. ذکر سے فائدہ اٹھانے والے دل

إِنَّ لِلَّهِ آيَةً مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَ آيَةٌ رَبِّكُمْ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ، وَ أَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيُنْهَا وَ أَرْقُهَا

خلاصہ حکم المحدث: إسناده قوي، الراوي: أبو عنبه الخولاني | المحدث: الألباني | المصدر: السلسلة الصحيحة الصفحة أو الرقم: ١٦٩١، التخريج: أخرجه الطبراني في ((مسند الشاميين)) (840)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک زمین میں برتن اس کے نیک بندوں کے دل ہیں؛ یہی "سید کر من محشی" کے مصداق ہیں۔

2. بد بخت وہ جو نصیحت سے اعراض کرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي»، قِيلَ: وَمَنْ يَا أَبِى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى». ترجمہ: جو اطاعت سے انکار کرے، وہی "الأشقى الذي يصلى النار الكبرى" ہے۔

(حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، ح7280)

3. جہنم میں نہ مکمل موت، نہ حقیقی زندگی

قَوْلُهُ ﷺ فِي أَهْلِ النَّارِ: «يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيَذْبَحُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ... فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ». ترجمہ: اہل جہنم کے لئے ابدی عذاب ہے، نہ پوری موت، نہ راحت والی زندگی؛ یہ آیت ﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى﴾ کی تفسیر ہے۔

(حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، ح6548؛ صحیح مسلم)

4. "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى" کا مفہوم

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرَزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ».

ترجمہ: جس نے اسلام قبول کیا، حلال رزق پایا اور قناعت ملی، وہ کامیاب ہوا؛ یہ عملی تزکیہ ہے۔

(حوالہ: صحیح مسلم، کتاب الزکاة، ج 1054)

5. تزکیہ نفس اور صدقہ فطر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ».

ترجمہ: زکاتِ فطر صائم کے لئے تطہیر ہے؛ یہ "مَنْ تَزَكَّى" کے عملی مصداق میں سے ہے۔

(حوالہ: سنن ابی داود، کتاب الزکاة، ج 1609، حسن.)

6. ذکرِ رب اور نماز

عَنِ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ كَنْهَرٍ جَارٍ عَلَى بَابٍ أَحَدِكُمْ...».

ترجمہ: پانچ نمازیں گناہوں کو دھونے والی نہر کی طرح ہیں؛ یہ "وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى" کی شرح ہے۔

(حوالہ: صحیح مسلم، کتاب المساجد، ج 667.)

7. دنیا کو ترجیح دینا، آخرت کھونا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ».

ترجمہ: دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں؛ یہ آیت ﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ پر زبردست تبصرہ ہے۔

(حوالہ: سنن الترمذی، کتاب الزهد، ج 2320، صحیح.)

لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافراً منها شربة ماء

الراوي: سهل بن سعد الساعدي | المحدث: الألباني | المصدر: صحيح الترمذي

الصفحة أو الرقم: 2320 | خلاصة حكم المحدث: صحيح التخریج: أخرجه الترمذي

(2320) واللفظ له، وابن ماجه (4110) مطولاً باختلاف يسير

8. آخرت بہتر اور باقی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَوْضِعُ سَوَاطِئِ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

ترجمہ: جنت میں کوڑے کے برابر جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے؛ "وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى" کی حدیثی تفسیر۔
(حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الجہاد، ح 2796؛ صحیح مسلم.)

صحفِ ابراہیم و موسیٰ، توحید و رسالت

9. تمام انبیاء کا ایک ہی اصل پیغام

أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَالَمٍ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ.
الراوي: أبو هريرة | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري الصفحة أو الرقم:
3442 | خلاصة حكم المحدث: [صحيح] | التخریج: أخرجه مسلم (2365)، وأبو داود
(4675)، وأحمد (7529) واللفظ لهم.

ترجمہ: ہم انبیاء دینی اعتبار سے بھائی ہیں؛ یہی "إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ
وَمُوسَىٰ" کا مفہوم ہے۔

(حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، ح 3443؛ صحیح مسلم.)

10. ابراہیم و موسیٰ کی کتابوں کا اجمالی ذکر

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ: «وَأَنْزَلْتُ صُحُفَ إِبْرَاهِيمَ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَنْزَلْتُ التَّوْرَةَ لَيْسَتْ مَضِينًا مِنْ رَمَضَانَ...».

ترجمہ: صحفِ ابراہیم اور تورات کے نزول کا تذکرہ، جس سے سورۃ الاعلیٰ کی آخری آیات کی تائید ہوتی ہے۔
(حوالہ: مسند احمد، ح 16984، حسنہ الالبانی)

11. ہر امت میں نذیر بھیجا گیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا أَعْطَاهُ مِنْ الْآيَاتِ مِثْلَ مَا عَلَى مِثْلِهِ آمَنَتِ الْبَشَرُ...».

ترجمہ: ہر نبی کو اس کی قوم کے لئے نشانیاں دی گئیں؛ یعنی وحی کا تسلسل ایک ہی عقیدہ پر ہے۔

(حوالہ: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، ج7، ص7274)

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

الراوي: أبو هريرة | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري الصفحة أو الرقم:

4981 | خلاصة حكم المحدث: [صحيح] التخریج: أخرجه البخاري (4981)، ومسلم

(152)

12. توحید، رسالت، آخرت: دین کی بنیاد

حَدِيثُ جَبْرِيلَ الْمَشْهُورُ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرٌ وَشَرُّهُ...».

ترجمہ: کہ تم ایمان لاؤ: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابیں، رسولوں، اور آخرت کے دن؛ اور اچھی اور بری تقدیر پر

(حوالہ: صحیح مسلم، کتاب الایمان، ج8، ص8)

سائلوا حصه
(تفسير بالحديث)

سواتوال حصہ (تفسیر بالحریث)

تفسیر بالحریث: وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں

سورة الأعلیٰ

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (۱) الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (۲) وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى (۳) وَالَّذِي
أَخْرَجَ الْمَرْعَى (۴) فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى (۵)

قوله تعالى (سبح اسم ربك الأعلى)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ
الْأَعْلَى﴾ قَالَ "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى" ²⁶

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھتے تو "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى" کہتے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى (۶) إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى (۷) وَنُيَسِّرُكَ
لِلْيُسْرَى (۸) فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى (۹) سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَى (۱۰) وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى
(۱۱) الَّذِي يَصَلَى النَّارَ الْكُبْرَى (۱۲) ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (۱۳)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ
هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيُونَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ
يَحْطَأِيَاهُمْ - فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أَذِنَ بِالشَّقَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ
فَبُتُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ . فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ
فِي حَمِيلِ السَّيْلِ " . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ
بِالْبَادِيَةِ . ²⁷

²⁶ (أبو داود: 883)

²⁷ (الصحيح لمسلم: 185)

ابوسعید خدری (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لوگ جو دوزخ والے ہیں (کافر) وہ اس میں نہ تو مریں گے اور نہ زندہ رہیں گے لیکن کچھ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ انہیں جلا کر کوئلہ بنا دے گی اس کے بعد شفاعت کی اجازت دی جائے گی تو یہ لوگ گروہ درگروہ لائے جائیں گے پھر انہیں جنت کی نہروں میں ڈالا جائے گا پھر جنت والوں سے کہا جائے گا کہ اے جنت والو ان پر پانی ڈالو جس سے وہ تازہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے جس طرح پانی کے بہاؤ سے آنے والی مٹی میں سے دانہ سرسبز و شاداب ہو کر نکل آتا ہے یہ سن کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیہات میں رہے ہوں۔ (مطلب یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دانہ اگنے کی جو اتنی درست تمثیل دے رہے ہیں)۔

باب قولہ: ﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (١٦) وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (17)﴾

یعنی: دنیا اور اس کا سامان ختم ہونے والا ہے، اور آخرت اور جو کچھ اس میں ہے باقی رہنے والا ہے، اور یہ (آیت) اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ باقی رہنے والی چیز کو فانی چیز پر ترجیح دی جائے، اور یہ کہ آدمی اپنی دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو نقصان نہ پہنچائے، پس اُس کی ساری فکر صرف دنیا ہی نہ بن جائے، اور اسی مفہوم پر حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے دنیا کو طلب کیا، اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت کو طلب کیا، اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔"

راوی کہتے ہیں: میں نے اُن سے یہ بھی سنا کہ آپ نے فرمایا: "تو تم فانی (چیز) کو باقی (چیز) کے لئے نقصان پہنچاؤ۔"

حَسَن: اسے ابن ابی عاصم نے "الزهد" (حدیث 161) میں روایت کیا ہے: ہند بہ بن عبد الوہاب نے ہمیں خبر دی، کہا: ہمیں فضل بن موسیٰ نے خبر دی، کہا: ہمیں محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے، اور انہوں نے ابو ہریرہ سے

حدیث بیان کی، پس انہوں نے اسے ذکر کیا۔

اور اس کی سند حسن ہے، ہدبہ بن عبد الوہاب اور محمد بن عمرو کی وجہ سے، کیونکہ دونوں حسن الحدیث ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے، پھر جب کھڑے ہوئے تو اس (چٹائی) نے آپ کے پہلو پر نشان چھوڑ دیا، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ہم آپ کے لئے کوئی بچھونا بنا دیتے (تو بہتر ہوتا)، آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا اور دنیا کا کیا واسطہ! میں دنیا میں تو بس ایسے سوار کی طرح ہوں جس نے کسی درخت کے نیچے سایہ لیا، پھر چل دیا اور اُسے چھوڑ دیا"۔

یہ حدیث حسن ہے: اسے ترمذی (2377)، ابن ماجہ (4109) اور احمد (4208) نے روایت کیا ہے، اور حاکم نے (310/4) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ان سب نے اسے مختلف طرق سے مسعودی (اور وہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عتبہ ہیں) سے، عمرو بن مرہ کے واسطے سے، ابراہیم نخعی سے، علقمہ سے، عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: پس انہوں نے (یہ حدیث) بیان کی۔

اور اس کی سند حسن ہے، مسعودی کی وجہ سے، کیونکہ وہ مختلط (یعنی آخر عمر میں اختلاط کا شکار) ہیں، لیکن انہیں وکیع بن الجراح نے ان سے روایت کیا ہے، جیسا کہ امام احمد کے ہاں ہے، اور وکیع کی ان سے روایت اختلاط سے پہلے کی ہے۔

اور ترمذی نے کہا: "یہ حدیث حسن صحیح ہے"۔

قول نبوی میں جو لفظ ہے: "وطاء" اس کا مطلب ہے: بستر (فرش، بچھونا)۔ اور اسی معنی میں اور بھی احادیث آئی ہیں، اور وہ کتاب الزہد میں مذکور ہیں۔

آٹھواں اور نواں حصہ

("تفسیر صحابہ و تابعین" - "تفسیر بالرأے محمود")

آٹھواں اور نواں حصہ ("تفسیر صحابہ و تابعین" - "تفسیر بالرأی محمود")

تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال سے (پانچ مشہور تفاسیر سے کچھ اقوال) اور تفسیر بالرأی محمود کے ساتھ
نوٹ: میں نے آٹھواں اور نواں حصہ ایک جگہ جمع کیا ہے کیونکہ میں نے اقوال صحابہ و تابعین جمع کیے اور ان میں
 سے کچھ اقوال تفسیر بالرأی محمود پر مبنی پائے۔

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے

9- تفسیر بالرأی محمود

حصہ اول (مختصر تفسیر)

**حصہ اول - غیر تفصیلی اور مختصر تفسیر، صحابہ و تابعین کے اقوال سے (تفسیر حکمت بشیر، طبری، ابن کثیر، بغوی، ابن
 ابی حاتم کی طرف رجوع کیا گیا ہے) سارے اقوال صحابہ، تابعین و تبع تابعین جو یہاں مذکور ہیں وہ شیخ حکمت بشیر (جو
 میرے مدینہ یونیورسٹی میں استاذ رہے ہیں) کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہیں۔**

سورة الأعلیٰ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (سبح اسم ربك الأعلیٰ) کے بارے میں

حاکم نے کہا: ہمیں اسماعیل بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں ابو یعلیٰ نے، انہوں نے کہا: ہمیں زہیر بن حرب
 نے، انہوں نے کہا: ہمیں وکیع نے، انہوں نے کہا: ہمیں اسرائیل نے، انہوں نے کہا: ہمیں ابو اسحاق نے، انہوں
 نے کہا: ہمیں مسلم البطحین نے، انہوں نے کہا: ہمیں سعید بن جبیر نے، انہوں نے کہا: ابن عباس سے روایت ہے کہ
 نبی اکرم ﷺ جب (سبح اسم ربك الأعلیٰ) پڑھتے تو فرماتے: "سبحان ربی الأعلیٰ"۔²⁸
 ← دیکھو: عقبہ بن عامر کی حدیث جو سورة الواقعة کی آیت (74) پر گزری۔

²⁸ حاکم نے کہا: یہ حدیث شیعین کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اسے روایت نہیں کیا، اور اسے ابو داؤد نے (سنن، حدیث 883) اور احمد نے (مسند 1/232 دونوں
 نے وکیع سے اسی سند سے) روایت کیا اور البانی نے صحیح سنن ابو داؤد حدیث 785 میں اسے صحیح قرار دیا، (المستدرک 1/263-264- کتاب الصلاة)، اور ذہبی نے اس
 کی موافقت کی۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى) کے بارے میں

دیکھو: سورة الانفطار، آیت (7)۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى) کے بارے میں

مجاہد سے روایت ہے: (قدر فہدی) یعنی: انسان کو بد بختی اور سعادت کی طرف ہدایت دی، اور چوپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى) کے بارے میں

- ❖ قتادہ سے روایت ہے: (والذي أخرج المرعى) یعنی: سبزہ جیسے تم دیکھتے ہو، پیلا، سرخ اور سفید۔
- ❖ ابن عباس سے روایت ہے: (غشاء أحوى) یعنی: متغیر خشک گھاس۔
- ❖ قتادہ سے روایت ہے: (غشاء أحوى) یعنی: سبز ہونے کے بعد سوکھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَنْسَى (٦) إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى) کے بارے میں

- ❖ مجاہد سے روایت ہے: (سنقرئك فلا تنسى) یعنی: وہ اپنے دل میں قرآن یاد رکھتے اس خوف سے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔
- ❖ قتادہ سے روایت ہے: (سنقرئك فلا تنسى) یعنی: وہ کچھ نہیں بھولتے تھے (سوائے اس کے جو اللہ چاہے)۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى) کے بارے میں

طبری نے اپنی سند کے ساتھ علی بن ابی طلحہ سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا: (قد أفلح من تزكى) یعنی: جس نے شرک سے اپنے آپ کو پاک کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى) کے بارے میں

- ❖ ابن عباس سے روایت ہے: (وذكر اسم ربه فصلی) یعنی: اللہ وحدہ لا شریک لہ کی توحید بیان کی۔
- ❖ ابن عباس سے روایت ہے: (فصلی) یعنی: پانچوں نمازیں ادا کیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (۱۶) وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (۱۷) إِنَّ هَذَا لَفِي

الصُّحُفِ الْأُولَى (۱۸) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى) کے بارے میں:

❖ قنادہ سے روایت ہے: (بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا) یعنی لوگوں نے جلدی والی دنیا کو اختیار کیا سوائے ان کے جنہیں اللہ نے بچالیا۔

❖ قنادہ سے روایت ہے: (إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى) یعنی اللہ کی کتابیں یکے بعد دیگرے اس بات پر متفق ہیں کہ آخرت بہتر اور باقی ہے۔



ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

دسواں حصہ
(عربی تفاسیر سے مستند نکات)

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

حصہ دوم: تفصیلی تفسیر

تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، بغوی، تفسیر قرطبی، ابن کثیر، اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی اور اسی طرح ابن کثیر کے تفسیر کے نکات اور اختصار جو "المصباح المنیر" سے موسوم ہے اس کے ساتھ دیگر ابن کثیر کی شروحات (شرح شیخ الراجھی، شرح شیخ خالد السبت و شیخ مقبل کی تخریج و شیخ حوینی و حکمت بشیر کی تحقیق تفسیر ابن کثیر) سے استفادہ کرتے ہوئے اور اسی طرح تحقیقات ابن تیمیہ و ابن قیم و ابن الجوزی کا خیال رکھا گیا ہے، اور تفسیر اضواء البیان، فتح القدر للشوکانی، تفسیر شیخ نواب صدیق حسن خان، تفسیر شیخ ابن عثیمین اور ان کے تلامذہ سے اور اسی طرح الدرر السنیة کی تفسیر اور موسوعۃ التفسیر باشراف الشیخ الطیار رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اردو قالب میں لایا گیا الحمد للہ، اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی ان شاء اللہ۔

سورة الأعلیٰ کی تفسیر

یہ مکی سورت ہے، ہجرت سے پہلے بہت پہلے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس کی دلیل وہ ہے جو بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

"سب سے پہلے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے، وہ ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ پھر عمار، بلال اور سعد آئے۔ پھر عمر بن خطاب میں کے ساتھ آئے۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا ان کی آمد پر خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ میں نے لونڈیوں اور بچوں کو یہ کہتے سنا: یہ رسول اللہ آگئے۔ آپ کے آنے سے پہلے میں نے سورة الأعلیٰ (سبح اسم ربک الأعلیٰ) جیسی سورتیں پڑھ لی تھیں۔"

اور صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ سے فرمایا:

"تم نے سورة الأعلیٰ، والشمس وضحاها، واللیل إذا یغشی کیوں نہیں پڑھیں؟"

اور امام احمد نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدین میں سورة الأعلیٰ اور "هَلْ أَتَاكَ"

حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ" (سورة الغاشية: 1) پڑھی۔ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو دونوں سورتیں اکٹھی پڑھتے۔ اور یہ روایت مسلم نے اپنی صحیح میں، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی کی ہے۔ مسلم اور سنن کے الفاظ یہ ہیں:

"رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عیدین اور جمعہ کے دن سورة الأعلى اور سورة الغاشية پڑھتے تھے، اور اگر دونوں ایک دن میں جمع ہو جائیں تو دونوں پڑھتے۔"

اور امام احمد نے اپنی مسند میں ابی بن کعب، ابن عباس، عبد الرحمن بن ابزی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا:

"رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتر میں سورة الأعلى، قل یا ایہا الکافرون، اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اضافہ کیا: "اور معوذتین بھی۔"

اس سورت کو "سورة سج" بھی کہا جاتا ہے، اور "سج اسم ربك الأعلى" بھی، اور مشہور تفسیری کتب میں اسے "سورة الأعلى" کہا جاتا ہے۔

یہ سورت مکی سورتوں میں سے ہے، جیسا کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا اور اس پر براء کی حدیث سے استدلال کیا، یعنی نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ جو آپ سے پہلے ہجرت کر کے آئے، وہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے اور ان میں یہ سورت بھی شامل تھی، اس لیے یہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔

یہ مکی سورت ہے، برخلاف اس قول کے جو ضحاک نے کیا کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اللہ کے فرمان - تبارک وتعالیٰ -: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى کا مطلب ہے: اس کو اس کی شان اور عظمت کے خلاف ہر چیز سے پاک قرار دو، یہی تسبیح کا مشہور معنی ہے اور استعمال میں بھی یہی غالب ہے۔ لیکن سلف - رضی اللہ عنہم - کے اقوال میں تسبیح کی تفسیر تعظیم سے بھی کی گئی ہے، جیسا کہ سدی وغیرہ سے منقول ہے کہ "سج" یعنی تعظیم کر۔

پس تسبیح کا معنی تزیین، تقدیس، تعظیم وغیرہ آتا ہے۔ یہاں سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ذکر کمالات کے مقام میں ہے، یعنی یہاں کسی نقص کا ذکر نہیں کہ اس سے تزیین کیا جائے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا [البقرہ: 116]، تو فرمایا: "سبحانہ"، یہ نقص کے ذکر کے مقابل ہے۔ پس قرآن میں تسبیح کبھی صفات کمال کے ذکر کے سیاق میں آتی ہے، اور کبھی نقائص کو دور کرنے کے لیے۔

اللہ کے فرمان - تبارک و تعالیٰ - : سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، کیا اس سے مراد نام کی تسبیح ہے۔ یعنی نام کو پاک قرار دینا، نام کی تعظیم کرنا۔ یا مراد ذات ہے؟ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ یا سبح ربک، یہاں حکم نام کو پاک قرار دینے کا ہے یا ذات کو؟ بعض کہتے ہیں: یہاں اسم مقمّم ہے، تعظیم کے لیے، یعنی تسبیح رب کی طرف متوجہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تسبیح کرو، یعنی سبح ربک الأعلى۔ اور جیسا کہ بعض اہل علم جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ - رحمہ اللہ - وغیرہ نے کہا کہ مراد ہے: اپنے رب کی تسبیح کرو اس کا نام لیتے ہوئے، اور مقصود صرف دل میں تنزیہ نہیں بلکہ زبان سے ذکر بھی ہے۔

اور بعض اہل علم جیسے ابن جریر - رحمہ اللہ - کہتے ہیں: مراد نام کو پاک قرار دینا ہے، اپنے رب کے نام کو اس سے پاک رکھو کہ اس کے سوا کوئی اس نام سے موسوم ہو، یعنی باطل معبودات میں سے کسی کو اس نام سے نہ پکارا جائے، یا اللہ کے مخصوص ناموں میں سے کسی نام سے مخلوق کو نہ پکارا جائے، جیسے "اللہ"، "الرحمن"، "باقی ناموں میں اگر کوئی "عزیز" وغیرہ کہلائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن باطل معبودات کو ان ناموں سے پکارنا کفر اور بڑا منکر ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "اللوات" اللہ سے، "العزیز" العزیز سے نکلا ہے، یہ بعض کا قول ہے اور اس میں اختلاف بھی ہے۔

پس ابن جریر - رحمہ اللہ - کے قول کے مطابق یہاں اسم کا ذکر مقمّم نہیں بلکہ مقصود ہے کہ اس نام کو پاک رکھا جائے کہ اس کے سوا کوئی اس سے موسوم نہ ہو۔

اور بعض کہتے ہیں: اپنے رب کی تسمیہ کو پاک رکھو، "سبح اسم ربک": اس کی تسمیہ کو پاک رکھو، اور اس کا ذکر صرف تعظیم، خشوع، تقدیس اور احترام کے ساتھ کرو۔

ابن القیم - رحمہ اللہ - نے اس پر مفید تبصرہ کیا، فرمایا: "بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ حقیقی ذکر دل کا عمل ہے؛ کیونکہ یہ نسیان کے مقابل ہے، اور تسبیح ذکر کی ایک قسم ہے، پس اگر ذکر اور تسبیح کو مطلق رکھا جائے تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ صرف دل کا عمل ہے، زبان سے ادا کرنا مراد نہیں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے

دونوں چیزوں کا مطالبہ کیا ہے، اور ایمان اور اسلام کی بنیاد بھی انہی دونوں کے اجتماع پر ہے، پس دونوں آیات کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے رب کی تسبیح کرو دل اور زبان دونوں سے، اور اپنے رب کا ذکر کرو دل اور زبان دونوں سے، یہاں اسم کو ذکر کرنے کا مقصد اس معنی کی طرف توجہ دلانا ہے تاکہ ذکر اور تسبیح زبان سے بھی خالی نہ رہیں؛ کیونکہ دل کا ذکر اس اسم کے معنی سے متعلق ہے جو اس نام سے مراد ہے، اور زبان کا ذکر لفظ اور اس کے معنی دونوں سے متعلق ہے؛ کیونکہ لفظ صرف اپنے لیے نہیں بولا جاتا، اس لیے کوئی یہ نہ سمجھے کہ صرف لفظ ہی مسبح ہے بلکہ اس کے معنی کے، میرے شیخ ابو العباس ابن تیمیہ - قدس اللہ روحہ - نے اس معنی کو نہایت لطیف اور مختصر انداز میں بیان کیا، فرمایا: "اس کا مطلب ہے اپنے رب کے نام کے ساتھ تسبیح کرو، اس کا نام زبان سے ادا کرتے ہوئے"، اپنے رب کی تسبیح کرو اس کا نام لیتے ہوئے، یہ فائدہ ایک سفر (کتاب) کے برابر ہے مگر اس کے لیے جو اس کی قدر جانتا ہو، پس اللہ کا شکر ہے اس کے فضل پر اور ہم اس کی نعمت کی تکمیل کی دعا کرتے ہیں۔"

اور فرمایا: "اگر پوچھا جائے کہ آیت افسَسِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ [الواقعة: 74] میں باء کیوں آئی اور اَسِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ میں کیوں نہیں آئی؟ تو جواب یہ ہے کہ تسبیح سے مراد تنزیہ اور محض ذکر بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مراد ہوتی ہے، جو کہ ذکر، تنزیہ اور عمل ہے۔"

نماز کو بھی تسبیح کہا جاتا ہے، اور قرآن مجید میں بعض مقامات پر اس کی تفسیر نماز سے کی گئی ہے، بلکہ نماز کے اوقات بھی مراد لیے گئے ہیں، اسی لیے اسے "سبحة الضحیٰ" بھی کہا جاتا ہے، اور ابن عمر - رضی اللہ عنہما - نے سفر میں سنت مؤکدہ کے بارے میں کہا: "اگر میں مسبح ہوتا تو مکمل کرتا"، پس نماز کو بھی تسبیح کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: "اسی لیے نماز کو تسبیح کہا جاتا ہے، اگر صرف تسبیح مراد ہو تو باء کا کوئی مطلب نہیں؛ کیونکہ یہ حرف جر کے ساتھ متعدی نہیں ہوتا، آپ نہیں کہہ سکتے: سبحت باللہ، اور اگر فعل کے ساتھ مقترن ہو یعنی نماز مراد ہو تو باء داخل کی جاتی ہے تاکہ اس مراد کی طرف توجہ دلائی جائے، گویا کہا گیا: تسبیح کرو اپنے رب کے نام سے شروع کرتے ہوئے یا اس کے نام کو زبان سے ادا کرتے ہوئے، جیسے کہا جاتا ہے: نماز پڑھو اس کے نام سے شروع کرتے ہوئے یا اس کے نام کو زبان سے ادا کرتے ہوئے؛ اسی راز کے سبب - واللہ اعلم - قرآن میں اَسِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ [الحمد: 1] میں لام داخل ہوئی، اور مراد وہ تسبیح ہے جو سجدہ، خضوع اور اطاعت ہے،

اور: سَبَّحَ اللَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، جیسے فرمایا: **وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** [الرعد: 15]، اور غور کریں اللہ تعالیٰ کے فرمان پر: **إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ** [الأعراف: 206]، تو یہاں فرمایا: **وَيُسَبِّحُونَهُ** جب سجدہ کو اس کے خاص نام سے ذکر کیا تو تسبیح سے مراد ان کا ذکر اور اس کی تزیہ ہے۔

پھر فرمایا:

﴿سبح﴾ یعنی اللہ کو ہر اس چیز سے پاک قرار دینا جو اس کی عظمت و جلال کے لائق نہیں، کیونکہ تسبیح کا مطلب ہی پاکیزگی ہے۔

جب تم کہتے ہو "سبحان اللہ" تو اس کا مطلب ہے کہ میں اللہ کو ہر برائی، ہر عیب اور ہر کمی سے پاک قرار دیتا ہوں۔

﴿سبح اسم ربك الأعلى﴾ صحیح معنی یہ ہے: اپنے رب کی تسبیح اس کے نام کے ساتھ کرو، یعنی صرف دل ہی سے نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں سے اللہ کی تسبیح کرو۔

اللہ عزوجل کی بلندی دو طرح کی ہے: صفات کی بلندی اور ذات کی بلندی۔ صفات کی بلندی یہ ہے کہ اللہ کی صفات سب سے کامل ہیں، اور ذات کی بلندی یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں سے اوپر ہے اور اپنے عرش پر مستوی ہے۔ (تفسیر ابن عثیمین)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: **الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى** یعنی: اس نے مخلوق کو پیدا کیا اور ہر مخلوق کو بہترین صورت میں درست کیا۔

خَلَقَ فَسَوَّى:

اس نے یہ مخلوقات پیدا کیں، انسان کو سیدھا پیدا کیا، اس کی قامت کو درست بنایا جیسا کہ زجاج کہتے ہیں، اور یہ تفسیر بالمثال میں سے ہے؛ کیونکہ اللہ نے تخلیق میں عموم رکھا ہے، کسی خاص نوع جیسے انسان کو مخصوص نہیں کیا، بلکہ جو کچھ بھی اس نے پیدا کیا اس کی تخلیق کو درست بنایا، اسی لیے ضحاک نے کہا:

"فسوی خلقه" یعنی اس کی تخلیق کو درست بنایا، اسے اعتدال پر رکھا اور اس مخلوق کے لائق بنایا، پس حیوان کو اس کے لائق پیدا کیا، انسان کو اس کے لائق پیدا کیا، اس کی تخلیق اور اس کے اعضا کو ظاہر و باطن میں درست بنایا، ان پہاڑوں اور آسمانوں کو پیدا کیا اور ان کی تخلیق کو درست بنایا، پس "خلق" کا مطلب وجود میں لانا ہے، اور "تسویہ" اس سے زائد معنی رکھتا ہے، اس نے ان مخلوقات کو درست بنایا۔

اللہ کا قول: وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ كے بارے میں مجاہد نے کہا: اس نے انسان کو شقاوت اور سعادت کی طرف ہدایت دی، اور چوپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی، اور یہ آیت اس قول کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے فرعون سے کہا: رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ حَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ [سورۃ طہ: 50] یعنی: اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا اور مخلوقات کو اس کی طرف ہدایت دی، جیسا کہ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمام مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں، اور اس کا عرش پانی پر تھا۔"

اللہ کا قول - تبارک وتعالیٰ: قَدَّرَ فَهَدَىٰ اسی طرح ہے جیسا کہ جمہور کی قراءت میں ہے "قَدَّرَ"، اور دوسری متواتر قراءت میں کسائی کی قراءت ﴿قَدَّرَ فَهَدَىٰ﴾ ہے۔ "قَدَّرَ فَهَدَىٰ" سے کیا مراد ہے؟ یہاں مجاہد نے کہا: انسان کو شقاوت اور سعادت کی طرف ہدایت دی، اور چوپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی، اور اللہ - تبارک وتعالیٰ - نے اسے مطلق رکھا ہے، اس میں وہ تمام معانی داخل ہیں جو اس میں احتمال رکھتے ہیں۔

اور اگر کسی مفسر نے کہا، اور یہ بہت سے مفسرین نے کہا ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ اس سے تفسیر بالمثال مراد لیتے ہیں، واحدی نے مفسرین سے نقل کیا: "قَدَّرَ فَهَدَىٰ" یعنی اس نے نروادہ پیدا کیے اور انہیں ہدایت دی۔ یعنی جانوروں، انسانوں وغیرہ میں سے۔ پس نروادہ کی طرف ہدایت دی کہ وہ اس کے پاس کیسے جائے، یہ تفسیر بالمثال میں سے ہے، اگرچہ بہت سے مفسرین نے یہی کہا ہے، لیکن معنی اس پر منحصر نہیں کیا جاسکتا، اور لفظ میں بھی اس کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

اسی طرح بعض سے منقول ہے اور یہ مجاہد ہی سے ایک اور روایت ہے: اس نے سعادت و شقاوت، رشد و ضلالت کا اندازہ مقرر کیا، اور چوپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی، یہ عبارت پہلی عبارت کے مشابہ ہے

لیکن اس کے بعض الفاظ پہلی کو واضح کرتے ہیں، اور بعض نے کہا: اس نے رزق اور خوراک کا اندازہ مقرر کیا اور انہیں ان کے معاش کے طریقے سکھائے، چاہے وہ انسان ہوں یا جانور، اور اگر وہ چرنے والے جانور ہوں تو ان کی چراگاہیں، اور عطاء سے منقول ہے: اس نے ہر جاندار کے لیے وہ چیز بنائی جو اس کے لیے مناسب ہے اور اسے اس کی طرف ہدایت دی۔

اور بعض نے کہا: اس نے اشیاء میں منافع پیدا کیے اور انسان کو ان سے فائدہ حاصل کرنے کے طریقے سکھائے، اور بعض نے جیسے سدی نے کہا: اس نے رحم میں بچے کی مدت نو ماہ یا کم یا زیادہ مقرر کی پھر اسے رحم سے نکلنے کی ہدایت دی، یہ سب بھی تفسیر بالمثال میں سے ہیں، سلف بعض اوقات مثال یا معنی کے کسی حصے سے وضاحت کرتے ہیں، اسی لیے ابن جریر اور ابن القیم نے اسے اس کے عام معنی پر رکھا ہے، پس یہ تمام معانی اس میں داخل ہیں، اس نے اشیاء کی اقسام اور انواع کا اندازہ مقرر کیا، ان کی صفات، افعال، اقوال اور عمریں مقرر کیں، پھر ہر ایک کو اس کے مناسب کام کی طرف ہدایت دی اور اس کے لیے اسے آسان کیا اور اس کے دین و دنیا کے امور کی طرف اس کی رہنمائی کی۔

قَدَّرَ فَهَدَى:

اس میں ہدایت توفیق بھی داخل ہے، ہدایت ارشاد بھی، اور فطری و جبلی ہدایت بھی، یعنی اللہ - تبارک و تعالیٰ - نے شہد کی مکھی کو فطری الہام و رہنمائی فرمایا: وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ [سورۃ النحل: 68] پس یہ مکھی جہاں بھی جائے، اپنے ٹھکانے بناتی ہے اور شہد اسی طریقے سے اور اسی شکل میں رکھتی ہے، اور یہ نومولود جانور جب اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے، حتیٰ کہ انسان بھی، تو وہ بغیر سکھائے ماں کا دودھ پیتا ہے، وہ زمین پر گرتا ہے پھر ماں کے تھن تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ اس نے یہ پہلے نہ دیکھا نہ سیکھا، اور یہ درندے جو گوشت خور ہیں وہ اسی پر پلتے ہیں اور اس کی تلاش کرتے ہیں، اور دوسرے جانور اور ان جیسے جانور اپنی خوراک تلاش کرتے ہیں جو ان کے لیے مناسب ہے، پس اللہ - تبارک و تعالیٰ - نے ان چیزوں کو ان کی خوراک اور ٹھکانوں کی طرف ہدایت دی، اور ان کے افزائش نسل کے طریقوں میں بھی، ان کے طریقے اور حالات

مختلف ہیں، اسی طرح ان کے ٹھکانوں کے بارے میں بھی، اللہ نے انہیں اس طرح بنایا کہ وہ اس کے لیے مناسب ہیں، اور جو کوئی مخلوقات کے احوال اور ان کے افعال میں غور کرے وہ اس معنی کو مشاہدہ کرے گا، "والذی قدر فہدیٰ"۔

ابن القیم - رحمہ اللہ - نے جب اپنی کتاب "شفاء العلیل لمسائل القضاء والقدر والتنزیل" میں ہدایت کی اقسام ذکر کیں تو ان میں یہ فطری جبلی ہدایت بھی بیان کی، مخلوقات کے لیے ان کے معاش اور ان کے مفادات کے قیام کے لیے عام ہدایت، اور اس میں مخلوقات کے عجائبات بیان کیے

اور ابن القیم اس کے علاوہ بھی عجیب چیزیں بیان کرتے ہیں، مثلاً کتاب "غریزة أم تقدیر الہی" دیکھیں، "الخذة تسبح اللہ" دیکھیں، ابن القیم کی "التبیان فی أقسام القرآن" اور "مفتاح دار السعادة" دیکھیں، وہ عجیب چیزیں بیان کرتے ہیں: ایک آدمی شہد کو ایک ایسے برتن میں رکھتا ہے جس میں پانی ہوتا ہے تاکہ چیونٹی نہ پہنچ سکے، تو چیونٹی چڑھتی ہے یہاں تک کہ چھت تک پہنچتی ہے اور اس برتن کے برابر آکر اپنے آپ کو گرا دیتی ہے، اور بلی اگر چھت میں چوہا دیکھے - پہلے زمانے میں چھتیں لکڑی اور پتوں کی ہوتیں جن میں کیڑے اور چوہے ہوتے - تو وہ اپنی پیٹھ کے بل لیٹ جاتی ہے اور اپنے ہاتھ پاؤں ہلاتی ہے، تو چوہا فوراً اس پر گر جاتا ہے، یہ کس نے اسے سکھایا؟!

اور ایسی چیزیں بیان کی ہیں: لومڑی جب دریا میں موجود پرندوں کو شکار کرنا چاہے تو پانی کی سمت سے گھاس پھوس اور پتے لاکر چھوڑ دیتی ہے، پانی ان پرندوں کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ پہلے ڈر جاتے ہیں پھر مطمئن ہو جاتے ہیں، پھر دوبارہ بھیجتی ہے، پھر تیسری بار، پھر اس کے بعد بھیجتی ہے اور خود چھپی رہتی ہے، تو یہ گھاس پھوس اور پتے آتے ہیں اور پرندے مطمئن ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پہلے جیسے ہیں، تو وہ ان میں سے جسے چاہے پکڑ لیتی ہے، یہ تدبیر کس نے اسے سکھائی؟!

اللہ کا قول: وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ يَعْنِي: ہر قسم کے پودے اور کھیتیاں پیدا کیں، فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ابن عباس نے کہا: "ہشیمًا متغیرًا"، اور مجاہد، قتادہ اور ابن زید سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ متغیر سوکھا ہوا الغشاء یعنی سوکھا، یعنی وہ اتنا سوکھ جائے کہ ٹوٹ کر ہوا میں اڑ جائے حالانکہ پہلے وہ سبز اور نرم تھا،

"فجعلہ غشاء" اور یہ غشاء جب سوکھ کر اڑنے لگتا ہے تو سیلاب اسے بہا کر لے جاتا ہے اور یہ اس کے اوپر جھاگ کی طرح ہوتا ہے، اور "احوی" یعنی سیاہی کی طرف متغیر، کھیتی سبز ہونے کے بعد سیاہ ہو جاتی ہے، ابن جریر وغیرہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔

"فجعلہ غشاء" یعنی سبز ہونے کے بعد سوکھ کر سیاہی مائل ہو گیا، سیاہ ہو گیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، برخلاف اس کے جو کہتا ہے: "فجعلہ غشاءً أَحْوَى" یعنی بہت زیادہ سبز ہو کر سیاہی کی طرف مائل ہو جائے، یعنی اگر اس پر پانی مسلسل رہے تو اس کا سبز رنگ سیاہی کی طرف مائل ہو جاتا ہے، یہ یہاں مراد نہیں، اور عام مفسرین کا قول اس کے خلاف ہے، اور اللہ بہتر جانتا ہے، اگرچہ بہت زیادہ سبز بھی سبز رنگ کو سیاہی کی طرف مائل کر دیتی ہے، اگر بہت زیادہ ہو، لیکن یہاں یہ مراد نہیں، ورنہ اگر آپ ہوائی جہاز میں بلند مقامات سے ان علاقوں پر گزریں جو سبز درختوں سے بھرے ہوں تو وہ آپ کو سیاہ میدان کی طرح نظر آئیں گے، آپ سمجھیں گے کہ وہ سیاہ میدان ہے، لیکن وہ بہت زیادہ سبز کی وجہ سے سیاہی مائل نظر آتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَنُقْرِئُكَ أَيُّ: يَا مُحَمَّدُ فَلَا تَنْسَى، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر اور وعدہ ہے کہ وہ آپ کو ایسی قراءت کرائے گا کہ آپ اسے نہیں بھولیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ قتادہ نے کہا: رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کچھ نہیں بھولتے تھے سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ اور کہا گیا کہ اس کے قول: "فَلَا تَنْسَى" سے مراد طلب ہے، اور اس استثناء کا مطلب یہ ہے کہ جو نسخ ہو جائے، یعنی جو کچھ ہم آپ کو پڑھائیں اسے نہ بھولیں سوائے اس کے جسے اللہ چاہے کہ اسے اٹھالے، پس اس کے چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

یعنی نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: جبریل کے ساتھ وحی کے دوران پڑھتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں کچھ بھول نہ جائیں، تو اللہ نے انہیں اس وعدے سے تسلی دی: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ۔ تو کیا یہاں استثناء متصل ہے کہ آپ کچھ بھول جائیں گے اس میں سے جو آپ کو پڑھایا گیا؟ یا یہ استثناء منقطع ہے؟

بعض اہل علم کہتے ہیں: یہ استثناء عام احوال میں سے مفرغ ہے، إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ عام مفاعیل میں سے ہے، سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، یعنی آپ اس میں سے کچھ نہیں بھولیں گے سوائے اس کے جسے

اللہ چاہے کہ آپ بھول جائیں، تو کیا اللہ نے چاہا یا چاہے گا کہ آپ کچھ بھول جائیں؟
بعض اہل علم کہتے ہیں: اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ آپ کچھ بھولیں، لیکن یہاں مشیت پر تعلق اس لیے ہے کہ ہر چیز اللہ کی مشیت سے ہی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارے میں فرمایا: خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْذُوذٍ [ہود: 108]، اور اہل دوزخ کے بارے میں فرمایا: خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ [ہود: 107]، تو یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، فرمایا: إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ، یعنی سب کچھ اس کی مشیت سے ہے، لیکن اس نے یہ نہیں چاہا کہ وہ نکلیں بلکہ ان کے ہمیشہ رہنے کا فیصلہ کیا۔

یہاں بعض اہل علم جیسے فراء نے اسے سورہ ہود کی آیت کی طرح قرار دیا کہ ہر چیز اس کی مشیت سے ہے لیکن اس نے نہیں چاہا کہ آپ اس میں سے کچھ بھولیں جسے آپ کو پڑھایا گیا، اور بعض کہتے ہیں: یہاں استثناء مراد ہے، یعنی سوائے اس کے جسے آپ بھول جائیں اور بعد میں یاد آجائے، یعنی نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو جو وحی کی گئی اس میں سے آپ کو کچھ بھی نہیں بھولتے تھے، تبلیغ سے پہلے، لیکن جب آپ نے امت کو پہنچا دیا اور امت نے اس وحی کو محفوظ کر لیا تو اس کے بعد آپ کو کبھی بھول ہو سکتی ہے؛ اسی لیے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک نماز میں ایک آیت چھوڑ دی تو فرمایا: "ہلا اذکر تنبیھا"، تو یہ ہو سکتا ہے کہ تبلیغ کے بعد بھول ہو اور پھر یاد آجائے۔

لیکن بہت سے اہل علم نے کہا: إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ یعنی جو منسوخ اور اٹھالیا گیا، اس کا کوئی حکم نہیں، اور یہی ابن جریر رحمہ اللہ کا اختیار ہے، اور اس کے قریب اس قول والے ہیں جنہوں نے کہا: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ﴿١٠٨﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ، یعنی اس پر عمل نہ چھوڑیں سوائے اس کے جو منسوخ ہو، اس کی تفسیر عمل کے ساتھ کی، لیکن جو مستثنیٰ ہے وہ منسوخ میں سے ہے۔

اور بعض نے کہا: سوائے اس کے جس کا نزول مؤخر ہو، سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى ﴿١٠٨﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ کہ اس کے نزول کو مؤخر کرے، اور یہ بعید ہے، اور اس سے بھی بعید یہ ہے کہ "لا" نہیں ہے کہ آپ کو بھولنے سے روکا گیا ہے، لیکن یہ بعید ہے، کیونکہ اگر آپ رسم پر نظر ڈالیں تو حرف علت باقی ہے، اگر فعل مجزوم ہوتا تو حرف علت حذف ہو جاتا، تو "لا" یہاں نہیں نہیں ہے؛ کیونکہ اس نے فعل کو مجزوم نہیں کیا، اور جنہوں نے نسیان کی تفسیر

اس چیز سے کی جو انسان کے اختیار میں نہیں، انہوں نے کہا: اس کی قراءت سے غافل نہ ہوں، اس کی یہ تفسیر کی، لیکن یہ بھی بعید ہے، واللہ اعلم۔

اور جس پر اکثر اہل علم ہیں اور ابن جریر کا اختیار بھی یہی ہے کہ مراد یہ ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ، یعنی جو اٹھا لیا گیا اور منسوخ ہوا، اور اس کے بعد فراء وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ ہود کی آیت کی طرح ہے: خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ، یعنی اللہ نے نہیں چاہا کہ نسیان واقع ہو، واللہ اعلم۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى، یعنی: وہ جانتا ہے جو بندے ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ اپنی باتوں اور اعمال میں چھپاتے ہیں، اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى:

جو بندے ظاہر کرتے ہیں اور جو چھپاتے ہیں، یعنی وہ اس سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس میں وہ سب داخل ہے جو کہا گیا کہ قراءت یا صدقہ یا اس جیسی چیزوں میں جہر ہو، یعنی سلف نے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا مثال سے تفسیر کی، إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى: قراءت یا صدقہ یا اعمال یا اقوال یا سب کچھ، اللہ تعالیٰ نے اسے عام رکھا ہے، اسے کسی ایک معنی پر محمول نہ کیا جائے، اور جیسا کہ تدبر کے اطلاقات میں ابن ہبیرہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب آوازیں بلند اور ملی جلی ہو جائیں تو سننے والے کے لیے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے، لیکن اللہ سب کچھ جانتا ہے، اسی طرح فرمایا، اور اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے، اس کے لیے سب برابر ہے، یعنی اس سے جہر اور انشاء میں سے کچھ مخفی نہیں۔

﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى﴾

یعنی: ہم تمہارے لیے بھلائی کے کاموں اور ان کی باتوں کو آسان کر دیں گے، اور تمہارے لیے ایسی شریعت مقرر کریں گے جو آسان، نرم، سیدھی اور عادلانہ ہوگی؛ جس میں نہ کوئی ٹیڑھا پن ہوگا، نہ تنگی اور

نہ سختی۔ [ابن کثیر: ۴/ ۱۰۵]

یہ نبی ﷺ کے لیے ایک اور وعدہ ہے کہ انہیں نیکی کے کاموں اور اقوال پر آسانی عطا کی جائے گی، اور ان پر ایک آسان شریعت نازل کی جائے گی جس میں کوئی تنگی نہیں، اور اس میں وہ سب اقوال داخل ہیں جنہوں نے کہا: ہم آپ کے لیے جنت کے عمل کو آسان کریں گے، یا آپ کو شریعت یسری کی توفیق دیں گے، یا وحی کی، سب اس میں داخل ہے، یسری "یسر" سے ہے۔

وَيُسِّرْكَ لِلْيُسْرَى:

یہاں یسری ہر چیز میں ہے، جو آپ پر نازل ہونے والے وحی کے حفظ سے شروع ہوتی ہے، تاکہ آپ کو اس میں مشقت نہ ہو کہ آپ کو فرشتے کے ساتھ دہرانا پڑے یا نزول کے وقت پڑھنا پڑے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی ہے کہ آپ کو اس کا حفظ آسان کیا، عمل آسان کیا، اور آپ پر آسان شریعت نازل کی، اور آپ کو ہر بھلائی، فضل، احسان، خیر اور معروف کے لیے آسانی دی، اور آپ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان ترین کو اختیار کیا، جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو، پس آپ کو ہدایت، جنت کے راستے، ہر فضیلت اور معروف کی طرف آسانی دی، اور آپ کے لیے اسے ہلکا کر دیا۔ اگر نصیحت فائدہ نہ دے، بلکہ نصیحت سے شر بڑھ جائے یا خیر میں کمی آجائے تو ایسی نصیحت کرنا جائز نہیں بلکہ منع ہے۔ (تفسیر سعدی)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَذَكِّرْ إِنَّ نَفَعَتِ الذِّكْرَى، یعنی: نصیحت کرو جہاں نصیحت فائدہ دے، اور یہاں سے علم پھیلانے میں ادب اخذ کیا جاتا ہے کہ اسے غیر اہل کے سامنے نہ رکھا جائے، جیسا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم کسی قوم کو ایسا کلام نہ سناؤ جو ان کی عقل تک نہ پہنچ سکے، ورنہ ان میں سے بعض کے لیے فتنہ ہو جائے گا"، اور فرمایا: "لوگوں سے وہی بات کرو جو وہ جانتے ہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟!"

یہ مقام اہل علم کے ہاں معروف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تذکیر کا حکم دیا اور اسے اس قید کے ساتھ مقید کیا: إِنَّ نَفَعَتِ الذِّكْرَى، تو اس سے کیا مراد ہے؟ ابن کثیر کہتے ہیں: نصیحت کرو جہاں نصیحت فائدہ دے، ابن کثیر کا یہ

کلام کچھ اجمال رکھتا ہے کہ کیا مراد ہے کہ جہاں فائدہ دے تو اگر فائدہ نہ دے یا غالب گمان ہو کہ فائدہ نہیں دے گی تو کیا نصیحت نہ کی جائے؟ بعض اہل علم نے یہی سمجھا، کہ کیوں اس حالت کو خاص کیا گیا: **إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى؟** کیا یہی مراد ہے؟

بعض نے کہا: ہاں، اگر فائدہ دے تو نصیحت کی جائے، اگر فائدہ نہ دے تو نصیحت نہ کی جائے، اس لیے انہوں نے کہا: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں، اور نہ ہی خطاب اور دعوت اس کو دی جائے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ قبول نہیں کرے گا، **فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى**: اگر تمہارا گمان ہو کہ وہ قبول نہیں کرے گا اور فائدہ نہیں اٹھائے گا تو تم پر لازم نہیں کہ اسے امر کرو، نہی کرو، سکھاؤ، نصیحت کرو یا خطاب کرو، یہ بعض اہل علم کا قول ہے، اور راجح اس کے خلاف ہے۔

اسی لیے بہت سے اہل علم نے کہا، اور اس کو واحدی، جر جانی، فراء، نحاس، صاحب تفسیر کبیر اور دیگر نے ذکر کیا، انہوں نے کہا: **فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى** یعنی اگر فائدہ دے یا نہ دے، دونوں صورتوں میں۔

تو پھر کیوں صرف **إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى** پر اکتفا کیا؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اشرف اور کامل احتمال کو ذکر کیا، یعنی اگر فائدہ دے تو، لیکن اگر نہ دے تب بھی نصیحت کی جائے، اسی لیے اللہ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جائیں اور اس سے نرم بات کریں شاید وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے [طہ: 44] حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ نہ نصیحت پکڑے گا نہ ڈرے گا، اور اللہ نے اپنے نبی **صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ** سے فرمایا: **وَ اَنْذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ** [الشعراء: 214] حالانکہ اس قبیلے کے بعض افراد قبول نہیں کریں گے، ان میں ابو لہب بھی تھا جو آپ کو اذیت دیتا تھا اور آپ کے پیچھے بازاروں میں جاتا اور کہتا: اس کی بات نہ مانو یہ جھوٹا ہے، اس کے باوجود آپ کو انذار کا حکم دیا گیا، پس امر و نہی، انذار و دعوت سب کے لیے ہے، چاہے قبول کرے یا نہ کرے، جو قبول کرے وہ فائدہ اٹھائے اور ہدایت پائے، اور جو قبول نہ کرے اس پر حجت قائم ہو جائے گی، اور انسان اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا، کیونکہ اس پر تبلیغ نہ کرنے کا مواخذہ ہو گا۔

پھر یہ باطل یا منکر اسی وقت پھیلتا ہے جب لوگ جاہل ہو جائیں، اب کوئی نصیحت کرنے والا، امر کرنے والا یا نہی کرنے والا نہیں رہتا، سب کہتے ہیں: یہ نہیں مانیں گے، تو پھر وہ حق اور باطل کو کیسے جانیں گے؟ اور ان پر حجت

کیسے قائم ہوگی؟

اور اسی لیے اس بستی کے قصے میں جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا حال بیان کیا جنہوں نے ہفتہ کے دن (مچھلی کے شکار میں) حد سے تجاوز کیا، تو وہ لوگ ان تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے: ایک گروہ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا، دوسرا گروہ جو کہتا تھا: لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا [سورة الاعراف: 164]، تو پہلے گروہ نے جواب دیا: قَالُوا مَعذِرَةٌ اِلَى رَبِّكُمْ ہم یہ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عذر پیش کر سکیں۔ پھر جب ان لوگوں پر مسخ اور عذاب نازل ہوا تو اللہ نے فرمایا: اَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَاَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ [سورة الاعراف: 165]۔

اور تیسرا گروہ جو خاموش رہا، وہ نہ شریک تھا نہ منع کرنے والا، ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی۔ علما کہتے ہیں: ان کے بارے میں اس لیے خاموشی اختیار کی گئی کہ وہ ذکر کے لائق ہی نہ تھے، اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ وہ نجات پا گئے یا نہیں۔ ابن عباس کا خیال تھا کہ وہ بھی مسخ ہو گئے، عکرمہ کہتے ہیں: میں نے ان سے اتنی بحث کی کہ آخر کار ان پر واضح ہو گیا کہ وہ نجات پا گئے، لیکن ان کا ذکر اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ ذکر کے مستحق نہیں تھے۔ یعنی جو خاموش رہے۔ تو مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ مایوسی کی حالت میں تھے: لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا، یعنی وہ قبول نہیں کرتے تھے۔

پس مراد یہ ہے کہ فَذَكِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى یعنی جہاں نصیحت فائدہ دے یا نہ دے، اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ خاص کسی مخصوص قوم کے لیے ہے، لیکن اس پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ یہ عام ہے، فَذَكِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى، اور کبھی صرف اشرف یا ایک قسم کا ذکر کر کے دوسرے پر دلالت کرنا مقصود ہوتا ہے، اور یہ کئی جگہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: سَرَّابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ [سورة النحل: 81]، یہاں سردی کا ذکر نہیں کیا، حالانکہ وہ سردی سے بھی بچاتی ہیں، ایک قسم کا ذکر دوسرے پر دلالت کے لیے ہے، واللہ اعلم۔

(روایات کے حوالے) ²⁹

²⁹ اسے بخاری نے کتاب تفسیر القرآن، باب لَتَرَكِبْنَ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ [سورة الانشقاق: 19]، حدیث نمبر (4941) میں روایت کیا ہے۔

اسے بخاری نے کتاب الاذان، باب من شكا لامة اذا طول، حدیث نمبر (705)، اور مسلم نے کتاب الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث نمبر (465) میں روایت کیا

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَىٰ لِيَعْنِي: اس نصیحت سے وہی عبرت حاصل کرے گا جس کا دل اللہ سے ڈرتا ہے اور جو جانتا ہے کہ وہ اس سے ملاقات کرے گا۔ اور اس سے بچتا ہے وہ بد بخت جسے آگ میں داخل کیا جائے گا، جو نہ اس میں مرے گا کہ آرام پائے، نہ ایسی زندگی پائے گا جو اس کے لیے نفع بخش ہو، بلکہ وہ زندگی اس کے لیے نقصان دہ ہوگی، کیونکہ اسی کے سبب وہ اس عذاب الیم اور مختلف سزاؤں کو محسوس کرے گا۔

امام احمد نے ابو سعید سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنمیوں میں سے جو اس کے اہل ہیں وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا، اور کچھ لوگ ہوں گے جن پر اللہ رحم کرنا چاہے گا، انہیں آگ میں موت دے دے

ہے۔

اسے امام احمد نے مسند میں، حدیث نمبر (18383) میں روایت کیا ہے، اور اس کے محققین نے کہا: "حدیث صحیح"۔

اسے مسلم نے کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، حدیث نمبر (878)، اور ابو داؤد نے کتاب الصلاة، باب ما یقرأ بہ فی الجمعة، حدیث نمبر (1122)، اور احمد نے مسند میں، حدیث نمبر (18409) میں روایت کیا ہے، اور اس کے محققین نے کہا: "اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین، غیر حبیب بن سالم، فمن رجال مسلم، عفان: هو ابن مسلم الصفار، وأبو عوانة: هو الوضاح بن عبد اللہ الیشکری"، اور شیخ البانی نے کہا: "اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، وقد أخرجه فی "صحیحہ"، فی صحیح أبي داود برقم (1027)"۔

اسے امام احمد نے مسند میں، حدیث نمبر (2725)، (2776)، (15354) میں روایت کیا ہے، اور اس کے محققین نے کہا: "حدیث صحیح"۔

اسے ابو داؤد نے باب تفریح أبواب الركوع والسجود، باب الدعاء فی الصلاة، حدیث نمبر (883)، اور احمد نے مسند میں، حدیث نمبر (2066) میں روایت کیا ہے، اور البانی نے کہا: "حدیث صحیح، وصححه الحاکم علی شرط الشیخین، ووافقه الذہبی"، فی صحیح أبي داود، برقم (826)"۔

دیکھیں: تفسیر الطبری (528/23)۔

دیکھیں: تفسیر الطبری (310/24)، اور اسے ابو داؤد نے باب تفریح أبواب الركوع والسجود، باب الدعاء فی الصلاة، حدیث نمبر (883)، اور احمد نے مسند میں، حدیث نمبر (2066) میں روایت کیا ہے، اور البانی نے صحیح ابو داؤد، برقم (826)، اور صحیح الجامع، برقم (4766) میں صحیح قرار دیا ہے۔

بدائع الفوائد (19/1)۔

سابقہ ماخذ (20/1)۔

مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة المسافرین وقصرها، حدیث نمبر (689)۔

بدائع الفوائد (20/1)۔

مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسیٰ - علیہما السلام، حدیث نمبر (2653)۔

طبرانی نے المعجم الکبیر، حدیث نمبر (13216) میں سالم سے ان کے والد سے روایت کیا: "کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھی تو اس میں بھول ہو گئی، جب فارغ ہوئے تو ابی بن کعب سے فرمایا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟، کہا: جی ہاں، فرمایا: تو تم نے مجھے یاد کیوں نہ دلایا؟"

بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، حدیث نمبر (3560)، اور مسلم، کتاب النضال، باب مباحثہ ﷺ للاتمام واختیارہ من المباح أسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرمانه، حدیث نمبر (2327)۔

گا، پھر شفاعت کرنے والے آئیں گے اور ایک شخص جماعت کو لے کر نکلے گا، پھر وہ ندی حیات میں آگیں گے، یا کہا: ندی حیات میں، پس وہ دانے کی طرح آگیں گے جو سیلاب کے کنارے اگتا ہے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم درخت کو نہیں دیکھتے جو سبز ہوتا ہے پھر زرد ہو جاتا ہے پھر دوبارہ سبز ہو جاتا ہے؟"

اور احمد نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنہیموں میں سے جو اس کے اہل ہیں وہ اس میں نہ مریں گے نہ زندہ رہیں گے، لیکن کچھ لوگ ہوں گے جنہیں ان کے گناہوں کے سبب آگ پکڑے گی، پھر اللہ انہیں موت دے دے گا، یہاں تک کہ جب وہ کوئلہ بن جائیں گے تو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، پھر انہیں گروہ گروہ لا کر جنت کی نہروں پر ڈال دیا جائے گا، اور کہا جائے گا: اے جنت والو! ان پر پانی بہاؤ، پس وہ دانے کی طرح آگیں گے جو سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔" اور اسے مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ﴿٥٠١﴾ سَيَذَكِّرُ مَنْ يَخْشَىٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ نصیحت سے فائدہ وہی اٹھاتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے، اور جو فائدہ نہیں اٹھاتے وہ بد بخت ہیں، یہ سعادت اور شقاوت والوں کی علامت ہے، اس لیے مومن کو چاہیے کہ وہ جو سنتا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کرے، اس پر عمل کرے اور اس کا اثر اس کے ظاہر و باطن میں نظر آئے۔

﴿ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى ﴾

یعنی: نصیحت کرو وہاں جہاں نصیحت نفع دے۔ اور یہی سے علم پھیلانے کا ادب لیا جاتا ہے، کہ اسے نااہل کے پاس نہ رکھے، جیسا کہ [ابن مسعود رضی اللہ عنہ] نے فرمایا: تم کسی ایسی قوم کو بات نہ سناؤ جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچتی ہوں، ورنہ وہ بعض لوگوں کے لیے فتنہ بن جائے گی۔ اور [امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ] نے فرمایا: لوگوں سے وہی بات کرو جو وہ جانتے ہیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو

جھٹلایا جائے؟! [ابن کثیر: ۴ / ۵۰۱]

﴿فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى (۹) سَيِّدٌ كَرُمٌ مِّنْ يَّخْشَى﴾

کامل درجے کا یاد کرنا اس چیز سے متاثر ہونے کو لازماً اپنے ساتھ لے کر آتا ہے جس کو اس نے یاد کیا؛ اگر کسی محبوب کو یاد کرے گا تو اس کی طلب کرے گا، اور اگر کسی ڈراؤنی چیز کو یاد کرے گا تو اس سے بھاگے گا۔ [ابن تیمیہ: ۶/۵۰۲]

سَيِّدٌ كَرُمٌ مِّنْ يَّخْشَى:

اور ہم جانتے ہیں کہ خشیت، محض خوف سے زیادہ خاص ہے، یہ علم کے ساتھ خوف ہے، جب کہ عام خوف علم کے بغیر بھی ہو سکتا ہے، لیکن جب علم کے ساتھ ہو تو وہ خشیت کہلاتا ہے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى:

یہاں "الأشقی" سے مراد الفعل التفضیل (سب سے زیادہ بد بخت) نہیں بلکہ مطلق بد بخت ہے، یعنی جو بد بخت ہے وہ اس سے بچتا ہے، اور یہ اسلوب عربی میں معروف ہے۔

الَّذِي يَصَلَى النَّارَ الْكُبْرَى:

"النار الکبری" سے مراد جہنم کی آگ ہے، جیسا کہ حسن بصری نے کہا، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد جہنم کی نچی تہہ ہے، لیکن یہ بعید ہے کیونکہ نچی تہہ منافقین کے لیے ہے، اور یہاں مراد عام کفار ہیں۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى:

یہاں "ثم" مدت زمانی کے لیے نہیں بلکہ شدت کے درجات کے لیے ہے، یعنی جہنم میں نہ موت ہے کہ آرام ملے اور نہ ایسی زندگی ہے جو فائدہ دے، بلکہ وہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اللہ نے دونوں متضاد چیزوں (موت اور زندگی) کی نفی کیسے کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اصل زندگی کی نفی نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ نہ وہ مرے گا کہ راحت پائے اور نہ ایسی زندگی پائے گا جو فائدہ دے، بلکہ وہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

حدیث میں بھی ہے کہ جہنمیوں میں سے جو اس کے اہل ہیں وہ نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا، اور کچھ لوگ ہوں گے جن پر آگ ان کے گناہوں کے سبب اثر کرے گی، پھر اللہ انہیں موت دے گا، پھر شفاعت کی اجازت

دی جائے گی اور انہیں جنت کی نہروں پر رکھا جائے گا، اور جنت والے ان پر پانی بہائیں گے تو وہ دانے کی طرح اگ آئیں گے جو سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۖ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۖ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۖ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۖ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى [سورة الاحقاف: 14-19]: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کامیاب ہو وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا"، یعنی اپنے نفس کو بری صفات سے پاک کیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اور یہ اکثر اسی معنی میں آتا ہے، یعنی ایمان اور اطاعت کے ذریعے نفس کی تزکیہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا [الشمس: 9، 10]، پس یہاں بھی یہی مراد ہے۔

فلاح ایسا جامع لفظ ہے جو ہر خیر کو سمیٹے ہوئے اور ہر شر کو دور کرنے والا ہے۔ سلام مسلمانوں کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرنے کے سب سے مضبوط اسباب میں سے ہے۔ (تفسیر ابن عثیمین)

پس تزکیہ کے تین تعلقات بن گئے:

- (1) پہلا: اللہ کے حق میں۔
- (2) دوسرا: رسول کے حق میں۔
- (3) تیسرا: عام لوگوں کے حق میں۔

حقوق اللہ:

اللہ تعالیٰ کے حق میں انسان شرک سے پاک ہو کر اللہ کی عبادت خالص اسی کے لیے کرے۔

حقوق الرسول:

رسول کے حق میں بدعت سے پاک ہو کر اللہ کی عبادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عقیدہ، قول اور عمل میں کرے۔

حقوق الناس:

لوگوں کے ساتھ معاملے میں دل کی کدورت، حسد، دشمنی، بغض اور ہر وہ چیز جس سے مسلمانوں میں

عداوت اور بغض پیدا ہو، اس سے بچے، اور ہر وہ کام کرے جو محبت اور الفت کا باعث ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿سَيَذَكَّرُ مِنْ يَخْشَى . وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى﴾

پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ نصیحت کے بعد لوگ دو قسموں میں تقسیم ہو جاتے ہیں:

(1) پہلا گروہ: جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں، یعنی اس کی عظمت کو جان کر خوف کھاتے ہیں، پس جب انہیں اللہ کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ نصیحت پکڑ لیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمن کی صفت بیان کی:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْرُوا عَلَيْهَا صَمَا وَعَمِيَانَا﴾ [الفرقان: ۷۳]۔

پس جو اللہ سے ڈرتا اور خوف رکھتا ہے، جب اسے اللہ کی آیات سے نصیحت کی جائے تو وہ نصیحت حاصل کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

(2) دوسرا گروہ: اللہ نے فرمایا: ﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى﴾ یعنی یہ نصیحت اس سے دور رہتی ہے اور وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا، اور ﴿الْأَشْقَى﴾ یہاں شقاوت کا اسم تفضیل ہے جو سعادت کے مقابل ہے، جیسا کہ سورہ ہود میں فرمایا:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فِي النَّارِ﴾ [ہود: ۱۰۶]۔ ﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا فِي الْجَنَّةِ﴾ [ہود: ۱۰۸]۔

پس وہ شخص جو شقاوت میں حد تک پہنچ گیا ہو، نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتا، اور اشقیٰ وہ ہے جو شقاوت میں انتہا کو پہنچ جائے، اور یہ کافر ہے، کیونکہ کافر کو نصیحت کی جائے تو وہ فائدہ نہیں اٹھاتا، اسی لیے فرمایا: ﴿الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى . ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى﴾

یعنی وہ آگ جسے {الکبریٰ} کہا گیا، اور وہ جہنم کی آگ ہے، کیونکہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں چھوٹی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے: ”دنیا کی آگ، آخرت کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے“ یعنی آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ سخت ہے، اور مراد دنیا کی سب سے زیادہ شدید آگ ہے، اور آخرت کی آگ اس سے انہتر حصے زیادہ ہے، اسی لیے اسے {النار الکبریٰ} کہا۔ (تفسیر ابن عثیمین)

ترکی: اگرچہ بعض مقامات پر یہ دونوں معانی کا احتمال رکھتا ہے، یعنی مال کی زکوٰۃ یا نفس کی تزکیہ، جیسے:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ [فصلت: ۶، ۷]، يَا: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ﴿

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٥﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ [المدثر: 42-45]، لیکن یہاں زیادہ راجح یہی ہے کہ مراد نفس کی تزکیہ ہے۔

اور کفار کو شریعت کی فروغ کا مکلف قرار دینا، اگرچہ وہ ان سے صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکتیں، قیامت کے دن ان کے عذاب میں زیادتی کا باعث ہے، اگرچہ بعض اصولیین نے اس میں اور بھی معافی ذکر کیے ہیں۔

اور یہاں اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٤٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ اس کا احتمال ہے کہ وہ زکوٰۃ مال نہیں نکالتے، اور اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ زکوٰۃ یعنی نفس کی پاکیزگی، ایمان نہیں لاتے، اور یہی زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ اگرچہ آیت دونوں معانی کا احتمال رکھتی ہے۔

اور تعالیٰ نے فرمایا: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى یعنی اللہ: اس نے اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کے حکم کی اطاعت اور اس کے شریعت کی پیروی میں نماز کو اس کے وقتوں میں قائم کیا۔

پس وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى یعنی اس نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں نماز کو اس کے وقتوں میں قائم کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: "ذکر اسم ربہ" سے مراد عید کے دن ذکر ہے اور "فصلی" سے مراد عید کی نماز ہے، جیسا کہ سورہ کوثر میں ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [الکوثر: 2]، یعنی عید کی نماز اور قربانی۔ واللہ اعلم۔

اور بعض اہل علم کہتے ہیں: "ذکر اسم ربہ فصلی" یعنی اپنے رب کو خوف کے ساتھ یاد کیا، اس کی عبادت کی اور اس کے لیے نماز پڑھی۔

اور بعض کہتے ہیں: اپنے رب کو زبان سے یاد کیا اور اللہ کے لیے نماز پڑھی یعنی نمازیں قائم کیں۔

اور بعض کہتے ہیں: یہاں ذکر سے مراد دل کا ذکر ہے، یعنی اپنے انجام اور موقف کو یاد کر کے اللہ کی عبادت کی، اور یہاں "قد أفلح من تزكى" سے مراد ایمان اور نیک عمل کے ذریعے نفس کی پاکیزگی ہے، اور "وذكر اسم" سے مراد اپنے رب کو اس کے نام کے ساتھ یاد کیا، تو اس میں دل اور زبان دونوں کا ذکر شامل ہے، جیسا کہ فرمایا:

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى [الأعلى: 1]، یہاں بھی: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى، تو وہ ذکر کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں میں سے ہو گیا، پس یہاں ایمان کے بعد ذکر اور نماز والوں کے لیے کامیابی کا حکم دیا گیا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ

تَزَكَّى ﴿٤٧﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى۔

اور ہم سے امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں روایت ہے کہ وہ لوگوں کو صدقہ فطر نکالنے کا حکم دیتے اور یہ آیت تلاوت کرتے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى، اور ابو الاحوص نے کہا: جب تم میں سے کسی کے پاس کوئی سائل آئے اور وہ نماز پڑھنا چاہے تو اپنی نماز سے پہلے صدقہ دے دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى، اور قتادہ نے اس آیت کے بارے میں کہا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى، اس نے اپنے مال کو پاک کیا اور اپنے خالق کو راضی کیا۔

یہ اقوال سلف کے ہیں جو اس مشہور معنی کے خلاف ہیں جس پر جمہور ہیں کہ یہاں تزکیہ سے مراد نفس کی پاکیزگی ہے، لہذا اس میں مال کی زکوٰۃ بھی ہو سکتی ہے، اور جنہوں نے کہا کہ یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان میں قتادہ، عطاء، ابو العالیہ وغیرہ شامل ہیں، اور بعض نے کہا: اس سے مراد تمام اموال کی زکوٰۃ ہے، یہ ابو الاحوص اور قتادہ سے بھی مروی ہے۔

اور بعض نے کہا: یہاں تزکیہ سے مراد اعمال کی پاکیزگی ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اور یہ نفس کی تزکیہ ہی کی طرف لوٹتا ہے، اور یہ ابن عباس، حسن اور عکرمہ وغیرہ تابعین کا قول ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بَعْدَ الْآخِرَةِ: تم آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور اپنے فائدے اور اصلاح کے باوجود دنیا کو مقدم رکھتے ہو۔

یعنی جب کامیابی کا ذکر کیا کہ وہ کس کے لیے ہے۔ اور کامیابی مطلوب کے حصول اور ناپسندیدہ سے نجات کا نام ہے۔ تو ان لوگوں کی حالت بھی ذکر کی جو ایسے اچھے اور پاکیزہ اعمال میں کامیاب نہ ہو سکے، فرمایا: بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، یعنی جلدی ختم ہونے والی دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو، وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب یقین کمزور ہو جائے، جب یقین ختم ہو جائے تو لوگ دنیا پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اور جب آخرت پر یقین کمزور ہو تو آخرت کے عمل میں بھی کمزوری آجاتی ہے، اور دنیا کے مال و متاع کے حصول میں حرص اور کوشش بڑھ جاتی ہے، اس لیے انسان کے لیے آخرت کے عمل میں مشقت اور خرچ کرنا مشکل ہو جاتا ہے، یقین کی کمی کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى یعنی: اللہ کا ثواب آخرت میں دنیا سے بہتر اور باقی رہنے والا

ہے، دنیا فانی ہے، اور آخرت عظیم اور ہمیشہ رہنے والی ہے، تو عقل مند کیسے فانی چیز کو باقی پر ترجیح دے سکتا ہے اور اس چیز کی فکر کرے جو جلد ہی اس سے جدا ہو جائے گی اور باقی رہنے والے گھر کی فکر نہ کرے؟! یہاں بھی افعَل التفضیل اپنے اصل معنی پر نہیں ہے؛ کیونکہ دنیا اور آخرت میں کوئی موازنہ ہی نہیں، نہ دنیا کی نعمتوں اور آخرت کی نعمتوں میں، نہ دنیا کی مدت اور آخرت کی مدت میں، ایک دار البقاء ہے اور ایک دار الفناء، اور تفضیل تو وہاں ہوتی ہے جہاں دونوں میں کوئی اشتراک ہو اور موازنہ ممکن ہو، ورنہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ اس طرح ہے جیسے کہا جائے:

ألم تَرَ أَنَّ السَّيْفَ يَنْقُصُ قَدْرَهُ

إِذَا قِيلَ إِنَّ السَّيْفَ أَمْضَى مِنَ الْعَصَا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تلوار کی قدر کم ہو جاتی ہے جب کہا جائے کہ تلوار لاٹھی سے زیادہ کاٹنے والی ہے، یعنی تلوار اور لاٹھی کا موازنہ کرنا تلوار کی توہین ہے، اسی طرح دنیا اور آخرت کے درمیان افعَل التفضیل کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے، جیسے فرمایا: **أَذْلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا** [الصافات: 62] یہاں "خیر" افعَل التفضیل کے معنی میں ہے، اور کبھی مطلق وصف کے لیے بھی آتا ہے، اسی طرح: **اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ** [النمل: 59] یہاں بھی موازنہ نہیں۔

اور امام احمد نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، پس جو باقی رہنے والا ہے اسے فانی پر ترجیح دو"۔ اس حدیث کو صرف احمد نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، اور شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے پہلے اسے ضعیف کہا پھر بعد میں کسی اور شاہد کی وجہ سے صحیح قرار دیا۔

—مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَأَثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى خَلَاصَةَ حُكْمِ الْمُحَدَّثِ: ضَعِيفٌ

الراوي: أبو موسى الأشعري | المحدث: الألباني | المصدر: ضعيف الجامع الصفحة أو

الرقم : ۵۳۴۰ التخریج : أخرجه أحمد (۱۹۶۹۷)، وابن أبي الدنيا في ((الزهد)) (۸)، وابن حبان (۷۰۹)

اور ابو العالیہ نے کہا: اس سورہ کا قصہ پہلی صحیفوں میں ہے، اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ اللہ کے قول: إِنَّ هَذَا سَعْدٌ مِّنْ تَزَكَّى ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى، پھر فرمایا: إِنَّ هَذَا أَيُّ مَضْمُونٍ هَذَا الْكَلَامِ، لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى، اور یہی قوی اور حسن قول ہے، اور قتادہ اور ابن زید سے بھی اسی طرح مروی ہے، واللہ اعلم۔

إِنَّ هَذَا مِمَّا أُشِيرَ بِهِ قَرِيبٌ مِّنْ تَزَكَّى ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى، اس بارے میں بھی کہ اس سے مراد ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى یعنی وہ حکم جو اللہ - تبارک و تعالیٰ - نے دیا، اور اس کے بعد جو ذکر ہوا: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى، اس بارے میں بھی یہی کہا ہے بعض سلف جیسے قتادہ اور ابن زید نے، اور وہ کہتے ہیں: یہ کتابیں - اللہ کی کتابیں - یکے بعد دیگرے اس بات پر متفق ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر اور باقی رہنے والی ہے، اور حسن بصری سے بھی اسی طرح منقول ہے مگر انہوں نے ابتدا کو متعین کیا۔

ابن زید اور قتادہ کا قول ہے: إِنَّ هَذَا لِعِنِّي آخِرَتٌ بَهْتَرٌ وَأَبْقَى ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى، اور حسن بصری کہتے ہیں جیسا کہ ابن جریر نے کہا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى سے لے کر وَأَبْقَى تک مراد ہے، یعنی اشارہ یہاں ان آیات میں کس جگہ کی طرف ہے؟

ابن جریر اور حسن بصری کے نزدیک: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى سے لے کر وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى تک، اور دوسروں کے نزدیک جیسے قتادہ اور ابن زید کے کہ یہ اشارہ ہے: وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى کی طرف کہ یہ کتابیں اس معنی کے اثبات پر متفق ہیں، ابو العالیہ نے کہا: اس سورت کا قصہ پہلی صحیفوں میں ہے، پس اس کے قول: لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى کا مطلب ہے کہ یہ مذکورہ باتیں ان صحیفوں میں ثابت ہیں۔

انہوں نے فرمایا: پہلے نعمان بن بشیر سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ [الأعلیٰ: 1] اور الغاشیہ عید اور جمعہ کی نماز میں پڑھتے تھے، اور امام مالک نے روایت کیا کہ ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر سے پوچھا: جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ سورۃ جمعہ کے ساتھ کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ، اور اسے ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا، اور مسلم اور ابن ماجہ نے بھی۔

(حوالہ جات)³⁰

فتح القدير اور احسن البيان سے چند نکات

سورة اعلیٰ

- (1) یعنی ایسی چیزوں سے اللہ کی پاکیزگی اس کے لائق نہیں ہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں پڑھا کرتے تھے، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ³¹
- (2) یعنی نیکی اور بدی کی، ضروریات زندگی، اشیا کی جنسوں کی، ان کی انواع و صفات اور خصوصیات کا اندازہ فرما کر انسان کی بھی ان کی طرف رہنمائی فرمادی تاکہ انسان ان سے استفادہ حاصل کرے۔
- (3) جسے جانور چرتے ہیں۔
- (4) گھاس خشک ہو جائے تو اسے غشاء کہتے ہیں، احوی سیاہ کر دیا۔
- (5) حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ جلدی جلدی پڑھتے تاکہ بھول نہ جائے اللہ تعالیٰ نے

³⁰ 1. رواه أحمد في المسند، برقم (11016)، وقال محققوه: "إسناده صحيح على شرط مسلم".
2. رواه أحمد في المسند، برقم (11077)، وقال محققوه: "إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي نصره - وهو المنذر بن مالك العبدي - فمن رجال مسلم، سعيد بن يزيد: هو أبو مسلمة الأزدي البصري".
3. رواه أحمد في المسند، برقم (19697)، وقال محققوه: "حسن لغيره، وهذا إسناده ضعيف لانقطاعه"، وضعفه الألباني في ضعيف الجامع برقم (5340).

4. رواه أحمد في المسند، برقم (18381)، وقال محققوه: "إسناده صحيح على شرط مسلم".

³¹ (مند احمد ۲۳۲-۱)

فرمایا اس طرح جلدی نہ کریں، نازل شدہ وحی ہم آپ کو پڑھوائیں گے، یعنی آپ کی زبان پر جاری کر دیں گے۔ پس آپ بھولیں گے نہیں۔ مگر جسے اللہ چاہے گا لیکن اللہ نے ایسا نہیں چاہا، اس لیے آپ کو سب کچھ یاد ہی رہا بعض نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے کہ جن کو اللہ منسوخ کرنا چاہے گا وہ آپ کو بھلوا دے گا (فتح القدير)

(6) یہ بھی عام ہے جہر قرآن کا وہ حصہ ہے جسے رسول اللہ یاد کر لیں اور جو آپ کے سینے سے محو کر دیا جائے وہ مخفی ہے۔ مخفی چھپ کر عمل کرے اور جہر ظاہر ان سب کو اللہ جانتا ہے۔

(7) یہ بھی عام ہے۔ ہم آپ پر وحی آسان کر دیں گے تاکہ اس کو یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے ہم آپ کے اس طریقے سے رہنمائی کریں گے جو آسان ہوگا، ہم جنت والا عمل آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ ہم آپ کے لیے ایسے اقوال و افعال آسان کر دیں گے جن میں خیر ہو اور ہم آپ کے لیے ایسی شریعت مقرر کریں گے جو سہل، مستقیم، اور معتدل ہوگی جس میں کوئی کجی، عسر اور تنگی نہیں ہوگی۔

(8) یعنی وعظ و نصیحت وہاں کریں جہاں محسوس ہو کہ فائدہ مند ہوگی، یہ وعظ و نصیحت اور تعلیم کے لیے ایک اصول اور ادب بیان فرمایا۔ امام شوکانی کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ آپ نصیحت کرتے رہیں، چاہے فائدہ دے یا نہ دے، کیونکہ انداز و تبلیغ دونوں صورتوں میں آپ کے لیے ضروری تھی۔

(9) یعنی آپ کی نصیحت سے وہ یقیناً عبرت حاصل کریں گے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوگا، ان میں خشیت الہی اور اپنی اصلاح کا جذبہ مزید قوی ہوگا۔

(10) یعنی اس نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاسکیں گے کیوں کہ ان کا کفر پر اصرار اللہ کی معصیتوں میں انہماک جاری رہتا ہے۔

(11) ان کے برعکس جو لوگ صرف اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے عارضی طور پر جہنم میں رہ گئے ہوں گے انہیں اللہ تعالیٰ ایک طرح کی موت دے دے گا حتیٰ کہ وہ آگ میں جل کر کوئلہ ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ انبیاء و غیرہ کی سفارش سے ان کو گروہوں کی شکل میں نکالے گا، ان کو جنت کی نہر میں ڈالا جائے گا، جنتی بھی ان پر پانی ڈالیں گے جس سے وہ اس طرح اٹھیں گے جیسے سیلاب کے کورے سے دانہ اگ آتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

12) جنہوں نے اپنے نفس کو اخلاق رذیلہ سے اور دلوں کو شرک کی آلودگی سے پاک کر لیا۔

13) کیونکہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے، جبکہ آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے، اس لئے عاقل فانی چیز کو باقی رہنے والی پر ترجیح نہیں دیتا۔



گیارھواں حصہ

(سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

گیارہواں حصہ (سورۃ سے حاصل ہونے والے اسباق)

آخر میں، ہم ہر سورۃ سے سیکھے جانے والے اسباق پر گفتگو کریں گے۔ یہ اسباق—جو کل چار ہزار سے زائد ہیں—عملی نوعیت کے ہیں اور ہمیں قرآن کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں نافذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اسباق ارشد بشیر مدنی کی کتاب "اہداف و اسباق قرآن" سے لیے گئے ہیں۔

بعض موضوعات

❖ اللہ کی قدرت و ربوبیت کے مظاہر کا تذکرہ (8-1)

❖ رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہدایات (19-9)

بعض اسباق

❖ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور ذکر کرنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کو اپنے پیدا کرنے والے رب کی قوت کی عظمت کا ادراک ہے۔

❖ اپنے نفس اور اللہ کی کاریگری میں غور و فکر کرنا ایک مومن کے لئے اللہ تعالیٰ سے متعلق معرفت میں اضافے کا سبب ہے۔

❖ جو کچھ صلاحیتیں یا نعمتیں انسان کو ملتی ہے یہ سب اللہ کا فضل ہے، مخلوق کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی نسبت اپنی طرف کرے کیونکہ انسان تو کمزور اور لاچار ہے۔

❖ آخرت ہمیشہ رہے گی جب کہ یہ دنیا فانی ہے۔³²

❖ مواعظ حسنہ کے ذریعہ اعمال صالحہ کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

❖ حفاظت قرآن کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے: ﴿سَنْفِرُكَ فَلَا تَنْسَىٰ ۗ﴾ ﴿الاعلیٰ

³² مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (نور الإخلاص وظلمات إرادة الدنيا بعمل الآخرة في ضوء الكتاب والسنة: سعید بن

علی بن وهف القحطاني)

- ❖ کامیاب وہ ہو گا جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لے۔³³
- ❖ تذکیر، اور تزکیہ یہ دونوں مومنانہ اعمال اور مومنانہ صفات ہیں۔³⁴
- ❖ ہر نعمت پر مومن کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور رسالت کی نعمت کی شکر گزاری اس کے تبلیغ کرنے میں ہے، انبیاء اللہ کی جانب سے مبلغ ہوتے ہیں اور علماء ان کے وارث ہوتے ہیں، جن کو وراثت کا حق دعوت دین و تبلیغ دین کی شکل میں ادا کرنا ہوتا ہے۔
- ❖ داعی صرف تبلیغ کا مکلف ہے نتیجہ کا نہیں، کیونکہ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جیسا چاہتا ہے لوگوں کی جستجو کے مطابق اس کو پھیرتا رہتا ہے۔
- ❖ اصلاح کے دو طریقے ہیں، 1۔ مدعو کی کمزوری بتا کر تبشیر و انذار کے طریقے کو سامنے رکھ کر سمجھایا جائے 2۔ داعی کے اوصاف عالیہ کی اتنی تاثیر ہو کہ مدعو متاثر ہو جائے یا اس پر اتمام حجت ہو جائے۔³⁵
- ❖ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان اور دل دونوں سے ہوتا ہے اور ہر اچھی بات ذکر ہے اور ہر نیکی والا عمل بھی ذکر ہے۔
- ❖ سارے انبیاء کا عقیدہ ایک تھا اور وہ ہے توحید، زمان و مکان کی وجہ سے عقیدہ نہیں بدلا گیا، لیکن ہر زمانہ میں مناسب حالات کے مطابق شریعتیں مختلف آتی تھیں۔

مناسبت / لطائف التفسیر

- ❖ سورہ قیامت 75 سے سورہ بروج 85 تک آخرت کا ذکر مجمل و مفصل کا انداز اپنایا گیا ہے، باریک سے باریک جزئیات اور مراحل کا ذکر الگ الگ پیرائے میں کیا گیا، جیسے: حساب، حشر، قیامت، بعثت، نامہ اعمال، سجین، علیین، ابرار، نجار، عیون، تسنیم، جنت، جہنم، جزاء، نعیم، حجیم، تاریخی و مشاہداتی، آفاقی و انفس کے ذریعہ تفہیم کے ساتھ۔
- ❖ سورہ اعلیٰ سے انداز بدل گیا ہے مدعو سے داعی کی طرف رخ پھیر دیا گیا۔

³³ مزید تفصیل کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (الفوز العظیم والخسران المبین فی ضوء الكتاب والسنة: سعید بن علی بن وهف القحطاني)

³⁴ مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (تذکیر المسلمین بصفات المؤمنین: عبد اللہ بن جار اللہ بن ابراهیم الحار اللہ)

³⁵ مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (الدعوة إلى الله وأخلاق الدعوة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز)

آیات اور حدیث

آیت 1:

قَالَ تَعَالَى: ﴿سُنُقِرْتُكَ فَلَا تَنْسَى ۖ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ۗ﴾ ﴿٧﴾ الأَعْلَى

ترجمہ: ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔ مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔

حدیث:

((يوشك الأمم أن تداعى عليكم كما تداعى الأكلة إلى قصعتها . فقال قائل : ومن قلة نحن يومئذ ؟ قال : بل أنتم يومئذ كثير ، ولكنكم غثاء كغثاء السيل ، ولينزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم ، وليقذفن الله في قلوبكم الوهن . فقال قائل : يا رسول الله ! وما الوهن ؟ قال : حب الدنيا وكرهية الموت))³⁶

ترجمہ: قریب ہے کہ تم پر دنیا کی اقوام چڑھ آئیں گی (تمہیں کھانے اور ختم کرنے کے لیے) جیسے کھانے والوں کو کھانے کے پیالے پر دعوت دی جاتی ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ تم اس زمانہ میں بہت کثرت سے ہو گے لیکن تم سیلاب کے اوپر چھائے ہوئے کوڑے کباڑے کی طرح ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت و رعب نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب میں بزدلی ڈال دے گا کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہن (بزدلی) کیا چیز ہے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے

³⁶ (سنن أبي داود: ٤٢٩٧) «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكْلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قَلِيلٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنْكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ.»
رواه أحمد برقم: (٢٢٣٩٧) وأبو داود برقم: (٤٢٩٧) واللفظ له، والبيهقي في شعب الإيمان برقم: (٩٨٨٧) عن ثوبان - رضي الله عنه -

صحيح الجامع برقم: (٨١٨٣)، سلسلة الأحاديث الصحيحة برقم: (٩٥٨).

بیزاری۔

آیت 2:

قَالَ تَعَالَى: ﴿بَلْ تُؤْتِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ﴿١٧﴾ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ

الْأُولَى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ﴿١٩﴾﴾ الأَعْلَى

ترجمہ: لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ اور آخرت بہتر اور بہتر بقا والی ہے۔ یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں۔ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

حدیث:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ قَالَ "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى")³⁷

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھتے تو "سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى" کہتے۔

حدیث:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ - أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ - فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحَمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ صَبَائِرٌ صَبَائِرٌ فَبُثُوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ . فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ " . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ .³⁸

ابو سعید خدری (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لوگ جو دوزخ

³⁷ (ابوداؤد: 883)

³⁸ (الصحيح لمسلم: 185)

والے ہیں (کافر) وہ اس میں نہ تو مرے گا اور نہ زندہ رہے گا لیکن کچھ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ انہیں جلا کر کونکہ بنا دے گی اس کے بعد شفاعت کی اجازت دی جائے گی تو یہ لوگ گروہ درگروہ لائے جائیں گے پھر انہیں جنت کی نہروں میں ڈالا جائے گا پھر جنت والوں سے کہا جائے گا کہ اے جنت والو ان پر پانی ڈالو جس سے وہ تازہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے جس طرح پانی کے بہاؤ سے آنے والی مٹی میں سے دانہ سرسبز و شاداب ہو کر نکل آتا ہے یہ سن کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیہات میں رہے ہوں۔ (مطلب یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دانہ اگنے کی جو اتنی درست تمثیل دے رہے ہیں)

ان گیارہ حصوں کے ذریعے، اس سلسلے کا مقصد ہمیں قرآن سے بامعنی طور پر جوڑنا ہے۔ یہ روایتی علم کو جدید بصیرت کے ساتھ یکجا کرتا ہے، جو ہمیں اس کے لازوال پیغام پر غور و فکر کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ سفر ہمیں ترغیب دینے، تعلیم دینے اور اللہ کے قریب کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

بارہواں حصہ
(عمومی معلومات)

(بارہواں حصہ) عمومی معلومات

مختلف مباحث و عناوین سورہ پر سیر حاصل معلومات اور سورہ سے متعلق مخالف اسلام اسرائیلیات پر رد و موضوع احادیث و غیر منجبر ضعیف احادیث پر رد اور رد باطل عقائد و نظریات و شبہات در لغت و اسلامی موضوعات اور اسی طرح جدید ریسرچ پر مبنی شبہات کا تفصیلی رد

سُورَةُ الْأَعْلَى

حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: کہ رسول اللہ ﷺ کو سورہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ بہت پسند تھی۔ (3882/6)³⁹

حدیث:

"أنه صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في العيدين ويوم الجمعة بـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ و ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾" (3882/6)⁴⁰

حدیث:

قول نبی ﷺ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اجعلوها في سجودكم" اور جب یہ نازل ہوئی: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ تو فرمایا: "اجعلوها في ركوعكم" (3883/6)⁴¹

حدیث:

³⁹ **ضعیف**:- راوی: احمد، واحدی "الوسیط"، بزار، ابن عدی "اکامل" سند میں تُویر بن ابی فاختہ ہے، جو ضعیف ہے دیکھیں: المسند (2/105) رقم 742-

شاکر، البحر الزخار (3/27، 28)، اکامل (2/533)

⁴⁰ **صحیح**:- راوی: مسلم، نسائی، ترمذی، ابوداؤد دیکھیں: جامع الأصول (5/689) رقم 3991

⁴¹ **اسناد ضعیف**:- راوی: ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، بیہقی، سند میں ایسا بن عامر ہے، جو مجہول ہے۔ بعض طرق میں غیر مسی راوی دیکھیں: جامع الأصول (4/195)، المسند (4/155)، صحیح ابن خزیمہ (1/303)، المعجم الکبیر (17/322)، المستدرک (1/225)

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: "ما خیر بین أمرین؛ إلا اختار أيسرهما" (3890/6)⁴²

حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خلا في بيته ألين الناس، بساماً، ضحاكاً" (3890/6) ضعيف

حدیث:

"كانت الأمة تأخذ بيد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتنتلق به حيث شاءت" (3890/6)⁴³

حدیث:

حدیث عمرو بن حريث: "رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر، وعليه عمامة سوداء، قد أرخى طرفها بين كتفيه" (3890/6)⁴⁴

حدیث:

"إن هذا الدين يسر، ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه" (3891/6)⁴⁵

حدیث:

"لا تشددوا على أنفسكم؛ فيشدد الله عليكم؛ فإن قوماً شددوا على أنفسهم، فشدد عليهم" (3891/6)⁴⁶

⁴² صحیح:- راوی: بخاری، مسلم، ابوداؤد، مالک۔ دیکھیں: جامع الأصول (11/248)

⁴³ صحیح:- راوی: بخاری (معلق)، احمد؛ از انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ دیکھیں: الفتح (10/489)، المسند (3/98)، رياض الصالحين (رقم 609 / تحقيق الاباباني)

⁴⁴ صحیح:- راوی: مسلم، نسائی، ابن ماجہ، احمد۔ دیکھیں: صحیح مسلم (2/990 / رقم 1359)، زاد المعاد (1/135)

⁴⁵ صحیح:- راوی: بخاری، نسائی؛ از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دیکھیں: جامع الأصول (1/308)، الفتح (1/93)

⁴⁶ قابل للتحصين:- راوی: ابوداؤد، ابویعلیٰ؛ سند میں سعید بن عبد الرحمن بن ابی العمیاء، جسے ابن حبان نے ثقہ کہا۔ متابعت: ابو شریح سے بھی آیا ہے، لیکن

راوی عبد اللہ بن صالح ضعیف ہے۔ دیکھیں: جامع الأصول (1/311)، مسند آبی یعلیٰ (6/365)، المعجم الكبير (6/88)

حدیث:

"إن المنبت لا أرضاً قطع ولا ظهراً أبقى" (3891/6)⁴⁷

حدیث:

"يسرّوا ولا تعسرّوا" (3891/6)⁴⁸

حدیث:

"رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع وإذا اشترى وإذا اقتضى" (3891/6)⁴⁹

حدیث:

"المؤمن هين لين" (3891/6)⁵⁰

حدیث:

"المؤمن يألف ويؤلف" (3891/6)⁵¹

- حدیث:

"إن أبغض الرجال إلى الله الألد الخصم" (3891/6)⁵²

⁴⁷ **ضعيف مرفوعاً**:- راوی: بزار، بیہقی، عسکری "الامثال"، خطابی "العزلة"، ابن المبارک "الزید"۔ راوی کی تعیین میں اختلاف: جابر یا عائشہ یا

عمرو؟۔ دیکھیں: کشف الآثار (57/1)، سنن البیہقی (18/3، 19/1)

⁴⁸ **صحیح**:- راوی: بخاری، مسلم، از انس بن مالک۔ ابو داؤد و نسائی میں صیغہ تنثیہ سے: ابو موسیٰ الأشعری۔ دیکھیں: جامع الأصول (1/309، 5/92)

⁴⁹ **صحیح**:- راوی: بخاری (لفظ اسی کا)، ترمذی؛ از جابر بن عبد اللہ۔ دیکھیں: جامع الأصول (1/436)

⁵⁰ **ضعيف بهذا اللفظ**:- راوی: طبرانی "مکارم الاخلاق"، سند میں مسعد بن سعد، مجہول۔ دیگر روایات: العقیلی، ابن المبارک، احمد، ابو نعیم۔ ایک صحیح

لفظ: "حرّم على النار كل هين لين سهل قريب من الناس"۔ دیکھیں: مکارم الاخلاق (317/رقم 15)، الزهد لابن المبارک (رقم 387)، المسند

(6/19-19/6)۔ السلسلہ الصحیحہ (2/646-651)

⁵¹ **حسن**:- راوی: احمد، طبرانی، ابو شیخ "الامثال"، حاکم، بزار، قضاہی۔ مختلف الفاظ و اسانید کے ساتھ، ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ دیکھیں: المسند (2/400،

5/335)، المعجم الکبیر (6/161)، السلسلہ الصحیحہ (1/712)

⁵² **صحیح**:- راوی: بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی؛ از عائشہ رضی اللہ عنہا۔ دیکھیں: جامع الأصول (2/751)

حدیث:

حدیث 'مسیب والد سعید: کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ما اسمک؟" کہا: "حزن" فرمایا: "بل أنت سهل" کہا: "میں وہ نام کیسے بدل سکتا ہوں جو میرے والد نے رکھا؟" سعید بن مسیب فرماتے ہیں: "پھر اس کے بعد ہماری نسل میں سختی رہی" (3891/6)⁵³

حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم غير اسم عاصية وسماها جميلة" (3891/6)⁵⁴

حدیث:

"إن من المعروف أن تلقى أخاك بوجه طلق" (3891/6)⁵⁵

حدیث:

خبر نبی ﷺ کے اس اعرابی کے ساتھ سلوک کی: جب آپ ﷺ نے اسے کچھ دیا، اور پھر پوچھا: "أحسنت إليك؟" اعرابی نے کہا: "نہیں، بلکہ نہ ہی خوب کیا" صحابہ کو غصہ آیا، آپ ﷺ نے روکا، گھر جا کر اس کو اور کچھ دیا دوبارہ پوچھا: "أحسنت إليك؟" کہا: "جی، اللہ آپ کو جزائے خیر دے" آپ ﷺ نے فرمایا: "إنك قلت ما قلت وفي نفس أصحابي شيء من ذلك... فإذا أحببت؛ فقل بين أيديهم...". اعرابی دوبارہ آیا اور سب کے سامنے وہی بات کہی آپ ﷺ نے فرمایا: "إن مثلي ومثل هذا الأعرابي كمثل رجل كانت له ناقة شردت عليه... حتى جاءت واستناخت... وإني لو تركتكم حيث قال الرجل ما

⁵³ صحیح: -راوی: بخاری، ابو داؤد۔ دیکھیں: جامع الأصول (374/1)

⁵⁴ صحیح: -راوی: مسلم، ابو داؤد، ترمذی۔ دیکھیں: جامع الأصول (376/1)

⁵⁵ صحیح: -راوی: ترمذی، احمد، از جابر۔ مسلم میں ابو ذر سے: "لا تحقرن من المعروف شيئاً، ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق"۔ دیکھیں: جامع

الأصول (427/1)، المسند (360/3)

قال فقتلتموه؛ دخل النار" (6/3891)⁵⁶

- حدیث:

"إذا أمرتكم بأمر؛ فأتوا منه ما استطعتم . . ." (6/3892)⁵⁷

سورة الاعلى: عمومی معلومات، مباحث اور ردود

لسانی اور علمی نکات

1. لفظ "سَبَّحَ" کا معنی

- ❖ لغوی تحقیق: "تنزیہ" (پاکی بیان کرنا) اور "تعظیم" (بزرگی بیان کرنا) دونوں معنی شامل ہیں۔
- ❖ اصولی نکتہ: "اسم" کا اضافہ اس لیے کہ تسبیح زبان سے ہو، نہ کہ صرف دل سے۔ [ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ: 125/16]

2. "عُثَاءٌ أَحْوَى" کی تشریح:

- ❖ سانس پھلو، پودے کی تخلیق، نشوونما، پھر خشک ہو کر سیاہ ہونے کا عمل اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔
- ❖ تفسیر: "سبزہ کو خشک کر کے سیاہ کوڑا بنا دیتا ہے۔" [تفسیر قرطبی: 200/19]

3. "إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ" کا مفہوم:

- ❖ اہل علم کا اختلاف:
- ❖ ابن جریر طبری: "منسوخ آیات مراد ہیں۔"
- ❖ الفراء: "اللہ کی مشیت عامہ مراد ہے۔"
- ❖ راجح قول: "جو وحی منسوخ ہو جائے، اسے بھلا دیا جاتا ہے۔" [تفسیر طبری: 320/24]

⁵⁶ **ضعیف:** - راوی: بزار، ابو شیخ۔ سند میں ابراہیم بن الحکم بن أبان: ضعیف۔ دیکھیں: کشف الاستار (3/159)، الأمثال لأبي الشيخ (ص 165)

⁵⁷ **صحیح:** - تخریج پہلے گزر چکا۔ دیکھیں: (رقم 867)

جدید و قدیم شکوک و شبہات کا رد:

تقدیر اور ہدایت پر اعتراض

شبہ:

"وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿جبر کی دلیل ہے۔"

رد:

ہدایت = راستہ دکھانا (اختیار دیا اچھا اور برا راستہ چننے کے لئے)۔

خاتمہ: سورة الاعلىٰ کی عصری اہمیت

- (1) توحید کی تعلیم: مادہ پرستی کے دور میں اللہ کی توحید کی یاد دہانی۔
- (2) تزکیہ نفس: مال و دولت کی ہوس میں اخلاقی پاکیزگی کی ترغیب۔
- (3) آخرت کی یاد: دنیا پرستی میں آخرت کی فکر کو زندہ رکھنا۔

(حوالہ جات)⁵⁸

غلط عقائد اور جدید شکوک کا رد

جدید شکوک اور جوابات

1. شبہ: "کیا آیات 6: 87-9 سے نبی ﷺ کی وحی بھولنے کی طرف اشارہ ہے؟"

جواب:

- ❖ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ سے مراد نسخ ہے (طبری، 24/310)، نہ کہ بھول۔
 - ❖ قرآن کا تحفظ (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ-9: 15) اس کی نفی کرتا ہے۔
2. شبہ: "کیا 'عُتَاءٌ أَحْوَىٰ' (سیاہ کوڑا) غیر سائنسی ہے؟"

⁵⁸ (تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی)۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد)۔ (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ)۔ (معجم المنہیات)

جواب:

❖ پودوں کے گلنے کا صحیح بیان: کلوروفل ٹوٹتا ہے → سیاہ باقیات (ابن عاشور، التحریر والتنوير، 30/165)۔ جدید نباتیات اس کی تصدیق کرتی ہے۔

اسائنمنٹ

طلبہ وطالبات کے لئے 3 اسائنمنٹ

نوٹ: بچوں اور بڑوں کے لیے 3 اسائنمنٹس

(1) بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر کا گروپ: 8-12 سال)

(2) بالغوں کے لیے اسائنمنٹ

بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر: 8-12 سال)

1. پوسٹر یا ڈرائنگ اسائنمنٹ:

سورۃ الاعلیٰ کے کسی ایک موضوع (مثلاً: اللہ کی تسبیح، تخلیق کائنات، یا نماز کی اہمیت) پر ایک خوبصورت پوسٹر بنائیں۔

❖ پوسٹر میں رنگ بھریں اور اس پر کم از کم ایک آیت عربی میں لکھیں۔

❖ اپنے الفاظ میں بتائیں کہ اس پوسٹر میں کیا دکھایا ہے (تین جملے)۔

2. حفظ اور تلاوت اسائنمنٹ:

سورۃ الاعلیٰ کو یاد کریں اور اپنے گھر والوں کے سامنے اس کی تلاوت کریں۔

❖ ہر آیت کا اردو ترجمہ بھی سنائیں۔

❖ والدین یا استاد سے اپنی تلاوت چیک کروائیں۔

3. سوال و جواب ورک شیٹ:

نیچے دیے گئے سوالات کے جوابات لکھیں:

- ❖ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تسبیح کا حکم دیا؟
- ❖ سورۃ الاعلیٰ میں کس چیز کو "غشاء احوی" کہا گیا ہے؟
- ❖ نماز پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟
- (ہر جواب ایک یا دو جملوں میں لکھیں)

بالغوں / بڑوں کے لیے اسائنمنٹ

1. تدبر و تحقیق اسائنمنٹ:
 - ❖ سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر (کسی معتبر تفسیر جیسے ابن کثیر سے اس سورت کے اہم موضوعات (توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ) پر کم از کم ایک ایک پیرا گراف لکھیں۔
 - ❖ ہر موضوع کے لیے ایک قرآنی آیت اور اس کا اردو ترجمہ بھی لکھیں۔
 - ❖ آخر میں اپنی ذاتی رائے یا تدبر (Reflection) لکھیں کہ اس سورت نے آپ کی سوچ پر کیا اثر ڈالا۔
2. عملی زندگی میں تطبیق:
 - ❖ سورۃ الاعلیٰ کے پیغام کو اپنی روزمرہ زندگی میں کیسے لاگو کریں گے؟
 - ❖ کم از کم تین عملی مثالیں لکھیں (مثلاً: اللہ کی تسبیح کا معمول بنانا، نماز کی پابندی، دنیا کی محبت کم کرنا وغیرہ)
 - ❖ ہر مثال کے ساتھ مختصر وضاحت دیں۔
3. علمی و تنقیدی جائزہ:
 - ❖ سورۃ الاعلیٰ کے حوالے سے پائے جانے والے کسی ایک باطل نظریے، ضعیف / موضوع حدیث یا جدید شبہے پر تحقیقی مضمون لکھیں (250 الفاظ)۔
 - ❖ اصل اسلامی موقف واضح کریں۔
 - ❖ معتبر حوالہ جات دیں (تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ)
 - ❖ نتیجہ میں خلاصہ

مضمون 1: یوٹیوب پر بیان کے مفرغات نوٹس بعنوان

سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کے چھ اہم ٹاپکس: توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ، نفس، اور جنت و جہنم: حصہ اول
(اور حصہ دوم سورہ غاشیہ میں پیش کیا جائے گا ان شاء اللہ)

عناصرِ خطبہ

1- تمہید

2- سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کے چھ اہم ٹاپکس: توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ، نفس، اور جنت و جہنم

3- سورۃ الاعلیٰ کی تفسیر

4- سورۃ الغاشیہ میں بیان کئے چار اہم ٹاپکس

5- سورۃ الاعلیٰ اور سورہ غاشیہ کے مضامین میں تعلق اور یکسانیت

6- قرآن کا تفسیری ترجمہ ہوتا ہے

7- شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول: اللہ تعالیٰ ذات اور صفات دونوں اعتبار سے اعلیٰ ہے

8- تسبیح تین معانی پر مشتمل ہے تزییہ، تقدیس، اور تعظیم

9- لفظ "قدر" کے پانچ معانی

10- ہدایت کے اقسام: ہدایت جبلی، ہدایت ارشاد اور ہدایت توفیق

11- ایک اعتراض اور اس کا جواب

12- لفظ "یُسْرٰی" کے دو معنی: زندگی میں آسانی، شریعت میں آسانی

13- پچھلے صحیفوں میں بھی کونسے مضامین موجود تھے؟

آج ہم سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پر گفتگو کریں گے، ان شاء اللہ۔ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے جمعہ کی نماز میں بھی یہ دونوں سورتیں تلاوت کی جاتی ہیں۔ اسی طرح وتر میں بھی اکثر ائمہ ان سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں، اور عیدین کے موقع پر بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھی جاتی ہیں۔

تو سوال یہ ہے کہ آخر ان سورتوں میں ایسا کیا خاص پیغام ہے کہ ہمیں بار بار ان کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے؟ خصوصاً جمعہ کے دن، جب ہم سورۃ جمعہ سنتے ہیں تو اس میں رسول اللہ ﷺ کے مشن اور آپ کے مقصد بعثت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (2)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنااتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (سورۃ الجمعۃ: 2/62)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقصد کے لیے بھیجا گیا کہ وہ امت مسلمہ پر قرآن مجید کی تلاوت کریں، ان کا تزکیہ کریں، اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دیں۔ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے لوگ (ضلال مبین) کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین عظیم ذمہ داریاں دے کر مبعوث فرمایا۔ ہر جمعہ میں ہمیں یہی یاد دلایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کے پیچھے اہم ٹاپکس: توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ نفس، اور جنت و جہنم

کئی سورتوں میں چھ اہم ٹاپکس بیان کیے گئے ہیں، اور سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ میں ان موضوعات پر بار بار تاکید ملتی ہے۔ یہ پیچھے بنیادی ٹاپکس یہ ہیں: توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ نفس جنت اور جہنم
توحید، رسالت اور آخرت سے عقیدہ مضبوط ہوتا ہے، جبکہ تزکیہ کے ذریعے انسان کے اخلاق اور معاملات سنور جاتے ہیں۔

اور اسی طرح کے سورہ اعلیٰ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ
بیشک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا [14] اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا [15]۔ (سورۃ الاعلیٰ: 15-14/87)

مذکورہ آیات میں ذکر اور اصلاح نفس دونوں کا بیان کیا گیا ہے۔ ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی، جب کہ صلوة ایک بدنی عبادت ہے۔ اس میں قلبی عبادت، لسانی عبادت اور بدنی عبادت — تینوں کا ذکر آ گیا۔

اسی کے ساتھ عقیدہ کے بنیادی عناصر توحید، رسالت اور آخرت کا بیان بھی موجود ہے۔ سورہ اعلیٰ میں عبادت کا ذکر بھی ہے اور تزکیہ کے ذریعے اخلاق و معاملات کی اصلاح کا پہلو بھی واضح ہوتا ہے۔ جبکہ سورہ غاشیہ میں جنت اور جہنم کی مختصر اور جامع کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ان تمام مباحث کو دیکھیں تو چھ بڑے ٹاپکس سامنے آتے ہیں: توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ، جنت اور جہنم۔ یہ چھ ٹاپکس انسانی زندگی کے چار اہم پہلوؤں کی تربیت کرتے ہیں: عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ اپنی امتوں کی اصلاح انہی بنیادی اصولوں کے ذریعے کرتے رہے ہیں۔ عقیدہ کی اصلاح یعنی توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان؛ عبادات کی درستگی؛ معاملات کی پاکیزگی؛ اور اخلاق کے حسن کی طرف توجہ دلانا۔ یہی وہ دائمی موضوعات ہیں جن کی طرف تمام نبیوں نے اپنی قوموں کو بارہا توجہ دلائی ہے۔

سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ میں جو اہم ٹاپکس بیان کئے گئے ہیں ہر دور میں ہر نبی نے اپنی قوم کو اور اُمت کو اسکی جانب توجہ دلائی ہے۔ اسی وجہ سے یہ دونوں سورتیں ہر مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہیں۔ جب ان سورتوں میں اتنے بنیادی مضامین بیان کیے گئے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہر لفظ اور ہر آیت کا معنی سمجھیں، ان کے مفردات کو جانیں، اور یہ بھی معلوم کریں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور پچیس سے زائد مفسرین نے ان کی کیا تشریحات اور اقوال بیان کیے ہیں۔ یہ سب جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ ہمارا تعلق قرآن مجید سے مزید مضبوط ہو۔

اب ہم سورہ اعلیٰ سے گفتگو شروع کرتے ہیں۔ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن مکتوم رضی اللہ عنہ آئے ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا پھر سیدنا عمار، سیدنا بلال، سیدنا سعد رضی اللہ عنہم آئے پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ بیس صحابیوں کو لے کر آئے۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اس قدر خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنے اس پر خوش ہوئے یہاں تک کہ چھوٹے بچے اور نابالغ لڑکے بھی پکار اٹھے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لائے آپ کے آنے سے پہلے ہی میں نے یہ سورت «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» [الاعلى-1] اسی جیسی اور سورتوں کے ساتھ یاد کر لی تھی۔

الراوي: البراء بن عازب | المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري الصفحة أو الرقم: 4941 خلاصة حكم المحدث: [صحيح]

اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے کافی پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی، کیونکہ آپ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو بعد میں اکٹھے ہجرت کی، جبکہ بہت سے صحابہ اس سے پہلے ہی مکہ چھوڑ کر مدینہ منتقل ہو چکے تھے۔ اس روایت سے اس سورت کے کئی ہونے پر واضح دلیل ملتی ہے۔

اس کے مضامین پر بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں (سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ) مکی سورتیں ہیں، اور مکی سورتوں میں آپ کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے احکام کی تفصیلی معلومات نہیں ملتی ہیں۔ یہ تمام تفصیلات مدنی دور میں نازل ہوئیں۔ شریعت کے عملی احکام، حدود، تعزیرات، سیاسیات اور عبادات کی جزئیات سب مدینہ میں بیان کی گئیں۔

اس کے برعکس مکی سورتوں کا بنیادی ٹاپک توحید، رسالت، آخرت، تزکیہ نفس، جنت اور جہنم ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہی مرکزی مضامین سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کی خاص اہمیت ہے؛ یہ جمعہ کی نماز میں، عیدین کے موقع پر اور وتر میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے ان کی عظمت اور رہنمائی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایک اور بات جس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے وہ ہے کہ سورۃ قیامہ سے لے کر سورۃ اعلیٰ تک جو سورتیں ہیں، ان میں مدعو کے ذہن میں اٹھنے والے بنیادی سوالات کا تفصیلی جواب موجود ہے۔ چاہے وہ سورۃ قیامہ ہو، سورۃ انسان، سورۃ مرسلات، سورۃ نبا، سورۃ نازعات، سورۃ تکویر، سورۃ عبس، سورۃ تکویر، سورۃ انفطار، سورۃ مطففین، سورۃ انشاق، سورۃ بروج یا سورۃ طارق۔ یہ تمام سورتیں توحید، رسالت اور آخرت سے متعلق پیدا ہونے والے شبہات اور ذہن میں اٹھنے والے سوالات کا نہایت مؤثر اور مفصل جواب پیش کرتی ہیں۔ اسی لیے یہ پورا سلسلہ داعی کی فکری تربیت کے لیے نہایت اہم مقام رکھتا ہے۔

اگر توحید، رسالت اور آخرت کے بارے میں کوئی غیر مسلم سوالات کرے تو آپ ان کے جوابات کے لیے سورۃ قیامہ سے سورۃ اعلیٰ تک کی سورتوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ ان سورتوں میں مدعو کے ذہن میں پیدا ہونے

والے اعتراضات اور سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں، جنہیں ایک داعی بڑی خوبی سے حل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سورۃ اعلیٰ سے سورۃ بینہ تک کی سورتوں میں بنیادی طور پر داعی کے تزکیہ، اس کی اصلاح، اس کی ذمہ داری اور دعوت کے آداب پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہ سورتیں داعی کی تربیت اور اس کے باطنی تزکیے کے لیے نہایت اہم رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

سورة الاعلىٰ کی تفسیر

اب آئیے، ہم ایک ایک آیت پر غور کرتے ہیں۔ میں نے آپ کو سمجھانے کے لیے ایک اور ویو تو دے دیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ

تسبیح بیان کیجئے اپنے اس رب کی جو ذات اور صفات میں اعلیٰ ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ ترجمہ کتنا پیارا اور معنی خیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی تفسیر پڑھی جاتی ہے تو ترجمہ میں ایک خاص چاشنی اور گہرائی محسوس ہوتی ہے۔ اسے آپ تفسیری ترجمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا صرف "ترجمہ" نہ کہیں، بلکہ "تفسیری ترجمہ" کہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا ڈائریکٹ ترجمہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے، کیونکہ اس کے ایک ایک ورڈ کے اندر کئی کئی مفاہیم اور معانی پوشیدہ ہوتے ہیں۔

اسی لیے ترجمے کو تفسیری ترجمہ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اصل مفہوم کو بیان کرنے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر سعودی عرب میں قرآن مجید کے مترجم ایڈیشن میں "Tarjamat Ma'ani Al-Qur'an" یعنی قرآن کے معانی کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے کلام کے معانی کا ترجمہ بیان کر رہے ہیں، نہ کہ لفظ بہ لفظ بالکل وہی تعبیر پیش کر رہے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے کلام جیسی الفاظ سازی کوئی انسان کسی زبان میں نہیں کر سکتا، اس لیے قرآن کا بالکل exact ترجمہ لانا ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں ترجمہ مکمل، سب سے best یا سو فیصد قرآن کے برابر ہے۔ اس طرح کے جملے استعمال کرنے سے احتیاط کرنا چاہئے۔

قرآن کا تفسیری ترجمہ ہوتا ہے

یہاں غور کیجیے کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس آیت کے مفہوم کی جو وضاحت فرمائی، اگر اسے اردو میں منتقل کیا جائے تو معنی کچھ یوں بنتا ہے: "اپنے رب کی تسبیح بیان کر دو دل سے بھی اور زبان سے بھی۔" میں نے یہاں دل اور زبان کو add اس لیے کیا ہے کہ میں لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں کر رہا بلکہ تفسیری ترجمہ پیش کر رہا ہوں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ سمیت اہل علم نے اس طرز کی ترجمانی کی ترغیب دی ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں: "اپنے رب کی تسبیح بیان کر دو دل سے اور زبان سے۔" اس رب کی جو ذات و صفات کے اعتبار سے اعلیٰ ہے۔"

بظاہر ترجمہ طویل محسوس ہوتا ہے، حالانکہ عربی الفاظ مختصر ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مفہوم پورا اسی وقت ادا ہوتا ہے جب ترجمہ کرنے والا حق معنی ادا کرے، صرف الفاظ کی نقل نہ کرے۔ تفسیری ترجمے کا یہی تقاضا ہے کہ مفہوم پوری وضاحت کے ساتھ منتقل ہو۔

مزید یہ کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہاں ایک نہایت شاندار نکتہ بیان کیا ہے، اور تفسیر طبری میں بھی یہی علمی نکتہ بعد میں مجھے ملا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کی تسبیح بیان کرو بلکہ فرمایا: "اپنے رب کے نام کی تسبیح بیان کرو۔" آخر اسم (نام) کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کی حکمت کی وضاحت ابن تیمیہ کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے ابن قیم نے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں جب اللہ کا ذکر کرنے یا اللہ کو یاد کرنے کا لفظ بولا جاتا ہے تو سب سے پہلا تصور دل ہی کا آتا ہے۔ یعنی جب کہا جائے کہ فلاں نے اللہ کا ذکر کیا تو اس سے مراد پہلے یہ لی جاتی ہے کہ بندے نے دل سے اللہ کو یاد کیا۔

اگر بندہ دل سے اللہ کو یاد کرے تو وہ یاد اسے گناہوں سے روکتی ہے اور اللہ کی عظمت اس کے اندر زندہ ہو جاتی ہے۔ لہذا ذکر اور تسبیح صرف زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اصل اور پہلی بنیاد دل کی یاد ہے۔ ہاں، انسان زبان سے بھی تسبیح بیان کر سکتا ہے، لیکن اگر صرف زبان حرکت کرے اور دل غافل رہے تو یہ ناقص ہے۔ اور اگر دل اللہ کی یاد سے بھر جائے تو بے شک یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ چاہے زبان ساتھ میں ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح بہت سارے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دل میں ضرور محسوس کرتے ہیں، اللہ کی نعمتوں پر سوچ

کر سر ہلا دیتے ہیں، لیکن زبان سے اللہ کی حمد و ثنا نہیں کرتے۔ دل میں اعتراف کرنا اچھی بات ہے، مگر صرف دل میں سوچ لینا کافی نہیں۔ مثال کے طور پر گناہ ہو جائے تو دل میں توبہ کا خیال تو آجاتا ہے، لیکن زبان سے ”استغفر اللہ“ نہیں کہتے۔ اسی طرح اللہ کی نعمتیں دیکھ کر دل میں شکر محسوس کرتے ہیں، مگر زبان سے ”الحمد للہ“، ”سبحان اللہ“ یا ”اللہ اکبر“ نہیں کہتے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کبھی دل میں ہی اعتراف کرتا رہتا ہے، لیکن زبان کو چلانا اس کے ذہن میں نہیں آتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دل کے ساتھ ساتھ زبان کو بھی حرکت دینی چاہیے، تب ہی اللہ کے ذکر کے الفاظ ادا ہوں گے، اور یہی ذکر کامل و افضل ہے۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ ایمان دل، زبان اور عمل — تینوں سے پورا ہوتا ہے۔ یعنی بندہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر دل سے بھی ایمان رکھے، زبان سے بھی اقرار کرے اور عمل سے بھی اس ایمان کی گواہی دے۔ جب تک یہ تینوں چیزیں جمع نہ ہوں بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر ابوطالب دل میں اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کا بھتیجا یعنی نبی کریم ﷺ جو دین لے کر آئے وہ حق ہے، لیکن انہوں نے زبان سے لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ کا اقرار نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری وقت میں فرمایا: چاچا! ایک مرتبہ لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہہ دیجئے۔ آپ دل سے تو مانتے ہیں کہ میرا لایا ہوا دین برحق ہے، تو بس زبان سے بھی کہہ دیجئے۔ لیکن انہوں نے زبان سے اقرار نہیں کیا، اس لیے دل کا ماننا فائدہ نہ دے سکا۔ اسی لیے عقیدہ کے باب میں کہا جاتا ہے کہ صرف تصدیق کافی نہیں، بلکہ تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار بھی ضروری ہے۔ منافقین اس کے برعکس تھے — وہ زبان سے اقرار کرتے تھے لیکن دل سے نہیں مانتے تھے — اس لیے ان کا اقرار بھی فائدہ مند نہ ہوا۔

دیکھیں! علماء کی کتابیں اور تفسیر پڑھنے سے دل پر ایک عجیب کیفیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔ میں ابن قیم رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارتیں اور تفسیر طبری کا مطالعہ کر رہا تھا تو ایک نہایت عظیم کلمتہ سامنے آیا۔ منافقین زبان سے ایمان کا اقرار کرتے تھے، لیکن دل سے نفرت کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک دل اور زبان دونوں ایک نہ ہو جائیں، انسان نفاق سے اور کفر سے مکمل طور پر باہر نہیں نکل سکتا۔ اور حضرت ابوطالب نبی کریم ﷺ سے محبت رکھتے ہوئے بھی کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے، کیونکہ زبان سے ایمان کا اقرار

نہ کیا۔ اور منافقین دل کے انکار اور نفرت کے سبب نفاق کی حالت میں دنیا سے چلے گئے، اگرچہ زبان سے ایمان کے دعوے کرتے تھے۔ یعنی کوئی دل کے اعتبار سے کمزور پڑ گیا اور کوئی زبان کے اعتبار سے کمزور پڑ گیا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (1) تسبیح بیان کیجئے اپنے اس رب کی جو ذات اور صفات میں اعلیٰ ہے۔

یہاں یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ بندہ جب دل اور زبان دونوں کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو پھر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی تسبیح بیان کرے، کیونکہ تسبیح اور ذکر ہی ایمان کو عمل صالح کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان کے اعمال سنورنے لگتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول: اللہ تعالیٰ ذات اور صفات دونوں اعتبار سے اعلیٰ ہے

اور اس مقام میں ایک نہایت اہم نکتہ بھی موجود ہے جسے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: آیت میں ﴿الْأَعْلَى﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ہے اور صفات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ہے۔

یعنی عقیدہ یہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی ذات ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، اور قرآن و سنت کے دلائل اسی پر قائم ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو وہ قرآن کی بے شمار آیات کی مخالفت کرتا ہے۔ شیخ جمیل زینور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے: "مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے، عرش پر ہے یا نہیں، میں اس بارے میں شک میں ہوں یا نہیں جانتا" یا یہ کہے کہ اللہ کی ذات ہر جگہ ہے۔ تو وہ گویا بے شمار آیات کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: الْكَرْهُنَّ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ جَوْرْ حَمْنٌ ہے، عرش پر قائم ہے۔ (سورۃ طہ: 5/20)

ذات کے اعتبار سے اللہ اعلیٰ ہے اور صفات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ہے۔ ذات میں اعلیٰ ہونے کا مطلب ہے کہ اس جیسی کوئی ذات نہیں، وہ ہر مخلوق سے بلند، برتر اور بے مثال ہے۔ اور صفات میں اعلیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے تمام ناموں اور تمام صفات میں کمال ہے، ان میں کسی قسم کی کمی، نقص یا کمزوری نہیں۔ ہر طرح کی کمال والی صفت اللہ کے لیے ثابت ہے اور ہر قسم کے نقص سے اللہ پاک اور منزہ ہے۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (1) تسبیح بیان کیجئے اپنے اس رب کی جو ذات اور صفات میں اعلیٰ ہے۔

تسبیح تین معانی پر مشتمل ہے تزییہ، تقدیس، اور تعظیم

جب بندہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے تو اس کے اندر تین معانی پائے جاتے ہیں: تزییہ، تقدیس اور تعظیم۔ بعض معاصر مفسرین۔ جن میں شیخ خالد السبت اور دیگر محقق علماء شامل ہیں۔ وضاحت کرتے ہیں کہ تسبیح کے یہ تین معنی ہمیشہ ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی جب ہم "سبحان اللہ" کہتے ہیں تو اس کا مطلب صرف زبان سے ایک لفظ ادا کرنا نہیں، بلکہ ایک عقیدہ اور یقین کا اعلان کرنا ہوتا ہے کہ: اللہ ہر عیب اور ہر کمی سے پاک ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کا نقص، کمزوری نہیں ہے اور اسے محتاجی یا کمی لاحق نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی ذات انتہائی مقدس اور عظیم ہے۔ وہ ہر برائی، ہر گندگی اور ہر غلط چیز سے بلند و برتر ہے۔ اللہ انتہائی عظمت اور بڑائی والا ہے۔ اس کی شان میں کسی قسم کی گستاخی، بے ادبی یا بے توقیری برداشت نہیں۔

اس لیے جب کوئی شخص سبحان اللہ کہتا ہے تو وہ دراصل اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ: اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ کا شریک ماننا اسکی گستاخی اور بد تمیزی ہے، کیونکہ ہمارا رب ہر شریک اور ہر پارٹنر سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک، کفر اور انکار سے پاک ہے۔ اور جو شخص اللہ کے لیے شریک مانے یا رب کا انکار کرے، وہ دراصل اللہ کی تسبیح بیان نہیں کر رہا۔ لہذا تسبیح صرف الفاظ نہیں بلکہ عقیدے کا نام ہے۔

تسبیح بیان کرنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کو ہر نقص، ہر کمی، ہر عیب سے پاک مانے، اور اسی کے ساتھ خود کو کفر، شرک اور نفاق سے بھی پاک کرے۔ اگر کوئی انسان زبان سے اللہ کو مانے مگر دل سے یقین نہ رکھے۔ جیسے منافقین ہیں وہ حقیقت میں اللہ کی تسبیح بیان نہیں کر رہے، اس لیے منافق تسبیح میں ناکام ہوا۔ اسی طرح کافر تسبیح میں ناکام ہوا کیونکہ اس نے اللہ کے وجود اور توحید کا انکار کیا، مشرک ناکام ہوا کیونکہ اس نے اللہ کی ذات میں دوسروں کو شریک کر دیا، اور ملحد ناکام ہوا کیونکہ اس نے اللہ کے وجود ہی کا انکار کر دیا۔

ایک قسم اگنوسٹک لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ خدا ہے یا نہیں۔ ہمیں شک ہے۔ یہ لوگ بھی اللہ کی تسبیح بیان نہیں کرتے، کیونکہ شک اور تذبذب کے ساتھ اللہ کی عظمت کا اعتراف نہیں ہوتا۔

اسی طرح ایک قسم بعض مسلمانوں کی بھی ہے جو اللہ کے وجود کو مانتے ہیں مگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ بذات خود موجود ہے وہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق میں حلول کر جاتا ہے

- یہاں بھی تسبیح کا حق ادا نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ کی ذات کو مخلوق سے الگ اور ہر طرح کے نقص سے پاک ماننا ہی سچی تسبیح ہے۔ لہذا جو لوگ اللہ کے لیے ایسی صفات ثابت کرتے ہیں جو مخلوق کی صفات کے مشابہ ہوں، وہ بھی حقیقت میں اللہ کی تسبیح بیان نہیں کر رہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ ہر طرح کے عیب، کمی اور نقص سے پاک ہے۔ جب کوئی انسان اللہ کی صحیح تسبیح بیان کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو اس کی شان کے مطابق پاک اور بلند مانا جائے اور ہر وہ بات اللہ سے دور مانے جس میں کمی یا مخلوق کی مشابہت ہو۔

اسی لیے وہ نظریات اور عقائد فاسد اور باطل ہیں جو اللہ کی ذات کو مخلوق کے ساتھ ملانے یا اس کے وجود کو مخلوق کے وجود کا حصہ قرار دینے کی کوشش کریں۔ جیسے وحدت الوجود کے ماننے والے یہ گمان کرتے ہیں (نعوذ باللہ) کہ اللہ کا وجود مخلوق کے وجود میں ملا ہوا ہے، گویا چاول میں دال یا پانی میں دودھ کی طرح چیزیں یکجا ہو گئیں۔ یہ سوچ سراسر غلط ہے اور اللہ کی تسبیح میں ناکامی ہے۔ ایسا عقیدہ عیسائیوں کے نظریے سے مشابہ ہے کہ جس میں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نعوذ باللہ عیسیٰ علیہ السلام میں اتر آئے یا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اسی طرح ہر کنکر، ہر پتھر یا ہر چیز میں اللہ ہے کہنا بھی باطل اور گمراہ کن عقیدہ ہے۔ اور وحدت الشہود والے بھی صحیح تسبیح نہیں کرتے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تو آسمانوں کے اوپر ہے لیکن بندوں پر اس کا سایہ ہے یا بندے اس کے ظاہری مظاہر ہیں (نعوذ باللہ)، یہ تصور بھی اللہ کی شان کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر اعتبار سے بلند اور برتر ہے، مگر بعض لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ معاذ اللہ اللہ کے ربیبین ٹیٹو کے طور پر اللہ کا جلوہ یا لاہوت اپنے جسم میں لے کر آئے تھے۔ یہ عقیدہ باطل ہے، کیونکہ یہ وحدت الوجود، وحدت الادیان اور حلول و اتحاد جیسے گمراہ نظریات کی طرف لے جاتا ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والا دراصل تسبیح میں ناکام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب، کمی اور مشابہت سے پاک ہے۔ اللہ کی ذات، اس کے نام، اس کی صفات، اس کے افعال اور اس کے لیے کی جانے والی عبادت کی ہر قسم میں کوئی بھی شریک نہیں۔ نہ کسی درجے میں، نہ کسی وقت، اور نہ کسی پہلو سے۔

اسی لیے جب بندہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنا عقیدہ کفر، شرک اور نفاق سے پاک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بدعت کو اختیار کرتا ہے اور سنت سے ہٹ کر تسبیح و عبادت کرتا ہے تو وہ دراصل اللہ کی تسبیح کا مل طریقے سے بیان نہیں کر رہا۔ تسبیح صرف اس طریقے سے قبول ہے جو سنت کے مطابق ہو، نہ کہ بدعت اور خود ساختہ طریقوں سے۔ جو شخص بدعتی دعاؤں اور بدعتی انداز سے تسبیح کرے گا، وہ تسبیح کے اصل مقصد میں فیل ہی رہے گا۔ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (1) الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (2)

دیکھیے! یہاں اللہ تعالیٰ کا تعارف بیان ہو رہا ہے۔ جس نے پیدا کیا درست پیدا کیا ہر چیز کو صحیح سالم بنایا۔

اور فسوئی کا معنی ہے ہر چیز کو صحیح سالم بنایا۔ یعنی مخلوق کو وجود بھی دیا اور پھر اسے کامل ساخت، بہترین اعتدال اور صحیح سانچے کے ساتھ درست بھی فرمایا۔ اس کے بعد: وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ (3) یہ چار لفظ پہ غور کیجئے

خالق کا مطلب ہے پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف پیدا نہیں کیا بلکہ سوئی یعنی ہر چیز کو اس کی صحیح اور مکمل شکل پر پیدا فرمایا۔ ہر مخلوق کو وہی صورت عطا کی جو اس کے لیے مناسب تھی۔ جانور کو جانور کی شکل و ساخت دی، انسان کو انسان کی شکل عطا کی۔ اسی طرح آسمان کی اپنی ساخت ہے اور ہر مخلوق کی اپنی اپنی بناوٹ اور ساخت ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر چیز کو پوری درستی، حکمت اور سلامتی کے ساتھ پیدا کیا۔ کوئی کمی، نقص یا غلطی نہیں رکھی۔ یہ ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے۔

لفظ "قدر" کے پانچ معانی

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ (3) آپ یہاں دیکھیں کہ لفظ قَدَّرَ کے اندر مفسرین نے پانچ معنی بیان کیے ہیں۔

① ایک معنی یہ ہے کہ اللہ نے ہر چیز کی تقدیر لکھ کر مقرر کر دی۔ ہر مخلوق کی زندگی، موت، رزق اور حالات پہلے سے مقرر کر دیے گئے ہیں۔

② دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ نے رحم مادر میں نر اور مادہ بنانا طے کیا، یعنی پیدا ہونے والے کی جنس بھی اللہ کے فیصلے سے ہوتی ہے۔

③ تیسرا معنی یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں، جانوروں اور تمام مخلوقات کے لیے غذا اور رزق کا انتظام فرمایا۔

④ چوتھا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندہ رہنے کے لیے انسان کو ضروری عقل اور اسباب عطا کیے، تاکہ وہ اپنی زندگی گزار سکے اور فائدے کے کام انجام دے سکے۔

⑤ پانچواں معنی یہ ہے کہ اللہ نے شریعت پر چلنے کے لیے اور ہدایت کے لیے وحی نازل فرمائی، حق و باطل میں فرق واضح کرنے کے لیے ہر دور میں انبیاء اور کتابیں بھیجیں۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی محمد ﷺ کو آخری نبی و رسول بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ اب قیامت تک کے لیے اللہ نے قرآن اور سنت کو محفوظ کر دیا ہے، تاکہ انسان ہدایت کے راستے کو اختیار کر سکے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو صحیح اور غلط میں فرق کرنے کے لیے رہنمائی دی ہے، تو یہ بات بھی درست ہے۔ اللہ نے انسان کو ایسی عقل عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے انسان دنیا گزارنے کے معاملات میں سوچتا ہے، غور و فکر کرتا ہے اور بہت سے مسائل کو حل کر لیتا ہے۔ یہ مفہوم بھی آیت کے اندر داخل ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تمام تفسیروں میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ہدایت ایک وسیع معنی رکھتی ہے اور اس کے اندر یہ سارے مفاہیم شامل ہیں۔

ہدایت کے اقسام: ہدایت جبلی، ہدایت ارشاد اور ہدایت توفیق

ہدایت کی اقسام میں ہدایت جبلی، ہدایت ارشاد اور ہدایت توفیق شامل ہیں۔

ہدایت جبلی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ یا مخلوق پیدا ہوتے ہی کچھ بنیادی رہنمائی کے ساتھ آتا ہے۔ مثال کے طور پر: بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے۔ اسے یہ کس نے سکھایا؟ اسی طرح جانور ہیں، انہیں کس نے بتایا کہ کون سا گھاس ان کے لیے کھانا ہے اور کون سا نہیں؟ آپ دیکھیں کہ قربانی کے موقع پر بھی جب جانوروں کو لے جایا جاتا ہے تو وہ اپنے مزاج کے مطابق وہی چیز کھاتے ہیں جو انہیں کھانی چاہیے، اور ناموزوں چیزوں سے اپنا منہ ہٹا

لیتے ہیں، جیسے انہیں معلوم ہو کہ کیا کھانا ہے اور کیا نہیں کھانا۔ یعنی دیکھیں: جو جانور گھاس کھانے والے ہیں وہ کبھی گوشت نہیں کھاتے، اور جو گوشت کھانے والے ہیں وہ چارا نہیں کھاتے۔

چڑیا کو کس نے سکھایا کہ گھونسلہ کیسے بنانا ہے؟ دیکھیں کس قدر خوبصورت اور پیارا گھونسلہ بنتی ہے۔ جانوروں کو دیکھیں، وہ شکار کرنے کے لیے کتنی باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اگر آپ امام جاحظ اور دمیری کی کتاب الحیوانات پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ جانوروں کی زندگی، ان کے طور طریقے اور ان کی فطری مہارتیں حیرت انگیز ہیں۔ آج کے دور میں جو زولوجی اور بوٹنی جیسے علوم موجود ہیں، ان سب کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات میں ایک پراپر سسٹم بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے وہ بے شمار چیزیں جان لیتا اور سیکھ لیتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ہر چھوٹی چیز کی تفصیل کا ذکر ہونا ضروری نہیں، کیونکہ اللہ نے انسان کو عقل بھی عطا کی ہے۔ شریعت (قرآن و حدیث) عقل کی رہنمائی کرتی ہے۔ یعنی جہاں عقل غلطی کر سکتی ہے، شریعت درست راستہ دکھاتی ہے۔

اگر کوئی شخص قرآن میں ہر چیز تلاش کرنے لگے، جیسے ڈائمنوسار کا ذکر، گھر بنانے کا پلان یا دنیاوی ایجادات کا طریقہ وغیرہ تو یہ درست طریقہ نہیں۔ اس لیے کہ دنیاوی ترقی، تعمیر، منصوبہ بندی اور اختراع کے بارے میں اللہ نے انسان کو عقل، فطرت اور تخلیقی قوت عطا کی ہے۔ اللہ نے common sense دیا۔ انسان انہی کے ذریعے نئی چیزیں بناتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔ شریعت کا کام یہ نہیں کہ وہ انسان کے لیے دنیا کے ہر معاملے کی مکمل تفصیلات بتائے، بلکہ شریعت یہ بتاتی ہے کہ: کیا حلال ہے، کیا حرام؟ کیا صحیح ہے، کیا غلط؟ کون سا راستہ جنت کی طرف لے جاتا ہے اور کون سا جہنم کی طرف؟ پس انسان عقل اور فطری رہنمائی (جبلت) کے ذریعے دنیاوی معاملات میں ہدایت حاصل کرتا ہے۔

ہدایت کی جو دوسری قسم ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم کی ہدایت اور دوسری عمل کی ہدایت۔ یعنی پہلے انسان کو صحیح راستے کا علم دیا جاتا ہے، پھر اسے اس راستے پر چلنے کی توفیق بھی عطا کی جاتی ہے۔ جب ہم نماز میں اِھْدِنَا کہتے ہیں تو اس ایک لفظ کے اندر یہ دونوں معنی شامل ہوتے ہیں۔ صحیح راستے کا علم بھی اور اس راستے پر عمل کرنے کی توفیق بھی۔ وَالَّذِي أُخْرِجَ الْمَرْعَىٰ (4) وہی ہے جس نے تازہ گھاس کو پیدا کیا۔

تازہ گھاس کو مرعی کہا جاتا ہے، یعنی سرسبز، لہلہاتی اور شاداب کھیتیاں۔ لیکن جب یہی گھاس سوکھ جاتی ہے تو اسے غنّاء کہا جاتا ہے۔ دونوں میں واضح فرق ہے۔ ایک تروتازہ حالت، اور دوسری سوکھی حالت۔

آج کے دور میں کچھ لوگ سائنس کے نام پر قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں سائنٹیفک ایرر ہے۔ مگر یہ بات سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ امام ابن عاشور رحمہ اللہ اور دیگر جلیل القدر علماء نے اس بات کا نہایت مضبوط جواب دیا ہے کہ قرآن کی کوئی بات حقیقت کے خلاف نہیں بلکہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔

ذرا غور کیجیے: کلوروفل کیا ہے؟ درخت اور پودے اپنا کھانا کیسے بناتے ہیں؟ جس طرح انسان زندہ رہنے کے لیے کچن میں کھانا تیار کرتا ہے، اسی طرح درختوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک مادہ رکھا ہے جسے کلوروفل کہتے ہیں۔ یہی مادہ سورج کی روشنی جذب کرتا ہے اور اسی سے پودے اپنی غذا تیار کرتے ہیں۔ اسی نظام کے ذریعے درختوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں، پتے بنتے ہیں، پھول اور پھل نمودار ہوتے ہیں، یعنی پورا سسٹم پودے کی سسٹم (Sustainability) پر چل رہا ہوتا ہے۔

لیکن جب یہی قوت کم ہونے لگتی ہے، جب کلوروفل اپنی کارکردگی کھودیتا ہے، تو پودا رفتہ رفتہ سوکھنے لگتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جب مرعی (تازگی) ختم ہوتی ہے اور غنّاء (سوکھ) شروع ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید اسی حقیقت اور سسٹم کو نہایت بلیغ انداز میں بیان کرتا ہے کہ گھاس پہلے لہلہاتی ہے اور پھر خشک ہو جاتی ہے۔ وَالَّذِي
أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ (4) وہی ہے جس نے تازہ گھاس کو پیدا کیا

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ (5) پھر اس نے اس کو (سکھا کر) سیاہ کوڑا کر دیا۔ لفظ ”أَحْوَىٰ“ کا ایک معنی سیاہ ہونا ہے، اور اس کا ایک اور معنی تغیر اور تبدیلی بھی ہے۔ یعنی جو چیز پہلے سرسبز، شاداب اور لہلہاتی ہو، جب وہ کاٹی جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے تو اس میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، اس کا رنگ بدل جاتا ہے اور وہ سیاہ مائل ہو جاتی ہے۔ پس یہاں أَحْوَىٰ میں دونوں معانی پائے جاتے ہیں: سوکھنے کے بعد تبدیلی آجانا اور کالے پن کا پیدا ہونا۔ تاہم مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ یہاں وہ کالا پن مراد نہیں جو بہت زیادہ وقت گزرنے کے بعد ہری گھاس میں ظاہر ہوتا ہے، بلکہ مراد وہ تغیر ہے جو کٹنے اور سوکھنے کے فوراً بعد پیدا ہوتا ہے۔

اب اس مقام پر توحید کا بیان مکمل ہو گیا ہے اور مضمون آگے منتقل ہو رہا ہے۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَنْسَىٰ (6) إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ (7) ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔ مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے [7]

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو قرآن مجید پڑھائیں گے اور آپ نہیں بھولیں گے۔ ہاں الا ماشاء اللہ مگر اتنا جتنا کہ اللہ نے چاہا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب جانتے ہیں چاہے وہ ظاہری چیز ہو یا باطنی چیز۔ چاہے وہ چھپی ہوئی بات ہو یا ظاہری بات۔ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ (8) ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ آسان فرمادیں گے۔

اب ان آیات پر غور کیجیے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ہم آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ نہیں بھولو گے"۔ امام طبری رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے "ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ آپ بھولیں گے نہیں، الا ماشاء اللہ"۔ مگر جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہے۔ "یہاں دو اہم نکتے ہیں: ہم تم کو پڑھائیں گے۔ یعنی تعلیم اللہ کی طرف سے ہوگی۔ پھر تو نہیں بھولے گا۔ یعنی اللہ ایسی حفاظت فرمائے گا کہ یادداشت محفوظ رہے گی مگر اس حد تک جو اللہ چاہے۔"

پھر امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات کا بیک گروئنڈ وہی ہے جو سورہ قیامہ میں بیان کیا گیا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَتَّعَلَٰ بِهٖ (16) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (17) (اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں [16] اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ (سورۃ القیامہ: 17-16/75)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر ہوتی تھی کہ کہیں میں قرآن مجید بھول نہ جاؤں، کیونکہ آپ نے اسے امت تک پہنچانا تھا۔ اگر بھول ہو جاتی تو امت تک کیسے پہنچتا؟ اسی فکر کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ قرآن لینے میں جلدی جلدی نہ کریں، اس حفاظت کی ذمہ داری ہماری ہے۔ ہم ہی آپ کے سینے میں قرآن کو جمع کریں گے، آپ کی زبان پر اسے جاری کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پڑھایا جا رہا ہے آپ بس اسے پڑھتے رہیے، ہم آپ کو یاد کرادیں گے۔ دیکھئے! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہے۔ وحی کا نازل ہونا بھی آسان،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے لے لینا بھی آسان، اسے یاد کر لینا بھی آسان، پھر اسی شریعت کو آگے پہنچانا بھی آسان۔ شریعت کے اندر اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آسانیاں ہی آسانیاں رکھ دیں، اسی وجہ سے آج قرآن مجید ہر جگہ پہنچ چکا ہے۔ پچھلی امتوں کی کتابیں نہ مکمل طور پر پہنچ سکیں، نہ انہیں یاد کرنا آسان تھا اور نہ ان کی حفاظت میں آسانی تھی، لیکن قرآن کے ساتھ معاملہ ایسا نہیں ہے۔

ہر طرح کی آسانی قرآن کے ساتھ رکھ دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دیکھیے: حفاظ امریکہ میں، آسٹریلیا میں، انڈیا میں، عرب کنٹریز میں، دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔ ہر جگہ آسانی کے ساتھ حفظ ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے کہ جس آسانی کے ساتھ وحی نازل ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد کیا، اسی آسانی کے ساتھ آج امت کے لوگ بھی یاد کر رہے ہیں۔ اسے سمجھنا بھی آسان کر دیا گیا، اور قیامت تک نسل در نسل اسے امت تک پہنچانا بھی آسان کر دیا گیا ہے۔

ایک معنی جو امام شوکانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے وہ وہی ہے جو سورہ قیامہ میں بیان ہوا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو گھبرانے یا جلدی کرنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن پڑھادیں گے اور یاد کرا دیں گے۔ بعض علماء کرام نے اسی مفہوم کو اس آیت کا سبب نزول بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فکر ہو رہی تھی کہ کہیں قرآن بھول نہ جائیں، تو یہ سورت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی عطا فرمائی۔ اور یہاں ایک دوسرا عظیم معنی ہے جسے امام طبری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے اس مقام پر ایک بڑے اشکال اور بڑے شبہ کو دور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ^۴ مگر وہ جو اللہ نے چاہا۔ بعض اور اینٹلسٹ اس جملے کو بنیاد بنا کر اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بھلا بھی دیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید مکمل محفوظ نہیں بلکہ کچھ آیات بھلائی بھی گئی ہیں (نعوذ باللہ)، اور اس طرح وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہاں مراد بھلانا نہیں بلکہ نسخ ہے۔ اگر اللہ چاہے تو جس آیت کو منسوخ کرنا ہو، وہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں صاف الفاظ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ سورہ بقرہ، آیت 106 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا

مَا تَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسَخُهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا جَس آيَتٍ كُو هَم مَنسوخ كر ديس، يا بھلاديس اس سے بہتر يا اس جيسی اور لاتے ہيں۔ (سورة البقرة: 106/2)

امام طبري رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں واضح فرماتے ہيں کہ جس آیت کو اللہ منسوخ کرنے کا فيصلہ فرما دے، وہ اسے ختم کر دیتا ہے اور اس کے احکام جاری نہیں رہتے۔ اس سے قرآن مجید کے عدم حفاظت کا کوئی شبہ نہیں رہتا، بلکہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ رہی یہ بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: جزاک اللہ خیراً! تم نے مجھے یاد دلایا۔ تو کچھ لوگوں نے یہاں سے یہ غلط نتیجہ نکالنے کی کوشش کی کہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن بھول جاتے تھے۔ حالانکہ یہاں بھولنے کا مفہوم مراد نہیں، بلکہ روزمرہ کے معمولات یا انسانی تعاملات میں کسی چیز کی یاد دہانی کی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھولنے سے محفوظ رکھا ہے۔

مثال کے طور پر جب ہم کہتے ہيں کہ آپ نے بالکل اچھے ٹائم پر آیت یاد دلادی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ سامنے والا آیت بھول چکا تھا، بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ آپ نے رائٹ ٹائم پر اس آیت کا حوالہ دیا۔ بہترین ریما سٹڈر دیا۔ یہی مطلب اس حدیث میں بھی ہے جہاں یہ الفاظ آئے ہيں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھول جاتے تھے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح وقت پر قرآن کی آیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کراتے تھے۔ اور جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف وہ آیتیں بھلا دیتے تھے جو منسوخ ہو چکی تھيں، کیونکہ ایسی آیات کو محفوظ رکھنے میں کوئی شرعی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ اگر منسوخ آیات بھلا دی جائیں تو اس میں نہ کوئی پرالہم ہے، نہ پریشانی کی بات، نہ ہی یہ کسی نقص کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسی لیے میں اپنی تفسیر کے بیان میں کوشش کرتا ہوں کہ سامعین کے سامنے ان تمام اعتراضات اور سوالات کے بھی جوابات رکھوں، تاکہ کالجز میں، یونیورسٹیوں میں یا انٹرنیٹ پر اگر اس طرح کے سوالات آئیں تو وہ آسانی کے ساتھ ان کا جواب دے سکیں، ان شاء اللہ۔ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ﴿٧﴾

اللہ تعالیٰ ہر بلند آواز اور ہر چھپی ہوئی آواز کو جاننے والا ہے۔ اس میں اقوال بھی مراد ہيں اور افعال بھی مراد ہيں، بلکہ دعائیں بھی اس میں داخل ہيں۔ بعض مفسرین نے یہ بھی فرمایا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی حاصل

کر رہے تھے اور پھر اسے لوگوں تک پہنچا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ آپ ہماری نگرانی میں ہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کریں گے۔

لفظ "يُسْرَى" کے دو معنی: زندگی میں آسانی، شریعت میں آسانی

لفظ "يُسْرَى" کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں: زندگی میں آسانی، شریعت میں آسانی واقعی آپ دیکھیں کہ شریعتِ محمدیہ پہلے ہی سے آسانی پر مبنی ہے۔ پورا نظام فقہ جن پانچ بڑے قواعد پر چلتا ہے۔ جن کی بنیاد پر تقریباً چار ہزار فقہی قواعد مرتب کیے گئے ہیں۔ اس پر آپ میری کتابیں پڑھ لیجئے القواعد الفقیہ جو میں نے شیخ سلیمان الرحیلی سے ڈائریک پڑھی ہے۔ اس کو میں نے اپنی کتاب میں نکتے پوائنٹس کی شکل میں جمع کیا ہے انگلش میں اور اردو میں دونوں میں موجود ہے۔ اے بی ایم قرآن نوٹ ڈاٹ کام سے اس کو ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

ان میں ایک بنیادی قاعدہ یہ ہے: "المشقة تجلب التيسير" یعنی تکلیف آئے تو آسانی کا راستہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی مفہوم کی طرف شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "في كل أمرٍ نابه تعسير" یعنی دین کے ہر معاملے میں آسانی شامل ہے۔

شیخ سعدی نے کہا کہ شریعت پہلے ہی اپنی اصل کے اعتبار سے آسان ہے، اور جب بندے کو مزید کسی مشقت یا تنگی کا سامنا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مزید آسانیاں پیدا کر دیتے ہیں۔

ہماری شریعت پہلے کی شریعتوں کے مقابلہ میں آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر وہ سخت احکام نہیں لگائے جو پچھلی نافرمان امتوں پر لگائے گئے تھے۔ بلکہ اس امت کے لیے دین کو بہت سہل اور قابل عمل بنایا گیا ہے۔ یعنی شریعت کی اصل ہی آسانی پر قائم ہے۔

پھر اگر بندے کو کسی حالت میں مزید مشکل پیش آئے تو اللہ تعالیٰ اور بھی آسانیاں عطا فرما دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر پانچ وقت کی نماز دیکھیے: اگر آپ غور کریں تو چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تقریباً فورٹی فائی منٹ منٹ پانچوں وقت کی نمازوں کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ چاہیں تو ایک گھنٹہ بھی رکھ لیجیے۔ اس کے بعد بھی تیس گھنٹے آپ کے پاس باقی رہتے ہیں جن میں آپ دنیا کے دوسرے کام یا آسانی انجام دے سکتے ہیں۔ اسی طرح سفر کی حالت

میں نماز قصر کر دی جاتی ہے۔ پانی نہ ملے یا پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو تو تیمم کی اجازت ہے۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر بیٹھ کر بھی نہ ہو تو لیٹ کر بھی نماز جائز ہے۔

یہی شریعت کی حقیقی خصوصیت ہے۔ زندگی میں بھی آسانی ہے اور شریعت میں بھی آسانی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آگے فرمایا: فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ (9) اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! نصیحت کیجیے اگر نصیحت کرنا آسان ہو اور اگر نصیحت فائدہ دے۔

اب اس جملے “اگر نصیحت فائدہ دے” کے اندر ایک اہم معنی ہے جسے شیخ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اگر نصیحت سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں نصیحت نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نصیحت کرنے کے بعد معاملہ سنورنے کے بجائے جھگڑا، لڑائی اور فساد مزید بڑھ جاتا ہے، تو ایسی صورت میں خاموش رہنا بہتر ہے اور مناسب موقع کا ویٹ کرنا چاہیے۔ ابن رجب رحمہ اللہ نے ایک اہم قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ اگر منکر سے روکنے کی وجہ سے فساد مزید بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس وقت منکر سے روکنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر یقین ہو کہ روکنے سے فساد ختم ہو جائے گا تو پھر منکر پر ٹوکنا واجب ہے۔ اور اگر صورت حال شک والی ہو۔ یعنی نہ یقین ہو کہ روکنے سے فساد بڑھے گا اور نہ یقین ہو کہ ختم ہو گا۔ تو وہاں تھوڑا وقف اختیار کرنا بہتر ہے۔ اسی لیے علماء کرام نے بہت سی جگہوں پر توقف کیا، تاکہ منکر کو ختم کرنے کی کوشش میں کہیں اس سے بھی بڑا منکر پیدا نہ ہو جائے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس آیت کے دوسرے معنی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایک خاص اسلوب پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات قرآن ایک بات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے، اور باقی معنی اپنے آپ سمجھ میں آجاتے ہیں، اگرچہ وہ الفاظ میں مذکور نہیں ہوتے۔ یہ اسلوب دلالت التزام کے نام سے معروف ہے۔ اس موضوع پر علامہ جرجانی، امام واحدی رحمہما اللہ اور دیگر اکابر علماء نے تفصیل سے لکھا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس تمہارے لیے اس لیے بنایا گیا تاکہ تمہیں گرمی سے بچائے۔ اب اگرچہ سردی کا ذکر نہیں کیا گیا، مگر سردی سے بچاؤ خود بخود مفہوم میں شامل ہے۔ یہی قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ بعض معانی الفاظ میں مذکور نہ ہوں مگر سیاق و معنی سے واضح ہو جاتے ہیں۔ اسی روشنی میں امام شوکانی، امام واحدی، علامہ جرجانی

اور دوسرے بڑے مفسرین فرماتے ہیں کہ: نصیحت فائدہ دے یا نہ دے، ہمارا کام پہنچانا ہے۔ اگر کوئی خطیب خطبہء جمعہ دے، واعظ نصیحت کرے یا کوئی عالم دین اللہ کے احکام بیان کرے، تو چاہے لوگ فوراً عمل کریں یا نہ کریں، اس کی ذمہ داری پیغام پہنچانا ہے۔ ممکن ہے آج اثر نہ ہو، مگر کل ہو جائے۔ اس لیے تبلیغ اور نصیحت کا کام مسلسل جاری رہنا چاہیے۔

اور ایک معنی علماء کرام نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نصیحت اور دعوت دیتے وقت لوگوں سے ان کے فہم مراتب کے مطابق گفتگو کی جائے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حکمت سے بلاؤ یعنی لوگوں سے ان کے مرتبہ فہم کے اعتبار سے بات کرو۔ جہاں جس طرح کی بات مناسب ہو، وہیں اسی انداز سے پیش کی جائے (وضع النبی فی محلہ)۔ بڑے اور پڑھے لکھے لوگوں کے پاس گفتگو تفصیل کے ساتھ کی جاتی ہے، جبکہ عام لوگوں کے سامنے اختصار اور آسان انداز میں بات کی جاتی ہے۔ اسی لیے ایک عالم کہتے ہیں کہ "میں جس انداز سے اہل علم کے درمیان گفتگو کرتا ہوں، عوام میں اسی طرح نہیں کر پاتا، کیونکہ وہاں سمجھ کا معیار بلند ہوتا ہے، جبکہ یہاں نسبتاً کم ہوتا ہے۔" لہذا ہر بات ہر جگہ بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ حکمت کے ساتھ، موقع و محل کے لحاظ سے گفتگو کرنا چاہیے۔ اسی حکیمانہ دعوت اور تذکیر میں جب انسان نصیحت کرتا ہے تو دو گروہ سامنے آتے ہیں: ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو نصیحت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس سے دور بھاگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْثَىٰ يَعْنِي "جو بد بخت ہو گا وہ نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ اور اس سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ (12) اور وہ بد بخت کیا انجام پائے گا؟ وہ بڑی آگ یعنی جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی جو آگ ہے یہ بہت چھوٹی آگ ہے، جبکہ قیامت کے دن جہنم کی آگ کی شدت اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے صرف ایک حصہ ہے۔ ہم دنیا کی آگ میں صرف انگلی تک نہیں ڈال سکتے، تو سوچئے وہ شخص جہنم میں کیسے برداشت کرے گا جہاں پورا جسم آگ میں ڈالا جائے گا؟ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 69 گنا زیادہ شدید ہے۔ دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ میں کوئی موازنہ ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (13) جس میں وہ نہ مرے گا نہ جیے گا" — اس کا مطلب کیا ہے؟ بعض لوگ سوال بھی کرتے ہیں کہ "مرے گا بھی نہیں اور جیے گا بھی نہیں" اس کا کیا مفہوم ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں نہ تو ایسی موت آئے گی کہ عذاب سے راحت مل جائے کہ بندہ مر کر تکلیف سے چھٹکارا پالے، ایسا نہیں ہوگا۔ اور نہ ایسی زندگی ملے گی کہ جس سے فائدہ اٹھا سکے۔ کہ زندہ ہو کر اٹھے، بھاگے، یا طاقت حاصل کر کے اپنے اوپر پڑنے والے عذاب سے بچ سکے۔ نہ راحت والی موت ہے، نہ سکون والی زندگی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جہنم کے عذاب کے لیے اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسا مجبور بنا دے گا کہ نہ مر سکتا ہے، نہ زندہ رہ کر کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بس عذاب ہی عذاب ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ (14) کامیاب ہو اوہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کیا اس موضوع پر میں نے دو دن پہلے ایک گھنٹے کا بیان بھی کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کامیاب وہی ہے جس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔ قرآن میں تزکیہ کے لفظ کے تین معنی بیان کیے گئے ہیں: مانی طہارت / مانی صفائی

یعنی جب بندہ زکات ادا کرتا ہے یا صدقہ فطر دیتا ہے تو اس کے مال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اس کی ذمہ داری ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہاں پر علماء کرام کے مطابق اصل معنی "تزکیہ نفس" مراد ہے، یعنی انسان اپنے اخلاق، باطنی حالت، اور معاملات کو درست کر لے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جس شخص نے تین مقاصد کو مکمل کر لیا، اس کا تزکیہ نفس ہو گیا اور وہ کامیاب ہے: حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) ادا کرنا۔ یعنی شرک، کفر، نفاق سے دور رہنا، اور خالص توحید کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا۔ حقوق رسول ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنا۔ یعنی بدعات سے بچ کر سنت کی اتباع کرنا، طریقہ نبوی کو اپنانا۔ حقوق العباد (مخلوق کے حقوق) ادا کرنا۔ یعنی بغض، نفرت، حسد، تکبر، ظلم اور دوسروں کو تکلیف دینے والی تمام برائیوں سے اپنے نفس کو پاک کرنا۔

یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے تزکیہ نفس حاصل کر لیا اور وہ کامیاب ہو گیا۔ اور یاد رکھیے تزکیہ نفس انسان اپنی کوشش سے کرتا بھی ہے اور اپنے رب سے مانگتا بھی ہے؛ دلوں کی پاکیزگی اور نفس کی اصلاح کے لیے اللہ سے دعا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا چاہیے۔

اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيِّهَا وَمَوْلَاهَا اے اللہ! میرے دل کو تقویٰ دے، اس کو پاکیزہ کر دے، تو ہی اس (دل) کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا رکھوالا اور اس کا مددگار ہے۔

الراوي: زيد بن أرقم | المحدث: مسلم | المصدر: صحيح مسلم الصفحة أو الرقم: 2722 | خلاصة حكم المحدث: [صحيح]

آگے غور کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى﴾ یعنی اللہ کا نام لینا، اسے یاد کرنا اور پھر نماز پڑھنا۔ اس آیت میں قلبی، لسانی اور بدنی— تینوں کی عبادت کا ذکر موجود ہے۔ پس جس شخص نے نصیحت حاصل کر کے اپنا تزکیہ کیا، وہی حقیقی کامیاب ہے۔

بَلْ تُوْتُوْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) تم آخرت کے مقابلہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى (17) جبکہ آخرت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اصل بقا اور حقیقی زندگی آخرت کی ہے۔ لہذا عقلمند اور حقیقی مومن وہی ہے جو دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دے۔ علماء کرام فرماتے ہیں: اگر ایک ایسی چیز جمع ہو جائے جسے تم بہت پسند کرتے ہو، اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ تم سے کچھ اور چاہتے ہیں، تو تم اپنی پسند کو چھوڑ دو اور اللہ کی چاہت کو اختیار کرو۔ اگر دنیا کی کوئی چیز وقتی فائدہ دے رہی ہے لیکن آخرت میں نقصان کا باعث ہے، تو ایسی دنیاوی نقصان کو برداشت کر لو، مگر آخرت کے نقصان کو ہرگز قبول نہ کرو۔ اسی اصول میں تمام حرام چیزیں، تمام بد اخلاقیوں اور تمام برائیاں شامل ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچاؤ گے تو ہی آخرت میں کامیابی ملے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آگے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْغِي الصُّحْفِ الْأُولَى (18) صُحْفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى (19)

پچھلے صحیفوں میں بھی کونسے مضامین موجود تھے؟

امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آیت قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ کا مضمون پچھلے صحیفوں میں بھی موجود تھا۔ یعنی محمد ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام آئے، ان سب کے صحیفوں میں یہ چیز بیان کی گئی تھی، خصوصاً ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان پچھلے صحیفوں میں کون سی باتیں موجود تھیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پوری سورت کے تمام مضامین موجود ہیں، لیکن امام طبری رحمہ اللہ نے اس کی تفسیریوں کی ہے کہ اس سے مراد خاص طور پر قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ کا ٹاپک ہے، یعنی تزکیہ نفس۔ انسان کے عقیدے کی صفائی، توحید کی صفائی، رسالت کے بارے میں درست عقیدہ، آخرت پر ایمان، اور اخلاق و معاملات کی پاکیزگی۔ یہی وہ صفائی ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ دوسری طرف بعض علماء کی رائے ہے کہ یہاں مراد پورا مضمون نہیں بلکہ آیت وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ہے۔ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ إِنَّ هَذِهِ الْيَوْمِ الْأُولَىٰ میں اشارہ آخرت کے مضمون کی طرف ہے۔ جبکہ کچھ دیگر اہل علم نے کہا کہ یہاں دوبارہ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ہی کی طرف اشارہ ہے۔

میں نے سورہ اعلیٰ کے بارے میں جو پوائنٹس بیان کیے ہیں، اس کے بعد اگلے درس میں ہم تفصیلی طور پر سورہ غاشیہ کو سمجھیں گے۔ ان شاء اللہ آج کے درس میں سورہ اعلیٰ تک ہم پہنچے ہیں، اور اگلے درس میں، ان شاء اللہ، سورہ غاشیہ بیان کی جائے گی۔ اس سورت کے اندر بہت اہم نکات ہیں، خصوصاً جنت اور جہنم کا description ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم، یا کوئی نوجوان، یا بچہ آپ سے پوچھے کہ جنت اور جہنم کیسی ہے؟ تو اکثر ماں باپ کہہ دیتے ہیں: بیٹا! یہ علماء بتائیں گے، ہمیں نہیں معلوم، خطبوں میں سنا تھا لیکن یاد نہیں۔ "ایسا کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ سورہ غاشیہ کھولیں۔ سب کچھ نہایت مختصر انداز میں موجود ہے۔ اگر آپ کو جنت کا تعارف چاہیے یا جہنم کا تعارف چاہیے تو یہی سورت کافی ہے۔"

یہ بتاتی ہے کہ وہاں فرش اور بچھونا کیسا ہوگا، پانی کیسا ہوگا، کھانا کیسا ہوگا، جہنمیوں کا پینا کیا ہوگا، ان کا کھانا کیسا ہوگا، ان کا اوڑھنا بچھونا کیسا ہوگا۔

اور اسی طرح جنت والوں کا پانی، ان کا کھانا، ان کی راحتیں اور آسائشیں سب کا مختصر مگر انتہائی بلیغ انداز میں ذکر ہے۔

یہ تین چیزیں اگر سمجھادی جائیں تو بڑے سے بڑے آدمی کا دماغ کھل جائے گا، ان شاء اللہ۔ آپ کو اپنے بچوں کی آخرت کی فکر ہے کہ ان میں آخرت کا شعور پیدا نہیں ہو رہا تو اس کے لیے سورہ غاشیہ کو ترجمے کے ساتھ پڑھائیے۔ اگر بچہ پوچھے: اللہ کیا ہے؟ توحید کیا ہے؟ رسالت کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ اور تزکیہ کیا چیز ہے؟ تو اس کے جواب کے لیے سورہ اعلیٰ پڑھائیے۔ یعنی سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ ہم ہر جمعہ میں پڑھتے ہیں، لیکن غور نہیں کرتے۔ اسی پس منظر میں میں نے سوچا کہ آپ کے سامنے کچھ مفید معلومات رکھوں۔ واللہ اعلم

مضمون 2: تزکیہ نفس کے اسلامی طریقے

تزکیہ نفس کے اسلامی طریقے

مقدمہ اور تعریف

محترم سامعین اکرام اور سامعات! جس ٹاپک پر میں آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ ہے: "تزکیہ نفس کے اسلامی طریقے"۔

تزکیہ کا معنی ہے صفائی (purification of soul)، اپنے نفس کا تزکیہ، اپنے نفس کی تربیت۔ یہ بہت اہم موضوع رہا ہے اور یہ صرف اس امت مسلمہ میں نہیں بلکہ پرانی امتوں میں بھی۔

ہر نبی نے اپنے دور میں انسان کو تزکیہ نفس اور دل کی صفائی کی طرف بلا یا ہے۔ توحید، رسالت، آخرت اور تزکیہ نفس یہ ہمیشہ اہم موضوعات رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ سورہ اعلیٰ جو ہر جمعہ میں آپ امام صاحب کی قراءت سے سنتے ہیں، سورہ اعلیٰ کی آخری آیتوں میں آپ دیکھیں کہ دلیل ہے کہ ہر زمانے میں یہ موضوع بہت اہمیت کا حامل رہا ہے ((ان هذا لفي الصحف الاولى))

نفس کی صفائی کی مثال

نفس کو پاک کرنا یعنی اس کے اندر گندگی آنے سے روکنا۔ قرآن مجید میں سورہ شمس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو نفس ہے اس کے اندر اچھائی بھی ہے اور بُرائی بھی ہے۔ بُرائیوں کو دور کرنے سے اس کی اچھائی نمایاں ہوتی ہے۔ جیسے زمین پر اگر آپ جنگلی پودوں کو نہیں ہٹائیں گے تو اچھی کھیتی نہیں ملے گی۔ جنگلی پتے اور جنگلی جڑی بوٹیاں اچھی کھیتی کو ختم کر دیتی ہیں۔ تو کسان کیا کرتا ہے؟ بہت محنت کر کے زمین کو جو تپتا ہے اور اسے قابلِ زراعت بناتا ہے، پھر اس میں بیج ڈالتا ہے تو لہلہاتی ہوئی سرسبز اور شاداب سبزیاں اور خوبصورت ہرے پتے، پھول، بیلے اور پھل نصیب ہوتے ہیں۔

جنگل اور باغ میں فرق

لیکن اگر آپ جنگل میں جائیں تو وہاں جنگلی پن ہے، جنگلی جانور ہیں، کیڑے ہیں، سانپ ہیں، بچھو ہیں، اور زہریلے جانور ہیں۔ لیکن اگر اسی زمین کو اچھی طریقے سے صاف کیا جائے اور کھیتوں اور باغات تبدیل کر سکتے ہیں۔ زمین تو زمین ہی ہے، لیکن یہاں زمین نے آپ کو خوبصورت نظارہ دیا ہے۔ جب آپ پارک میں بیٹھتے ہیں تو کوئی خوف نہیں ہوتا، لیکن اگر آپ جنگل میں جاتے ہیں تو خوف ہوتا ہے کہ جانور آجائے گا، کیڑے آجائیں گے، یا سانپ آجائے گا۔ بالکل اسی طرح انسان کی حالت ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرتا۔ اس کا دل جنگلی جانوروں کی طرح جنگلی پن کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی زبان سے گالی گلوچ نکلتے ہیں، اس کے افعال بد تمیزی والے ہوتے ہیں، اور اس کے دل میں برے خیالات ہوتے ہیں۔ نتیجے میں وہ آدمی خود سکون سے نہیں رہ سکتا اور دوسروں کو بھی سکون سے رہنے نہیں دیتا۔

صحتمند دل اور اس کی خصوصیات

ایک آدمی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا، اس کی باتوں میں لطافت اور مٹھاس ہوتی ہے۔ جب بھی وہ بات کرتا ہے تو آخرت کی یاد دلاتا ہے، اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا تذکرہ کرتا ہے۔ جب بھی وہ بات کرتا ہے تو لوگوں کو دل کا سکون ملتا ہے۔ جب وہ قرآن پڑھتا ہے، حدیثیں پڑھتا ہے، دعائیں اور اذکار پڑھتا ہے۔ تجارت کے میدان میں بھی اس کی بات میں مٹھاس اور شرافت ہوتی ہے۔ وہ سمجھ بوجھ کربات

کرتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ یہ واقعی انسان ہے۔ اس کی زبان میں کتنی مٹھاس ہے! یہ کتنا سمجھداری سے بات کرتا ہے! غصے میں بھی یہ کتنا قابو میں رہتا ہے! یہ آدمی محبت، غصہ، غم اور مایوسی میں کتنا متوازن رہتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں کہ اس نے تزکیہ نفس کر لیا۔ یہ بہت اہم موضوع ہے۔

کامیابی دنیا اور آخرت میں

﴿۱۴﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى

یعنی کامیاب ہو گیا وہ جو تزکیہ کرے۔ دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب۔ یہی اصل کامیابی ہے۔ دنیا میں کامیابی اور آخرت میں فلاح۔ ایک مسلمان اور ایک مومن کے ذہن میں ہمیشہ یہ ہوتا ہے: دنیا میں نجات اور آخرت میں فلاح۔ اذان میں بھی کہا جاتا ہے: "حی علی الصلاة حی علی الفلاح" یعنی نماز اور فلاح کی طرف آؤ۔ حقیقی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ

یہ سورۃ مؤمنون کے شروع میں کہے جانے والے دس اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ ان کو اپنانے سے فلاح ملتی ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ فلاح ملتی ہے تو تزکیہ نفس، توحید، رسالت اور آخرت۔ توحید کے بغیر تزکیہ نہیں ہے، سنت کے بغیر تزکیہ نہیں ہے۔ اگر آدمی شرک، کفر اور نفاق میں پڑ جائے تو تزکیہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آدمی اتباع سنت کو چھوڑ کر بدعتوں کے راستے پر چلے تو تزکیہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آدمی حلال روزی چھوڑ کر حرام طریقے سے کمائے تو تزکیہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کی پورے زندگی کی طرز زندگی، کھانا، پینا، رہنا، سہنا میں حرام ہو تو تزکیہ برباد ہو جاتا ہے۔

اخلاق محمودہ اور مذمومہ

اگر اخلاقیات میں اچھے اخلاق اپنائے تو بہت عمدہ بات ہے، لیکن اگر برے اخلاق اپنالے تو تزکیہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے عقیدے میں شرک، کفر اور نفاق سے بچتے ہوئے توحید کی طرف رہنا ہے۔ عبادات میں بدعتوں سے بچتے ہوئے اتباع سنت پر رہنا ہے۔ معاملات میں حرام سے بچتے ہوئے حلال چیزوں میں رہنا ہے۔ اخلاقیات میں

برے اخلاق اور بری عادتوں سے بچتے ہوئے اچھے اخلاق اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی ہے۔ تب جا کر یہ تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔

ذکر اور نماز کی اہمیت

﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ﴿۱۵﴾

یہاں ذکر پر زور دیا جا رہا ہے، تزکیہ پر زور دیا جا رہا ہے، اور نماز پر زور دیا جا رہا ہے۔

دنیا کو ترجیح دینے کا خطرہ

﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾

لیکن تمہاری حالت تو یہ ہے کہ تم دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔ جب آدمی دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگے تو اس کا تزکیہ تباہ ہو جاتا ہے۔

زہد کا مطلب اور تعریف

زہد کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں بے رغبتی اور آخرت میں کامیابی کی رغبت۔ قرآن مجید میں تزکیہ کے بارے میں احادیثِ اربعینِ نبویہ میں اور کتاب "جامع العلم والحکم" میں پچاس حدیثیں ہیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہونی ضروری ہیں۔ ابنِ رجب نے اربعینِ نبویہ سے بیالیس حدیثیں لیں اور "جامع العلم والحکم" میں آٹھ اور حدیثیں شامل کیں، اس طرح پچاس حدیثیں ہو گئیں۔ ہر ایک میں ایک اہم اسلامی موضوع ہے۔ ان میں ایک اہم موضوع تزکیہ ہے۔ زہد حدیث میں کیا لفظ آتا ہے؟ زہد کا مطلب ہے دنیا سے بے رغبتی۔ لیکن یاد رہے کہ دنیا چھوڑ دینا ہے؟ نہیں، دنیا حرام نہیں ہے۔ اسلام بہت متوازن دین ہے۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا

دنیا اور آخرت میں توازن

یعنی آپ سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ نے آخرت میں جو کچھ دینے والے ہیں اس کی رغبت رکھو، اس سے محبت رکھو، لیکن دنیا کو بھی مت بھولو۔ اسلام متوازن بات کرتا ہے۔ دنیا چھوڑ دینا ہے یہ مطلب نہیں۔ دنیا کے اسباب کو استعمال کرتے ہوئے آخرت میں کامیاب ہونا ہے۔ عثمان غنی کا نام "غنی" ہے۔ غنی ہونا برا نہیں ہے، لیکن تم ہامان

فرعون کی طرح غنی مت بنو۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے صحابہ کی مدد کی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنا مال استعمال کیا اللہ کے دین کے لئے۔ انہوں نے اپنے اسباب سے آخرت میں کامیابی حاصل کی۔ اللہ نے انہیں شہرت بھی دی، خلافت بھی دی، مال بھی دیا۔ اسلام میں یہ چیزیں بری نہیں ہیں۔ یہ بری ہوتی ہے جب ان اسباب سے تکبر آئے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

دنیا کو ترجیح دیتے ہوئے عمل

تو کیا کہا جا رہا ہے؟

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾

دنیا میں توجہ دینا اور دنیا کے اسباب حاصل کرنا برا نہیں ہے، لیکن دنیا کو ترجیح دینا غلط ہے۔ ترجیح کا مطلب ہے آخرت سے زیادہ توجہ دینا کو دینا۔ یہ مومن کا طریقہ نہیں ہے۔

رہبانیت کی غلطی

قرآن میں رہبانیت کی سخت مذمت ہے۔ رہبانیت یعنی دنیا کو بالکل چھوڑ دینا، بیوی بچوں کا خیال نہ رکھنا، ذمہ داریوں کی پروا نہ کرنا، ماں باپ کو دوائی نہ دینا۔ کہہ دینا کہ میں بہت زاہد ہوں، میں بہت عابد ہوں، میں مسجدوں میں رہنا چاہتا ہوں، مجھے دنیا میں کمانا نہیں ہے، بیوی بچوں کی ذمہ داری نہیں، ماں باپ کی ذمہ داری نہیں۔ یہ غلط ہے۔ رہبانیت اسلام میں نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بازار جاتے تھے اور کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھتے تھے۔ وہ بہت رحیم اور شفقت والے تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہ حاکم بھی تھے اور قاضی بھی تھے۔ لوگوں کے مسائل حل کرتے تھے۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں دیکھا کہ اناج میں نمی ہے اور اوپر سوکھا اناج رکھا ہے۔ ان سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا۔ جواب ملا کہ بارش ہوئی تھی تو اناج نم ہو گیا، اگر ہم ایسے ہی بیچتے تو لوگ خریدیں گے نہیں، اس لیے اوپر سوکھا اناج رکھ دیا۔ تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری فرمایا: "جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ یہ دیکھیں کہ نبی اکرم کو بازار کے معاملات پر کتنی نظر تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں

کہ دنیا انہوں نے ترک کر دی۔ کچھ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ شاید میں گناہ میں پڑ جاؤں گا، تو پہاڑوں میں غاروں میں چلے جائیں۔ یہ غلط ہے۔ دنیا کو ترجیح دے کر آخرت کو بھول جانا غلط ہے، لیکن قرآن خود کہتا ہے کہ دنیا کے حصے کو مت بھولو۔ سورۃ قصص پڑھ کر دیکھیں۔

آخرت کی فضیلت

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَى ﴿١٧﴾

آخرت کو زیادہ توجہ کیوں دینی چاہیے؟ کیونکہ حقیقی طور پر باقی رہنے والی تو آخرت ہے۔ دنیا ایک سائے کی طرح ہے جو ختم ہونے والی ہے۔ دنیا میں کھیتی کرنا ہے تاکہ آخرت میں صلہ ملے۔ اسی لیے علماء کہتے ہیں کہ یہ تو "مزارع الآخرة" ہے، یعنی آخرت کی کھیتیں۔ جیسا تم بوؤ گے ویسا تم کاٹو گے۔

ذره برابر عمل کا حساب

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (٧) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (٨)

تم جو ذرہ برابر بھی نیکی کرو گے تو وہ وہاں ملے گی۔ کوئی اگر ذرہ برابر بھی برائی کرے تو وہ بھی ملے گی۔ اس لیے انسان کو دیکھنا چاہیے کہ آخرت میں وہ کیا پانا چاہتا ہے۔ یہ دلیل ہے جو میں نے آپ سے کہی۔ یہ موضوع ہر زمانے میں اہم رہا۔ کیا کہا جا رہا ہے؟

قدیم صحائف میں تزکیہ

إِنَّ هَذَا لَنَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى (١٨) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى (١٩)

یہ موضوع جو تزکیہ، ذکر، توحید، رسالت اور آخرت کا ہے، انسان کو آخرت پر توجہ دینی چاہیے۔ دنیا میں بہت غرق ہو جانا غلط ہے۔ ہمیں اس کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ یہ تمام موضوعات، صلاح، عقیدے، عبادات، معاملات، اور اخلاقیات کی صفائی۔ یہ سب موضوعات پرانے صحائف میں پہلے سے آچکے ہیں۔

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى (١٩)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں۔ تو اس کا مطلب یہ بہت بڑا اور پرانا موضوع ہے۔ آج کا ہمارا موضوع تزکیہ نفس بہت ہی اہم ہے۔ اس پر بہت توجہ دینی چاہیے۔ آپ

دیکھیں کہ ہمیشہ سے قرآن مجید میں۔ میں نے آپ کو سورۃ اعلیٰ سے بتایا، سورۃ شمس بھی دیکھی، اربعین نبویہ کی احادیث بھی پیش کیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زہد کی طرف ابھارا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن

ہر زمانے میں یہ موضوع بہت اہم رہا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مشن دیا گیا اس میں بھی آپ غور کریں: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۲)

نبوی مقاصد کی تفصیل

سورۃ جمعہ میں آیت نمبر دو میں ملتا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین اہم مشن دے کر بھیجا گیا۔ آپ کے مشن میں تین اہم چیزیں شامل تھیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم مقاصد بتائے جا رہے ہیں۔ نبی بنائے جانے کے بعد مقاصد کیا ہیں؟

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ

قرآن کی تلاوت

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں روزانہ تلاوت کا ماحول ہوتا تھا۔ اگر آپ کے گھر میں قرآن کی تلاوت کا ماحول نہیں ہے تو افسوس ہے کہ تزکیہ سے بہت دور ہیں۔ گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کا ماحول نہیں ہے۔ اگر آپ کے بچوں کو حافظ قرآن نہیں بنا سکے تو کم از کم قرآن مجید کے کچھ حصے یاد کرنے کا روزانہ ماحول بنائیں۔ بچوں کو اسکول میں، کالج میں دی گئی تعلیم تو ہے ہی، لیکن روزانہ کچھ نہ کچھ حصہ قرآن مجید کا یاد کرنے پر ابھاریں۔ ایک وقت آئے گا کہ دس پارے بڑے سورے یاد ہو جائیں گے۔ قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے۔

تزکیہ اور تعلیم کا تعلق

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

پھر دیکھیں، "تزکیہ" کا لفظ آیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو صرف تعلیم نہیں دیتے تھے۔ قرآن و سنت کی تعلیم ہی نہیں، بلکہ تزکیہ بھی کرتے تھے۔ قرآن مجید میں کبھی تزکیہ کا لفظ پہلے آتا ہے تو کبھی تعلیم کے بعد۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر اچھے اخلاق ہوں گے تو تعلیم بھی اچھی طریقے سے آئے گی۔ اسی لیے صحابہ کہتے تھے:

تَعَلَّمَ الْآدَابَ قَبْلَ الْعِلْمِ

علم سے پہلے ادب

پہلے ادب سیکھو، بعد میں علم۔ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علم پر ایک زبردست کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے بہت سارے اقوال نقل کیے ہیں۔ بے ادب انسان کو علم نہیں ملتا۔ بے ادب بے نصیب ہے، با ادب بانصیب ہے۔ پہلے ادب چاہیے، تربیت چاہیے، اچھے اخلاق چاہیں، ٹھنڈا مزاج چاہیے، سنجیدہ طریقہ چاہیے۔ تب علم بھی اچھی طریقے سے آتا ہے۔ کبھی تعلیم کے بعد تزکیہ کا ذکر ہے، یعنی تعلیم کا مقصد ہی تزکیہ ہے۔ اسلام میں تعلیم کی تعریف کیا ہے؟ صرف دماغ میں تعلیم ڈال دینا؟ دماغ میں کیمسٹری، فزکس، ریاضی ڈال دینا۔ یہاں تک کہ کوئی شریعہ، تفسیر، حدیث سب یاد کر لے، لیکن تربیت نہ ہو تو کیا فائدہ؟

یہود و نصاریٰ کی تاریخی غلطی

یہود اور نصاریٰ کے پاس تورات تھی، انجیل تھی۔ انہوں نے تورات کو بدل دیا، انجیل کو بھول گئے۔ انبیاء کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا؟ کیونکہ ان کے پاس تعلیم تو تھی لیکن عمل نہیں تھا، تزکیہ نہیں تھا۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا

سورۃ جمعہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر تلاوت نہ ہو، تزکیہ نہ ہو اور تعلیم صحیح طریقے سے نہ ہو تو کیا ہوتا ہے؟ یہود کی مثال دی گئی ہے جنہیں تورات دی گئی، علم دیا گیا لیکن وہ عمل سے خالی رہے۔ ان کی مثال گدھے جیسی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہیں لیکن فائدہ نہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ فاتحہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (٦)

علم اور عمل کا توازن

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں "صراطِ المستقیم" سے مراد علم اور عمل ہے۔ علم اور عمل ہی ہدایت ہے۔ علمی ہدایت اور عملی ہدایت۔ تو کیا نصیب ہو گا؟

أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (٦) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

انعام یافتہ لوگوں کی خصوصیات

وہ لوگ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ انعام یافتہ لوگ نبی، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کے اندر کیا خوبی تھی؟ علم اور عمل کا بہترین توازن۔ لیکن جہاں علم ختم ہو گیا اور عمل آگے نکل گیا تو نصاریٰ بھٹک گئے۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ آپ عمل پر عمل کریں لیکن علم کے لیے وقت نہ نکالیں۔ اگر عمل میں اچھے ہوں لیکن علم میں کمزور ہوں تو بھی بھٹکنے کا خطرہ ہے۔ دوسری طرف یہود علم میں تو بہت آگے چلے گئے لیکن عمل میں خالی رہے۔ علم اور عمل دونوں سے ہی انسان کا تزکیہ مکمل ہوتا ہے۔ یہ موضوع بہت اہم ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے چار اہم کام

دیکھیں کہ سورۃ جمعہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کام کرتے تھے؟ صحابہ اکرام کو قرآن مجید کی تلاوت، تزکیہ اور کتاب و سنت کی تعلیم دیتے تھے۔ یعنی چار اہم کام بتائے جا رہے ہیں۔ کتاب و سنت کی تعلیم، یہ دو الفاظ ہیں۔ اگر آپ صرف قرآن پڑھیں اور حدیث نہ پڑھیں تو بھٹک جائیں گے۔ یاد رکھیں۔

علماء کا اہتمام

تمام علماء اکرام اس پر توجہ دیتے ہیں۔ حدیث کی کتابیں دیکھیں تو حدیث کی کتابوں میں یہ موضوعات ملیں گے: کتابِ الآداب، کتابِ البر والصلہ، کتابِ الزہد، کتابِ الاعتصام، الاعتصام بالکتاب والسنہ، کتابِ الرقائق۔ یہ تمام موضوعات کتبِ ستہ میں ملتے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں گے تو اس موضوع کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ کتابِ الزہد اور الوزع جیسے ابواب ملتے ہیں۔ اس پر سات مشہور کتابیں لکھی گئی ہیں۔

قدیم محدثین کی کتابیں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے، یعنی صحیح بخاری سے پہلے بھی دیکھیں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب، و کعب بن الجرح رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں، عبد الرحمن المہدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو دیکھیں۔

معاصر علماء کا کردار

اور آج کے دور میں شیخ عبد الرحمن بن عبد الجبار الفریوائی بہت بڑے عالم ہیں۔ وہ ہندوستان کے بہت بڑے عالم دین ہیں اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیول میں ہیں۔ لیکن جب انہ سے ملتے ہوں تو کہتے ہیں کہ میں طالب علم ہوں۔ وہ بہت عاجز طبع ہیں اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر موقع ملے تو شیخ سے مل کر سیکھیں۔ شیخ کے پاس علم بھی ہے، زہد بھی ہے اور تقویٰ بھی ہے۔

شیخ کا کارنامہ کیا ہے؟ زہد سے متعلق جو سات بڑی کتابیں ہیں ان کو انہوں نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ان کو جمع کر کے اس میں تمام احادیث کو انہوں نے صحیح اور ضعیف میں تقسیم کیا ہے، جیسا شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ انہوں نے بھی صحیح اور ضعیف میں تقسیم کی اور بہترین مجموعہ تیار کیا۔

علماء کا خصوصی اہتمام کیوں

کیوں علماء اکرام اتنا اہتمام کرتے ہیں؟ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھیں "صحیح الکلم الطیب"، "الواہل الصیب"۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے ذکر کے پچاس فوائد بتائے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ اذکار سے دل کی تربیت ہوتی ہے، تزکیہ ہوتا ہے: "الابذکر اللہ تطمئن القلوب"۔

ابن قیم اور دل کی تطبیب

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو "طیب القلوب" (دل کا ڈاکٹر) کہا جاتا ہے۔ ان کی کتابیں دل کے بارے میں ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی کی لائبریری میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی اہمیت پر کتب پر ان گنت تعلیقات والی کتب ہیں کہ کئی خانے اسی عنوان پر خاص ہے۔ یعنی ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے دل سے متعلق جو کتابیں لکھی ہیں ان پر سعودی عرب کے علماء نے بھی کافی تحقیق کی ہے۔ ان کتابوں کو پڑھنے سے دل میں تزکیہ آنے لگتا ہے۔

معاصر کتابیں

آج کے دور میں "فقہ القلوب" میں شیخ تویجری نے تین بڑی جلدوں میں کتابیں لکھی ہیں۔ یہ بہترین کتابیں ہیں۔ آپ انہیں پڑھیں ان شاء اللہ۔ شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی کہتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کا مقصد بھی تزکیہ ہونا چاہیے۔

شیخ السعدی اور قواعد فقہیہ

جیسا انہوں نے "قواعد فقہیہ" میں اشعار (ابیات) میں یہ بات بیان کی ہے۔ اگر آپ ان کی تفصیل سننا چاہیں تو اس میں ایک پوری رات کا سیشن ہو سکتا ہے، یعنی آٹھ گھنٹے تک تشریح ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ میں نے تقریباً ہندوستان کے پانچ سو علماء کو قواعد فقہیہ کی تفصیلی شرح پڑھائی ہے۔ اللہ نے مجھے گزشتہ پندرہ سالوں میں یہ توفیق دی ہے۔ الحمد للہ یہ بات ہزاروں لوگوں تک پہنچی ہے۔ عام لوگوں میں سے بھی جو پڑھے لکھے ہیں، وہ جو عالم نہیں ہیں لیکن علم والے سمجھ دار ہیں، انہوں نے بھی قواعد فقہیہ پڑھا تو الحمد للہ لاکھوں کو فائدہ پہنچا۔

قواعد فقہیہ کی تشریح کی تاریخ

میں نے اسے بغیر دیکھے بھی کئی بار سنایا ہے۔ اس میں شیخ السعدی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کا مقصد کیا بتایا؟ شبہات اور شہوات سے دوری، یعنی تزکیہ۔

تزکیہ کے اہم موضوعات

تزکیہ کے اندر اہم موضوع کیا ہے؟ انسان کے شبہات اور شہوات اسے مار دیتے ہیں۔ یعنی ایک بہت بڑا عالم ہو، بہت بڑا نمازی ہو، متقی ہو، حج کر چکا ہو، روزے رکھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو، لیکن اگر توحید کی جگہ شرک آجائے تو گویا آپ نے بالٹی میں سوراخ کر دیا۔ اب جتنا بھی پانی بھریں گے وہ نکل جائے گا۔

توحید کی حفاظت

تو اس لیے کہتے ہیں کہ توحید کو محفوظ رکھو، اتباع سنت کو محفوظ رکھو۔ اگر آدمی شبہات میں پڑ جائے تو اسلام میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر شہوات میں پڑ جائے تو حرام تعلقات، حرام عشق، حرام محبتیں۔ اگر شہوات

میں پڑ گیا تو انسان تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے علماء اکرام نے اس موضوع کو بالکل نظر انداز نہیں کیا اور بہت توجہ دی ہے۔ اس پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔

شیخ السعدی کے اشعار

شیخ السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- ۱- الحمد لله العليّ الأرفقِ وجامعِ الأشياءِ والمُفرّقِ
- ۲- ذي النعمِ الواسعةِ الغزيرةِ والحكمِ الباهرةِ الكثيرةِ
- ۳- ثم الصلاةُ مع سلامٍ دائمٍ على الرسولِ القرشيّ الخاتمِ
- ۴- وآلِهِ وصحبِهِ الأبرارِ الحائِزي مراتبِ الفخارِ

علم کا سب سے بڑا ہدیہ

کیا کہہ رہے ہیں؟ اللہ کی تعریف ہو رہی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو رہا ہے، اب کہتے ہیں:

۵- اعلمْ هديتَ أن أفضلَ المنينِ علمٌ يزيلُ الشكَّ عنك والدرنِ

جان لو! سب سے بڑا اللہ کا احسان ہے اگر ہوا ہے تو علم۔ وہ علم جو تمہارے شبہات اور شہوات کو دور کر دے۔

علم نافع اور عمل صالح

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم نافع اور عمل صالح دو بڑی بیماریوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ علم نافع انسان کے شبہات کو صاف کر دیتا ہے۔ عمل صالح انسان کی شہوات اور برے خیالات کو دور کر دیتا ہے۔

۶- ويكشفُ الحقُّ لذي القلوبِ ويوصلُ العبدَ إلى المطلوبِ

تیسرا افادہ: شبہات دور ہوں گے، شہوات دور ہوں گی۔ حق واضح ہو جائے گا۔ گمراہیوں سے انسان اپنے آپ کو بچانے لگے گا۔ انسان کو جنت تک پہنچاتا ہے۔

۷- فاحرض على فهمك للقواعدِ جامعةِ المسائلِ الشواردِ

قواعدِ فقہیہ کی اہمیت

کیا کہہ رہے ہیں؟ تو قواعدِ فقہیہ پڑھو۔ اس کے ذریعے تمہیں شریعت سمجھ میں آئے گی۔ علم حاصل کرو تا کہ تمہیں یہ تمام فوائد ملیں۔

۸- لِتَرْتَقِيَ فِي الْعِلْمِ خَيْرًا مَرْتَقَى وَتَقْتَفِيَ سَبِيلَ الَّذِي قَدْ وَفَّقَا

تو تم علم کی بلندیوں کی طرف چڑھتے چلے جاؤ گے۔ جنت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچو گے۔ نیک لوگوں کے راستے پر چلتے رہو گے۔

قواعدِ فقہیہ کا مجموعہ

۹- وَهَذِهِ قَوَاعِدُ نَظْمَتِهَا مِنْ كِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَدْ حَصَلَتْهَا

۱۰- جَزَاهُمْ الْمَوَالِي عَظِيمَ الْأَجْرِ وَالْعَفْوَمَعَ غَفْرَانِهِ وَالْبِرِّ

قواعدِ فقہیہ کی تفصیلی کتاب

تو اگر میری قواعدِ فقہیہ کی تفصیلی وضاحت پڑھنا چاہتے ہوں تو میری اردو اور انگریزی کتابیں abmqurannotes.com سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کو فائدہ ہو گا۔

تزکیہ نفس کے طریقے

اب آئیے میں آپ کو تزکیہ کے طریقے بتاتا ہوں۔ آپ نے اہمیت تو سمجھ لی ہے۔ تو اب ضروری ہے کہ اس کا طریقہ جانیں۔ میں نے کچھ نوٹس تیار کیے ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

طریقہ اول: اخلاص اور اتباع

نمبر ایک: تزکیہ نفس کے موضوع میں اخلاص اور اتباع کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ علماء اکرام اس موضوع پر بہت زیادہ کہتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ اگر اخلاص نہ رہے تو انسان میں شرک، ریاکاری، کفر اور نفاق جیسی برائیاں آ جاتی ہیں۔ اگر شرک آجائے تو انسان کا تزکیہ تباہ ہو جاتا ہے۔

توحید، رسالت اور آخرت کے لیے میں نے سورۃ قیامہ سے لے کر سورۃ ناس تک چالیس سورتوں میں جگہ جگہ بیانات دیے ہیں۔ تو آپ قرآن مجید کی ان چالیس سورتوں کو سنیں۔ سورۃ قیامہ سے لے کر سورۃ ناس تک کے

اہم اسباق۔ اسی طرح رمضان میں میں نے سورۃ نبا سے لے کر سورۃ ناس تک تقریباً ایک ہزار صفحات میں تفسیر پیش کی ہے۔

تو ان شاء اللہ بہت جلد وہ تفسیر "تفسیر ارشدی" کے نام سے آپ کے سامنے آئے گی۔ اس کے شروع میں آخرت کے بارے میں متواتر طور پر سورتوں میں جو نقشہ آتا ہے، اس کو پڑھنے سے بہت زیادہ تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔

توحید کے ذریعے سے کیسے انسان کو تزکیہ ملتا ہے؟۔ جب انسان اپنے آپ کو شرک، کفر اور نفاق سے بچا لیتا ہے تو اللہ اسے پسند کرنے لگتا ہے، اسے ہدایت دیتا ہے۔ اللہ کے نام اور صفوں پر غور کرتا ہے تو اللہ سے بڑی محبت ہو جاتی ہے۔ توحید الوہیت اصل مقصد زندگی ہے۔

طریقہ دوم: اتباع نبوی

اسی طرح اتباع ایک اور اہم موضوع ہے۔ علماء اکرام جب بھی زہد اور تزکیہ کا موضوع لاتے ہیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح طریقے پر چلیں گے تو رہبانیت سے بچیں گے، بھٹکے راستوں سے بچیں گے، بدعتوں سے بچیں گے۔ لوگوں نے غلط فرقیے بنائے ہیں۔ ان فرقوں سے اپنے آپ کو بچا کر آپ نکل جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

طریقہ سوم: علم اور علماء کی فضیلت

دوسرا موضوع جو تزکیہ حاصل کرنے میں بہت اہم ہے وہ ہے علم اور علماء کی فضیلت۔ اس بارے میں کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"۔ کچھ علم فرض عین ہے اور کچھ فرض کفایہ ہے۔

فرض عین والا علم یہ ہے کہ طہارت کے مسائل ہر ایک کو معلوم ہونے ضروری ہیں۔ صفائی یعنی حدیث اکبر کیا ہے؟ حدیث اصغر کیا ہے؟ وضو کب ٹوٹتا ہے؟ غسل کب ٹوٹتا ہے؟ جسم پر، کپڑوں پر، جگہ پر گندگی کیسے صاف کریں؟ یہ سب فرض عین ہے۔ ورنہ نماز کیسے پڑھیں گے؟

نماز کے لیے آپ کو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ وضو کے مسائل ہیں۔ اسی طرح روزہ رکھنا ہے، زکوٰۃ دینی ہے، حج کرنا ہے۔ تو ان کے لیے بنیادی مسائل تو آپ کو جاننا ضروری ہے۔ یہ فرض عین ہیں۔ پھر اگر اللہ نے آپ کو عالم بنایا تو فرض کفایہ کی طرف بھی بڑھتے رہیں۔ یہ موضوع بہت اہم ہے۔

طریقہ چہارم: طالب علم اور معلم کے آداب

تیسرا موضوع: طالب علم اور معلم کے آداب۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔ جو اپنے علماء کو نہ پہچانے تو وہ آدمی تزکیہ کیسے کرے گا؟

طریقہ پنجم: دلوں کی حالتیں اور اقسام

چوتھا موضوع: دلوں کی حالتیں اور اقسام۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے خود لکھا ہے کہ دل کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ ایک دل ہے جسے "قلب سلیم" کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں آیت ہے: قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، لیکن جو قلب سلیم لے کر آئے۔ ہمیشہ دعا ہے: "اے اللہ! جب ہم قیامت میں آئیں تو ہمارا دل قلب سلیم ہو۔"

قلب سلیم

قلب سلیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل، تمام انبیاء کا دل۔ "قلب سلیم" سلامتی والا ہے، یعنی پاک ہے۔ ان کا دل شرک سے پاک، کفر سے پاک، گمراہیوں سے پاک، اندھیروں سے پاک، ضلالت سے پاک، بدعتوں سے پاک، فسق سے پاک، گناہوں سے پاک، حرام سے پاک، بُرے اخلاق سے پاک، برے خیالات سے پاک۔ ہر بری چیز سے ان کا دل پاک ہوتا ہے۔

مردہ دل

دل کی دوسری قسم ہے "مردہ دل" یعنی جو شرک میں غرق ہو گیا، کفر میں غرق ہو گیا۔ اسے "مردہ دل" کہتے ہیں۔

بیمار دل

تیسری قسم ہے "بیمار دل"۔ بیمار دل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود تو اچھا ہے لیکن حاسدوں کے ساتھ بیٹھ رہا ہے، فاسق لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہا ہے، جھوٹے لوگوں کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔ تو اس کا دل بیمار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس میں شک آجاتا ہے، خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ تو یہ "بیمار دل" ہے۔

شیطان کے داخلے کے راستے

بیمار دل بے عمل ہو جاتا ہے۔ شیطان کے دل تک پہنچنے کے راستے۔ یہ موضوع بھی بہت اہم ہے۔ علماء اکرام جب بھی تزکیہ نفس پر بات کرتے ہیں تو یہ بھی بتاتے ہیں کہ شیطان کیسے داخل ہوتا ہے؟ شیطان چار راستوں سے انسان کے اندر داخل ہوتا ہے: جب آدمی بہت غصے میں ہو، جب بہت شہوتوں میں ہو، برے خیالات آرہے ہوں، جب بہت حسد میں ہو، جب بہت تکبر میں ہو۔ تب شیطان انسان کے اندر داخل ہونے کا راستہ بنا لیتا ہے۔

جن اور شیطان کا داخلہ

نافرمانی، شرک۔ کئی بار جب ہم علاج کے لیے جاتے ہیں تو جنات سے پوچھتے ہیں: "تم اس کے اندر کیسے آئے؟" وہ جواب دیتے ہیں: "اس کے گھر میں ایک ٹی وی ہے۔ اس میں وہ برے مناظر دیکھتا تھا، اللہ کا ذکر نہیں ہوتا تو شیطان وہاں آجاتے ہیں۔ ہم وہاں سے داخل ہوئے۔ یہ آدمی گانے سنتا تھا۔ جہاں موسیقی ہوتی ہے وہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا۔"

موسیقی میں شیطان

شیطان کے لیے یہ بہت اچھی جگہ ہے۔ شیطان کے ٹولے گھومتے رہتے ہیں۔ جنات کے ٹولے گھومتے رہتے ہیں۔ جس گھر سے موسیقی کی آواز آتی ہے وہ کہتے ہیں: "یہاں ہمارا آدمی ہے۔ یہاں ہمارا آدمی بیٹھا ہے۔" داخل ہونے کے لیے۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: "یہاں تو ہمارا دشمن ہے۔ بھاگ جاؤ!"

شیطان سے نجات

مسجدوں سے بھاگ جاتے ہیں، درود سے بھاگ جاتے ہیں، اللہ کے ذکر سے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہے تو شیطان وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔ وہاں پر فرشتے آنے لگتے ہیں۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اذان سے بھاگ جاتے ہیں۔

ظاہر و باطن کا توازن

تواندرونی طور پر ارکانِ ایمان سے باطن اچھا ہوتا ہے۔ ارکانِ اسلام سے ظاہر اچھا ہوتا ہے۔ جب ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہو جائیں تو گویا انسان "شیطان پروف" ہو جاتا ہے۔

چار بنیادی رکاوٹیں

ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چار چیزیں جو انسان کو حقوقِ اللہ اور حقوقِ العباد میں رکاوٹ بنتی ہیں، میں انہیں ایک شعر میں جمع کرتا ہوں۔ یاد کر لیں۔ حقوقِ اللہ اور حقوقِ العباد ادا کرنے کے راستے میں چار رکاوٹیں ہیں۔

حسد، غصہ، شہوت، تکبر

حسد مذموم، برا غصہ، شہوت اور تکبر۔ حسد برا ہے، غصہ برا ہے، شہوت برا ہے۔ یہ چار چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی تباہی ہے، چاہے ابلیس کی نافرمانی ہو، چاہے کفر ہو، یا قابیل اور ہابیل کی جنگ میں ظالم نے دوسرے کو قتل کیا ہو۔ ان تمام چیزوں کے پیچھے حسد ہے، شہوات ہیں، تکبر ہے۔

ان سے بچاؤ

ان سب سے اپنے آپ کو بچائیں تو چالیس بڑے بڑے گناہوں سے نجات مل سکتی ہے۔ یہ چار چیزیں کانٹے کی طرح پھیل جاتی ہیں۔ نتیجے میں چالیس بڑی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ انسان میں کفر پیدا ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں ان چار کی جڑ سے پھوٹی ہیں۔ انہیں پیدا کرتی ہیں۔

کنٹرول اور تزکیہ

تو ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان پر کنٹرول کرو تو تزکیہ آجائے گا۔

بیمار دل کی علامتیں

بیمار دل کی علامتیں ہیں: گناہ کی طرف مائل ہونا، برے کام پر ندامت نہ محسوس کرنا، عبادت کی طرف بے پروائی، نمازوں سے پیچھے ہٹنا، وقت پر نماز نہ پڑھنا، نیک لوگوں کی صحبت سے دوری، تکبر، حسد، دنیا کی محبت میں غرق ہو جانا۔ یہ بیمار دلوں کی علامتیں ہیں۔

صحتمند دل کی علامتیں

صحتمند دل کی علامتیں یہ ہیں: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت، عبادت کا شوق، نماز کی تیاری، عاجزی، مخلوق کے ساتھ شفقت، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر مہربانی۔ ان کی زبان بہترین ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شہد کا شربت بہہ رہا ہے۔ کسی کو ٹھیس نہیں لگاتے، سوچ سمجھ کر بات کرتے ہیں۔ صحتمند دل اللہ کے ذکر سے سکون پاتا ہے، جلدی توجہ کر لیتا ہے۔

دل کی بیماریوں کی وجوہات

دل کی بیماریوں کے اسباب اور ان کا علاج۔ دل میں بیماریاں پیدا کرنے والی چیزیں۔

دل کی بیماریوں کے اسباب

اول: زیادہ بولنا

نمبر ایک: زیادہ بولنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"من کثر لغطہ کثر سقطہ"

جو بہت زیادہ بات کرتا ہے وہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔

دوم: زیادہ دیکھنا

نمبر دو: زیادہ دیکھنا۔ عورتوں کی طرف دیکھنا۔ اگر مرد ہو تو غیر محرم عورتوں کو دیکھنا، تاکنا، فوٹو اور ویڈیو

دیکھنا۔ اس سے بھی تزکیہ تباہ ہو جاتا ہے۔

دوسری وجوہات

دل کی بیماریوں کے لیے: زیادہ بولنا، زیادہ برے چیزیں دیکھنا، زیادہ میل جول۔ اگر بہت زیادہ دوستوں میں جاتے ہیں تو قرآن پڑھنے کے لیے وقت ہی نہیں ملتا، دوستوں میں بیٹھ کر گپے مارتے ہیں۔ سگریٹ پی رہے ہیں، گالیاں دے رہے ہیں، غیبت کر رہے ہیں، چغلی خوری کر رہے ہیں

مومن کا طریقہ

اسلام کہتا ہے:

المؤمن الذي يخالط الناس ويصبر على أذاهم خير من الذي لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اور ان کی تکلیفیں سہے، بہتر ہے اس سے جو لوگوں کے ساتھ نہ رہے۔

توازن اختیار کریں

میل جول رکھنا ضروری ہے اصلاح کے لیے۔ لیکن اگر بدعتوں کا اثر پڑ رہا ہے تو دور رہیں۔ اگر شرابی سے اثر پڑ رہا ہے تو اس سے دور رہیں۔ زیادہ میل جول انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔

وقت اور ترتیب

تو آپ کے پاس اپنا خاص وقت ہونا چاہیے جہاں آپ اللہ کا ذکر کریں، قرآن پڑھیں۔

دل کی بیماریوں کا ذریعہ

دل کی بیماریاں کہاں سے آتی ہیں؟ زیادہ بولنے سے، برے چیزیں دیکھنے سے، بہت زیادہ میل جول سے، زیادہ کھانے سے، زیادہ سونے سے۔ یہ دونوں چیزیں بڑی خرابی پیدا کر دیتی ہیں۔

آدمی نمازوں کے وقت سو رہا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اس کے سونے اور جاگنے کا شیڈول صاف نہیں ہے۔ اس میں نظم و ضبط نہیں ہے۔ وقت کا انتظام نہیں ہے۔ تو نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ پھر تزکیہ برباد ہوتا ہے۔

زیادہ کھانا

پھر بعد میں آدمی بہت کھا لیتا ہے۔ تو "خوردن و خفتن" یعنی کھانا اور سونا۔ یہ جانوروں کی علامت ہے۔ شیخ سعدی نے بہت پہلے "گلستان" میں کہا تھا کہ کھانا، پینا، سونا۔ یہ جانوروں کی علامت ہے۔ جانور کھاتے ہیں، پیتے ہیں، سوتے ہیں۔ کوئی کام نہیں۔

لیکن "اشرف المخلوقات" کو بڑے کاموں کے لیے پیدا کیا گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرام کتنے مصروف تھے! قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ چالیس لوگ تھے جو لکھنے والے تھے۔

صحابہ کی مصروفیت

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت مصروف تھے۔ غزوات تھے، وفود تھے، نمازیں تھیں۔ ہمارے پاس تو نمازوں کا بھی سسٹم نہیں۔ ایک آدمی اگر نمازوں کو نظر انداز کر دے یا شرک میں پڑ جائے یا بدعتوں میں پڑ جائے تو وہ تباہ ہو جاتا ہے۔

دلوں کی زندگی کا حساب

تو دلوں کو زندہ رکھنے کے لیے یہ طریقے ہیں۔ بیمار دل کا حساب میں نے بتایا ہے۔ اسی طرح صحت مند دل کا حساب بھی۔

صحت مند دل کی خصوصیات

مومنین اللہ کے ذکر کرنے والے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے۔ "تطمئنن القلوب" یعنی دل سکون سے معمور ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں کے پاس فرشتے آتے ہیں۔

درود اور قرآن

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ قرآن مجید کی تلاوت۔ تلاوت کے لیے علیحدہ وقت رکھیں صبح اور شام۔ سمجھنے کے لیے الگ وقت رکھیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب تک دس آیتیں سمجھ نہ لیتے تب تک آگے نہیں جاتے تھے۔ تو سمجھنے کا وقت بھی علیحدہ ہوتا تھا۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قرآن کی تلاوت

عثمان غنی رضی اللہ عنہ رمضان ایک دن میں قرآن مجید مکمل کرتے تھے۔ صحابہ اکرام عام دنوں میں تین دن میں قرآن پڑھا کرتے تھے حدیث کے مطابق۔

رمضان میں کثرت سے تلاوت

ابن رجب نے کہا کہ رمضان میں ایک دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ تو کچھ علماء نے کہا کہ رمضان کے لیے یہ خاص ہے۔ عام دنوں میں تین دن سے کم میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے۔

عام دنوں میں قرآن

اب سوال ہے کہ تین دن میں قرآن ختم ہو تو سمجھ میں آتا ہے؟ پورا سمجھ میں نہیں آتا۔

تلاوت اور فہم کو الگ رکھیں

تو تلاوت کے لیے وقت الگ رکھیں۔ سمجھنے اور گہرائی سے سیکھنے کے لیے الگ وقت رکھیں۔ لوگ غلط فہمی میں ایک ہی وقت میں تلاوت اور سمجھ دونوں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم عربی نہیں جانتے تو تلاوت کے لیے الگ وقت رکھیں۔

سمجھنے کا درست طریقہ

پھر سمجھنے کے لیے منتخب آیتیں لیں۔ دس آیتوں کو جب تک کسی عالم کی نگرانی میں اچھی طریقے سے سمجھ نہ لیں تب تک آگے نہ بڑھیں۔ اس طریقے سے قرآن کا رشتہ بنتا ہے۔

قیام اللیل

رات کی تہجد کی عبادت، قیام اللیل۔

طریقہ ششم: نفس کی حالتوں پر نظر رکھنا

نفس کی حالتوں پر نظر رکھنا۔ یہ بھی بہت اہم موضوع ہے۔ قرآن مجید میں نفس کی مختلف حالتیں ہیں: نفس مطمئنہ، نفس لوامہ، نفس امارہ۔

نفس مطمئنہ

نفس مطمئنہ اللہ کے فیصلوں پر راضی۔ اللہ ہم سب کو مطمئن نفس عطا کرے۔ جب روح نکلتی ہے تب بھی مطمئن رہتا ہے۔ اللہ ہمیں نفس مطمئنہ دے۔

نفس لوامہ کی تعریف

نفس لوامہ کی تعریف سورۃ القیامہ میں ہے:

لَا أُقْسِمُ بِبِیَوْمِ الْقِیَامَةِ (۱) وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ (۲)

عدالتوں کا تصور

علماء کہتے ہیں کہ یہاں چھوٹی عدالت اور بڑی عدالت کا ذکر ہے۔ چھوٹی عدالت بڑی عدالت۔ انسان کے اندر نفس لوامہ ہے جو اسے ڈانٹتا رہتا ہے، ملامت کرتا رہتا ہے۔

فرشتہ اور شیطان

اگر وہ برائی کے قریب جاتا ہے تو ایک فرشتہ بھی ہے جو اسے برائی سے روکتا ہے اور اچھائی کی طرف بلاتا ہے۔ اس کے پاس ایک "قرین" بھی ہے جو شیطانوں میں سے ہے۔ وہ اسے برائی کی طرف دوسو سے کرتا ہے۔

نفس امارہ سے بچاؤ

نفس امارہ سے بچنا چاہیے۔ اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

طریقہ ہفتم: خود احتسابی

خود احتسابی یعنی اپنے آپ کو جانچنا، محاسبہ کرنا۔ اپنے نفس کا جائزہ لیں اور امتحان کریں۔

احتسابی کے فوائد

اس سے کیا فائدہ ہے؟ روحانی ترقی ملتی ہے، اخلاق اچھے ہوتے ہیں، اور آخرت کی تیاری ہوتی ہے۔

نفس کو تباہ کرنے والی چیزیں

جو چیزیں نفس مطمئنہ کو تباہ کرتی ہیں: ریاکاری ہے، تکبر ہے۔

تکبر کے اسباب اور علاج

تکبر کے اسباب: آدمی اپنے آپ کو بہت عمدہ اور دوسروں کو گرا کر دیکھتا ہے، حق کو جھٹلاتا ہے، اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور عجب کا شکار ہو جاتا ہے جسکو انگریزی میں self-love اور narcissism کہا جاتا ہے

عاجزی کی اہمیت

تکبر کا علاج عاجزی اختیار کرنا ہے۔ یہ کہنا ہے اپنے آپ کو کہ بھائی! تمہاری جیسے بہت لوگ دنیا میں آئے لیکن اللہ کو کوئی نہ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ عاد و ثمود آئے، فرعون کا انجام دیکھو، قارون کا نتیجہ دیکھو۔ ہسپتال میں تکلیف سے تڑپتے مریضوں کو دیکھو، قبرستان کو دیکھو۔ تو انسان میں عاجزی آئے گی۔

عجب پسندی سے بچاؤ

تکبر کے علاج میں عجب پسندی یعنی اپنے آپ کو بہت عمدہ سمجھنا اور دوسروں کو معمولی سمجھنا۔ یہ بھی غلط ہے۔ عجب پسند یعنی اپنے آپ کو بہت عمدہ سمجھنا، یہ بھی برائیوں کا ذریعہ ہے۔

کامیابی کو اللہ کی طرف منسوب کریں

تو ہمیشہ کامیابیوں کو اللہ کی طرف منسوب کریں اور شکر کی عادت ڈالیں۔

طریقہ ہشتم: توبہ اور استغفار

توبہ۔ اس کے ذریعے سے بھی انسان کا نفس صاف ہو جاتا ہے اور تزکیہ اچھا ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ "استغفر اللہ" کہتے رہیں۔

نماز کے بعد استغفار

نماز کے بعد بھی کیا کہتے ہیں؟ استغفر اللہ، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کوئی بڑا کام نہیں کر رہے۔ ہم نمازوں

میں کیا کمی کر رہے ہیں؟

طریقہ نہم: دوسروں کو نیکی کا حکم اور منکر سے روکنا خیر خواہی کی نیت سے

اسی طرح جب انسان دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو اس کا نفس بھی صاف ہو جاتا ہے۔ تو یہ بھی (درست ہے)۔

طریقہ دہم: زہد اور دنیا سے بے رغبتی

اسلام میں زہد کا موضوع ہے۔ زہد کی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔

نبی اکرم کی سیرت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھنی چاہیے۔ اس سے زہد آتا ہے۔ صحابہ اکرام کی سیرت، خلفائے راشدین کی سیرت۔ اس سے بھی زہد آتا ہے۔

بڑے عالموں کی سیرت

بہت بڑے علماء و اکابر جن کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک، ابن سیرین، صحابہ کی زندگیاں، محدثین کی زندگیاں۔ ان کو پڑھنے سے زہد آتا ہے۔

متعلقہ کتابیں

اس کے لیے میں نے الگ کتابیں لکھی ہیں۔

طریقہ گیارہ: صبر اور شکر

صبر اور شکر۔ یہ بھی بہت اہم ہے۔ مصیبتوں پر صبر کریں۔ خوشیوں میں شکر ادا کریں۔ جب آدمی خوشی میں بھی شکر کرے تو انسان کے اندر بہت زیادہ تزکیہ آتا ہے۔

طریقہ بارہ: خوف اور امید

اسلام میں خوف اور امید۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے باب باندھا: "باب الایمان بین الخوف والرجاء"۔

توازن کی ضرورت

صرف خوف سے عبادت سے آدمی خوار بن جاتا ہے۔ اگر صرف محبت و امید سے بھرا ہو تو غالی مرجئہ اور صوفی بن جاتا ہے۔۔۔ حل یہ کہ خوف، رجاء (امید) اور محبت کا امتزاج ہو۔ اس طریقے سے عبادت کرنے سے ایمان پختہ ہوتا ہے۔

طریقہ تیرہ: اللہ پر بھروسہ اور توکل

اللہ پر بھروسہ۔ توکل کا مطلب اللہ پر اعتماد ہے۔ اسباب چھوڑ دینا توکل نہیں ہے۔ اسباب اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ کرنا توکل ہے۔ اونٹ کو باندھو پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ اس سے باطنی سکون ملتا ہے۔

طریقہ چودہ: تقدیر پر رضامندی

تقدیر پر رضامندی۔ یہ بھی اہم موضوع ہے۔ اس کے ذریعے سے انسان میں بہت زیادہ تزکیہ ہوتا ہے۔

طریقہ پندرہ: اللہ کی محبت

اللہ کی محبت۔ اللہ کے ناموں اور صفتوں پر غور کریں۔

اللہ کے ناموں پر غور

دیکھیں، ایک نام میں بتاتا ہوں۔ ننانوے نام پر غور کریں۔ میری ایک کتاب ہے اور میرا ایک بیان ہے: "اللہ کے ناموں کے ذریعے سے تزکیہ کیسے حاصل کریں"۔

شکور کی فضیلت

اس میں ایک موضوع: "شکور" لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ بھی شکر ادا کرتے ہیں! یہ کیا ہے؟ بندہ شکر ادا کرتا ہے یہ معلوم ہے۔ اللہ شکر ادا کرتے ہیں؟

شکور کا مطلب

بندہ کہتا ہے: الحمد للہ۔ شکر کا اظہار کیا۔ بندے نے شکر ادا کیا اور اللہ نے مزید نعمت عطا کی۔

اللہ شکور ہے

اب اللہ سبحانہ و تعالیٰ شکور ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے: بندہ تھوڑا سا عمل کرے تو اللہ اسے بہت بڑا اجر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ساٹھ سال کا عمل اور اللہ تعالیٰ جنت ابدی دے رہے ہیں۔

اللہ سے محبت کا سبب

دیکھیں، اللہ شکور ہیں یعنی بندے کے تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا اجر دے رہے ہیں۔ تو اللہ سے محبت نہیں ہوئی؟ محبت پیدا نہیں ہوئی؟ کتنا کریم اور کریم ہے!

دنیوی نعمتیں

اور دنیا میں ابھی بہت سی نعمتیں دے دی ہیں۔ والدین دیے، بھائی بہن دیے، رشتہ داریاں دیں، بیوی دی، بہت سی دنیوی نعمتیں دی ہیں۔ کھانے پینے کی نعمتیں دی ہیں۔ آنکھ، کان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

زبان کا صحیح استعمال

زبان سے اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اللہ کے ناموں اور صفتوں پر غور کریں۔ توحید پکڑ کر رکھیں۔ توحید الوہیت کو پکڑ کر رکھیں۔ اس طرح کہ شرک نہ آئے۔

توحید

توحید اسماء صفات میں شرک نہ ہو۔ قرآن مجید ہمیشہ۔ روزانہ قرآن مجید کا تدبر اور احکام و اسباق سنیں۔ روزانہ پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ۔

طریقہ سولہ: موت کی تیاری

موت کی تیاری۔ یہ بھی اہم موضوع ہے۔ موت کو یاد رکھنے سے کیا فائدہ ہے؟ انسان کے ذہن میں رہے گا کہ مجھے پورا مال و دولت چھوڑ کر جانا ہے۔ آخرت کا سامنا کرنا ہے۔ دعا کے ذریعے تیاری کرنی ہے۔ تو موت انسان کو نرم کر دیتی ہے۔

استغفار کی کثرت۔ فرضوں کو ادا کریں اور نوافل کی کثرت سے اللہ کی محبت ملتی ہے۔ اللہ سے محبت۔ مخلوق پر رحمت۔ عبادات اور ذکر میں دل لگائیں۔ یہ تمام اہم موضوعات ہیں جن کے ذریعے سے بندے کو تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔

دعا اور اختتام

تو میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ مجھے اور آپ سب کو تزکیہ نفس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.



AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,



The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah, And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah



www.abmqurannotes.com | www.askislampedia.com | www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)